

HINDUSTANI ACADEMY

हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या..... १०६६.....

Date of Receipt

پاداشِ عمل

جلد دوم

انگریزی کے مشہور ناول "کنفیم" مصنفہ رینا لڈز کا ترجمہ
جسے

مولوی محمد صدیق حسن صاحب سب ایڈیٹر دکن دار و دل افروز نے

فیض و احسان سے اردو میں ترجمہ کیا

اور

اپریل ۱۹۱۶ء سے اپریل ۱۹۱۷ء تک سالہ دار و دل افروزین شائع ہوتا رہا

اور بعد تکمیل مرتب ہو کر

بہت نام خاکسار حکیم محمد سراج الحق فیخرو دکن دار و دل افروز

۱۹۱۷ء میں

دکن دار و دل پریس لکھنؤ میں چھپ کے شائع ہوا

سخن سنج

یہ سدا ہی رسالہ جنوری سال ۱۹۸۷ء سے شائع ہوتا ہے۔ شروع ہوا ہے جس کا چھ دو جز ہوتا ہے۔
 بشر و نظم ہر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اس کے پہلے حصہ میں مولانا کوئی محمد علی علیہ السلام صاحب اثر نے ہر خط کا کوئی
 نام لکھا ہوتا ہے جس کی تعریف کے لیے صرف مولانا موصوف کا تصنیف ہونا ہی کافی ہے۔ اور جس
 نظم میں شاعر شعرا کی خوب غزلیں ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی دنیا فاضل کے مطابق اور عوام سے
 عرف ۶۶ نمونے کو دے گا۔ اگر کلمہ آنا ضروری ہے۔

میں سخن سنج کو ہر بزن بیگانہ لکھتا ہوں۔

کارخانہ روضہ اربعین لکھنؤ کا اعلیٰ عطر

آپ ایک دفعہ ان کے نو دیکھیں
 عطر کے لیے لکھنؤ شہر کے ہر گھر میں کہ جو عطر جو وہ باہر والوں کو نہیں دیتا کہہ لکھنؤ میں مال کی پروا لگی تو کرو
 کے لکھنؤ اور ان کے دخل و فصل کا خیال نہ اُن غریبوں کی کو اُنھیں تا پڑتا ہے جو باہر سے منگو لے آئے اور
 بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہیں اور بعض شہنشاہ دینے والوں کی یہ حالت ہے کہ وہ دیکھ کا مال دو کو اور کبھی
 چار کو بھیج دیتے ہیں یہ عام فرمایاں دیکھ کے ہم نے ذمہ لیا ہے کہ باہر کے جو صاحب طلب فرما میں
 ان کے لیے مقبر اور مستند کارخانوں کے عطر اعلیٰ درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر انجمن کے
 مال بخوبی جاننے والے اور بغایت خرید کر کے روانہ کر دیا کریں جس کا بہت اچھا اور قابل اطمینان
 انتظام کیا گیا ہے۔ عطر کے ساتھ ایک سا با رہا مستحکم اور دیکھ لیں کہ ہمارے ذیلیق سے آپس میں کیسا اچھا
 عطر اور کن واسطوں کو ملتا ہے۔

عطرون کی فہرست حسب ذیل ہے

عطر خاتونہ صبر، صبر، صبر، صبر	عطر بوسری فیروزہ، صبر، صبر	عطر سنگتہ فیروزہ، صبر، صبر	عطر مخلوط عری فیروزہ، صبر، صبر
عطر مخلوط صبر، صبر، صبر، صبر	عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر سنگتہ، صبر، صبر، صبر	عطر مخلوط صبر، صبر، صبر، صبر
عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر سنگتہ، صبر، صبر، صبر	عطر مخلوط صبر، صبر، صبر، صبر
عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر سنگتہ، صبر، صبر، صبر	عطر مخلوط صبر، صبر، صبر، صبر
عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر سنگتہ، صبر، صبر، صبر	عطر مخلوط صبر، صبر، صبر، صبر
عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر سنگتہ، صبر، صبر، صبر	عطر مخلوط صبر، صبر، صبر، صبر
عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر سنگتہ، صبر، صبر، صبر	عطر مخلوط صبر، صبر، صبر، صبر
عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر بوسری، صبر، صبر، صبر	عطر سنگتہ، صبر، صبر، صبر	عطر مخلوط صبر، صبر، صبر، صبر

خوشبودار سیلون کی فہرست ملاحظہ

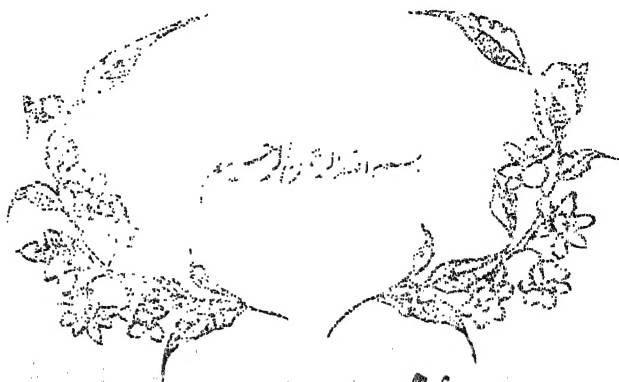
روغن چینی فیروزہ، صبر، صبر، صبر	روغن بوسری فیروزہ، صبر، صبر، صبر	روغن سنگتہ فیروزہ، صبر، صبر، صبر	روغن خاتونہ فیروزہ، صبر، صبر، صبر
روغن چینی، صبر، صبر، صبر	روغن بوسری، صبر، صبر، صبر	روغن سنگتہ، صبر، صبر، صبر	روغن خاتونہ، صبر، صبر، صبر
روغن چینی، صبر، صبر، صبر	روغن بوسری، صبر، صبر، صبر	روغن سنگتہ، صبر، صبر، صبر	روغن خاتونہ، صبر، صبر، صبر
روغن چینی، صبر، صبر، صبر	روغن بوسری، صبر، صبر، صبر	روغن سنگتہ، صبر، صبر، صبر	روغن خاتونہ، صبر، صبر، صبر
روغن چینی، صبر، صبر، صبر	روغن بوسری، صبر، صبر، صبر	روغن سنگتہ، صبر، صبر، صبر	روغن خاتونہ، صبر، صبر، صبر
روغن چینی، صبر، صبر، صبر	روغن بوسری، صبر، صبر، صبر	روغن سنگتہ، صبر، صبر، صبر	روغن خاتونہ، صبر، صبر، صبر
روغن چینی، صبر، صبر، صبر	روغن بوسری، صبر، صبر، صبر	روغن سنگتہ، صبر، صبر، صبر	روغن خاتونہ، صبر، صبر، صبر
روغن چینی، صبر، صبر، صبر	روغن بوسری، صبر، صبر، صبر	روغن سنگتہ، صبر، صبر، صبر	روغن خاتونہ، صبر، صبر، صبر

اعلیٰ درجے کا خوشبودار عمدہ اور بامزہ متباکو

زرد متباکو شکی فیروزہ، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو شکی فیروزہ، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو شکی فیروزہ، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو شکی فیروزہ، صبر، صبر، صبر
زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر
زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر
زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر
زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر
زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر
زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر
زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر	زرد متباکو، صبر، صبر، صبر

فی دے۔ درخواست آئے ہی دلو پی ایل روائیہ گاہ اور مصارف ڈاک و غیرہ ذمہ دار۔

آپ کا خادم محمد سراج الحق منیر دنگ از کٹرہ بزن بیگانہ لکھنؤ



انیسواں باب

طوفان کی رات

آدھی رات کا وقت ہوا اور طوفان پیاسہ۔ بادل نہایت خوفناک کر دکھائے۔ گرج رہا ہو۔ رات کی تاریکی میں بجلی بار بار چمک کے ایسی تیز روشنی پیدا کر دیتی ہو کہ معلوم ہوتا ہے آسمان پر سے گھلا ہوا رانگا یا سیسہ انڈیل دیا جاتا ہے اور اُس کے پیچ در پیچ راستوں سے روشنی کی عجیب و غریب لکیریں بن جاتی ہیں۔ آواز فانا ہر چیز روشن ہو جاتی ہے اور پھر ویسی ہی سخت تاریکی چھا جاتی ہے۔

اُس درمیانی وقفہ میں جب بادل کا گرجنا موقوف ہو جاتا ہے اور بجلی بھی تین چلتی رات کی خاموشی میں عجیب ہیبت ناک دل کو ہلا دینے والی آواز کا زون بین گو بخنے لگتی ہیں۔ جنگل میں بے چوں کی بہ ہنہ ہنہیں میں سے ہوا سنسنائی مچتی گزرتی ہے اور بڑے بڑے درختوں کے ٹٹے ٹٹے ٹٹے بادل صحرے سے پھٹ پھٹ کے ایسی ہیبت ناک آواز پیدا کرتے ہیں کہ گویا ان سخت تکلیف اور مصیبت میں چلا چلا کر کے آہ و زاری کر رہا ہے اور کسی کسی وقت وحشی دھماکا اور غوت زدہ جانور گھنی جھاڑیوں کے اندر ہی اندر تیزی سے دوڑنے کے ایسی عجیب آوازوں سے شور مچاتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے اس آدھی رات کی تاریکی میں سارے جنگل کے اندر دیو اور عورت اُچک بچاؤ بچائے ہوئے

ہیں۔ اس شور میں بعض اوقات اُن کی آواز کی ایک فضا میں گونج اُٹھتی ہے۔
گویا دور پر کسی خوفناک قتل کے وقت کوئی شخص جانکنی کی حالت میں چختا
چلا آتا ہے۔ اور کوئی اُس کی مدد کو نہیں پہنچتا۔

بڑی بڑی خندقوں اور پتھرے نشیبوں میں پانی نہایت زور و شور
کے ساتھ بہ رہا ہے۔ اور اگرچہ برف کا سا سفید بھین چھینٹوں کے ساتھ ہوا
میں اُڑ رہا ہے اور تیز موجیں کناروں کی چٹانوں اور پتھروں سے ٹکر
کھا کھا کے سفید جھلکے پیدا کر رہی ہیں مگر رات کی تاریکی کا وہی عالم ہے۔
اور جس وقت بجلی چمکتی ہے پسین کی سفیدی میں اور بھی چمک پیدا ہو جاتی ہے
اور دیکھنے والے کی آنکھیں چونک رہی جاتی ہیں۔

یہ نہایت ہی خوفناک رات تھی۔ ایسی رات جس میں نہ گنگار کے دل
کو قرار آ سکتا ہے اور نہ مجرم کے دل کو ڈھارس بندھ سکتی ہے۔ مگر ایسی
خوفناک رات میں بھی ایک شخص نہایت بے پروائی سے ادھر ادھر بھر رہا ہے۔
پھاڑیوں میں ایسی بند چٹانوں کے کناروں پر جہاں روز روشن میں بھی
انسان کے حواس جاگ رہتے ہیں۔ ایسی خوفناک اندلیوں کے کنارے جہاں
قدم کو ذرا بھی لغزش ہو تو انسان گسے ہوئے جوش پانی کی بھونروں میں
پڑ کے ڈوب جائے اور ایسے تنگ راستوں میں جن کے دونوں طرف
گہری خندقیں ہیں اور ایسی گہری خندقیں کہ نظر کچھ کام نہیں کرتی غرض
بار بار ان سب خطروں سے دوچار ہو کے وہ شخص آگے بڑھتا ہی
چلا جاتا ہے۔

مگر سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ شخص مرد نہیں ایک عورت ہے۔
سوا اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ یا تو اس عورت کا دل نہایت ہی مضبوط ہے
اور یا وہ بخون ہے کہ ان لاکھوں خطروں میں پڑتی ہے اور دل نہیں
ہارتی۔ جیسے پُرانے کیڑے اس خیال سے تین کہ اُسے اس رات کی ٹھنڈی
ہوا سے بچائیں مگر محض ستروشی کے لحاظ سے اس نے اپنے جسم میں لپیٹ
لیے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ گویا اسے سردی محسوس ہی نہیں ہوتی۔

یہ پانچویں برس تھا اور ایسا سو سلا دھار پانی کے چند ہی گھون میں عورتوں سے پاؤں تک بھیگ گئی پھٹے پرانے کپڑے جو جسم میں لپیٹے تھے شرابور تھے۔ اور اُس کے سفید بالوں کی لٹوں سے پانی بہہ کر جسم پر آ رہا تھا۔ مگر اُس کی رفتار میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ اور اُسی تیزی سے جنگل میں چلی جاتی ہے۔ چلتے چلتے اُس نے اپنی رفتار ذرا دہیمی کی اور آہستہ سے کہا "ہمین

کین ہے۔ بس ہمیں ہے" اتنے میں پھر بجلی چلی اور اُس کی تیز اور ستلاشی آنکھوں نے کسی سفید شے کو دیکھ کے کہا "میں کشتی نہ تھی کہ مجھے دھوکا نہیں ہوا۔ یہ تو غیر ممکن ہے کہ مجھے دھوکا ہو" اور یہ کہتے ہی اُسی طرف بڑھی۔ مگر آہستہ آہستہ اور استقلال کے ساتھ۔ یہ سفید شے جو اُسے نظر آئی وہی سنگ مرمر کی یادگار تھی جو مارکوس اوگر اور اُن کی بیوی کے قتل ہونے کی جگہ پر نصب تھی۔ وہ اُس کے قریب آئی۔ اور اگرچہ زمین پر کچھ تھی مگر اس یادگار کے پیچھے آ کے وہ بیٹھ گئی اپنا سر جھکا گھٹنوں پر رکھ لیا اور ایک سوچ میں پڑ گئی۔

اب طوفان کا زور و شور اور بھی بڑھ گیا۔ بادل زیادہ سخت ہولناک آوازوں سے گرجنے لگا۔ اور بجلی پہلے سے زیادہ چمک چمک کے آنکھوں کو چوندا دھیانے لگی۔ ان سب چیزوں نے اس رات کو ایسا مایوس ہولناک اور بھیاں بک بنا رکھا تھا کہ بیان نہیں کیا جاسکتا اتنے میں اُس عورت نے دکھا کہ ایک اور شخص بھی آہستہ آہستہ ڈرتا اور سمہتا ہوا اُس یادگار کے قریب آیا اور اُس کے قریب بیٹھ گیا۔

اس شخص کے آنے وقت بالکل اندھیرا تھا۔ لیکن عورت کی طرح اُس نے بھی بجلی کی روشنی میں یہ مقام دیکھ لیا تھا۔ مگر اس سے بڑے خبر تھا کہ اس ہولناکی کے قریب ایک انسان بھی موجود ہے۔

اس طریقے سے یہ عورت جو ایسی بہادری اور نداری سے آئی تھی اور وہ مرد جو اس قدر ڈرتا اور خوف کھاتا ہوا آیا تھا دونوں بغیر اس کے کہ کسی کو دوسری کی خبر ہو ایک ہی مقام پر پہنچ گئے اور صرف دو قدم کے

ناصہ پر بیٹھے ہیں۔

عورت جو گری سوچ میں پڑ گئی تھی دھنچے چوکی پر سرگشت ہو آئی تھی۔
ساتھ ہی بجلی بجلی جو ذرا دیر تک قالم رہی اور اُسکی روشنی میں دونوں نے
ایک دوسرے کو دیکھا۔

عورت نے نہایت کراخت آواز میں چلا کے کہا: "اغاہ! تم ہو تم بد گھنگار
شخص۔ جو رنج و الم میں مبتلا ہو اور اس مقام پر آئے ہو!"
ہر وہ (نہایت خوف زدہ آواز میں) "یہ کون مجھ سے باتیں کر رہا ہے!"
عورت۔ (تھکنا لہجہ میں) "کیا تو مجھے نہیں پہچانتا!"

ہر وہ "نہیں۔ میں نے ابھی بجلی کی چمک میں تیرا چہرہ دیکھا۔ اور صاف نہیں
نظر آیا کہ تیری صورت دنیاوی صورتوں میں سے نہیں ہے بلکہ تیری شکل
اکثر سامنے آئے مجھے ڈرایا کرتی ہے۔ مگر اس وقت تو توتے بالکل دوسری
شکل اختیار کر لی ہے!"

عورت "اے تباہ حال شخص! میں بھی تیری طرح انسان ہوں۔ کیا تو یہ
نہیں دیکھتا کہ میری جسم میں بھی گوشت اور خون ہے؟" اور یہ کہتے ہی اُس نے
اپنا لمبا اور سوکھا ہاتھ اُس شخص کے کندھے پر رکھ دیا۔

عورت کا ہاتھ کندھے پر پڑتے ہی وہ مارے خوف کے کانپنے لگا کیونکہ
یہ ہاتھ بالکل بے جان لاش کا سا تھا۔ مگر سنھل کے پوچھا "اچھا۔ اگر تو اسی دنیا
کی رہنے والی ہے تو بتا کہ تو کون ہے؟"

عورت "میں کون ہوں؟ اس کا جواب اس وقت نہ دے دوں گی۔ مگر کبھی
بے پوچھے بتا دوں گی کہ کون ہوں۔ مگر یہ بخوبی جانتی ہوں کہ تو کون ہے
اور مجھے بتائے دیتی ہوں۔ لے سن! اور اپنا کان قریب لا۔"
یہ کہتے ہی دوبارہ اُس شخص کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ کے اُسے زبردستی
اپنے قریب کھینچا اور اُس کے کان میں اُس کا نام بتا دیا!

ایک منٹ تک وہ شخص تھوڑا خاموش اور بے حس حرکت رہا۔ حیران
تھا کہ مجھے اس نے کیسے پہچان لیا۔ پھر دفعہً حواس درست کیے۔ اور اب جو بجلی

پہنچے تو فوراً اُچکھکھڑا ہو گیا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے چلا۔ "اے اللہ! یا اللہ! ہر بات ہر اشارہ سے اور ہر حالت سے مجھے ہی معلوم ہو رہا ہے کہ انتقام کی تدبیر میں جکڑا جا رہا ہوں اور خاتمہ کا وقت قریب آ گیا ہے!"
یہ الفاظ سارے جنگل میں گونجے۔ اور ساتھ وہ محض اپنی جگہ سے اٹھا اور رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔

اب وہ عورت پھر اُس یادگار کی طرف متوجہ ہوئی اور اُسی جگہ جہاں ابھی تھی سجدے میں گر پڑی اور دیر تک جوش و خروش کے ساتھ دعا مانگتی رہی۔

میسوان پاب

وہی طوفانِ خیز رات

اس شدید بارش۔ دردِ زشور کی گرج۔ اور بجلی کی چمک۔ اور تمام باتوں کو بھول کے وہ عورت بڑے اطمینان کے ساتھ اُس سنگ مرمر کی یادگار کے نیچے پڑی ہوئی صدقِ دل سے دعا میں مانگ رہی تھی کہ ناگمان اُسے نظر آیا کہ آہستہ آہستہ سنگ مرمر میں ایک قسم کی روشنی پیدا ہو رہی ہے۔ اور تاریکی میں وہ یادگار خود ناکر سفیدی میں کے چمک اُٹھی۔ پھر یہ معلوم ہوا کہ ایک عجیب و غریب پتہ اسرار و روشنی اُس کے گرد بھی پھیلنے لگی ہے۔ یہ روشنی پہلے بہت خفیف سی تھی مگر بڑھتے بڑھتے دھندلی چاندنی سی ہو گئی۔ اور عورت نے زوردار صر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ روشنی اس یادگار کے گرد و چاروں طرف سے زیادہ دور تک نہیں ہی اب خود بخود اُس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کوئی سمجھوتہ روشنی نہیں ہے بلکہ یہ ایک دھندلی خفیف سی روشنی ہے جو خفاںِ عقلِ انتقام کا پیشِ رخسہ ہے۔

یہ خیال آتے ہی اُسے نظر آیا کہ وہ سایہ ناکلینِ عیس خفیف روشنی میں

پیدا ہوئیں۔ اور اُس نے غور اور خوف سے اُن کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ صرف سوہوم خیالی شکلیں نہیں بلکہ اُن کی خاص صورتیں ہیں۔ ایک سیاہی ہر جسم سے پاؤں تک زدہ ہنر سے آراستہ ہوا اور خود میں منہ چھپائے ہے۔ دوسری ایک عورت ہے جو سفید بڑی کپڑے پہنے ہوئے اور اُس کے منہ پر بہت گارہا نقاب ہے۔ تھوڑی دیر میں یہ شکلیں زیادہ صاف نظر آنے لگیں۔ اب طوفان کم ہونے لگا۔ پانی تھم گیا۔ بجلی کی چمک موقوف ہوئی۔ اور بادل کی کڑھکی اب جنگلی مین ایک عالمگیر خاموشی ماری تھی۔ رات بالکل تاریک تھی اور سوار اس یادگار کے اور اُن دو شکلوں کے جن میں سے وہ روشنی نکل رہی تھی کچھ بھی نہیں دیکھائی دیتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ روشنی بھی اس سخت تاریکی میں غائب ہوئی جاتی ہے۔

وہ عجرت اس وقت مارے خوف کے بیدم ہونے ہی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ میں پر گرا ہی چاہتی ہے۔ اب اُس سیاہی نے آہستہ سے اپنے غور کا اگلا حصہ اٹھایا۔ اور ساتھ ہی ساتھ والی عورت نے اپنا نقاب اُٹھایا۔ اب دونوں صورتیں عورت کو صاف نظر آ رہی تھیں۔ وہ اگرچہ بالکل سفید اور بے جان لاش کی سی تھیں مگر ہر شے میں عورت نے اپنا ہاتھ ان شکلوں کی جانب اٹھایا۔ اور بے ساختہ اُس کے مونہ سے نکلا، بے شک۔ بے شک۔ میں تم دونوں کو جانتی ہوں۔ خداوند! میں ان شکلوں کو بخوبی پہچانتی ہوں! یہ سنتے ہی سیاہی اور اُس کی ساتھ عورت دونوں نے آہستہ سے اپنے داہنے ہاتھ اٹھائے اور قعر المنڈل کی طرف اشارہ کیا۔ اور اسی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے اور انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے وہ تقریباً ایک منٹ تک کھڑے رہے۔ یہ عورت خوف زدہ نہ بھاہوں سے انکی طرف دیکھ رہی تھی۔ اُس کی نگاہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُن کے اشارے کا کچھ مطلب نہ ہے سمجھ گئی ہے مگر پوری طرح نہیں سمجھی۔ وہ اُن کی جانب خوف۔ تعجب اور تجسس نگاہوں سے دیکھ رہی تھی کہ وہ شکلیں غائب ہونا شروع ہوئیں۔ اور معلوم ہوا کہ جس طرح وہ ہوا میں سے پیدا ہوئی تھیں اُسی طرح رفتہ

رفتہ نظر سے غائب ہو گئیں۔ اور وہ حقیقت روتنی بھی نہ آئی ہو گئی۔ کچھ نہ تک اس کی نظروں کو دھوکا سا رہا کہ ابھی وہ شکلیں میرے سامنے موجود ہیں۔ اب دفعۃً اس کا خیال ایک دوسری جانب رجوع ہوا۔ کیونکہ بجلی پھر چمکنے لگی۔ بادل پہلے سے بھی زیادہ زور و شور سے گرجنے لگا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کان بڑے ہوئے جاتے ہیں۔ پانی نہایت ہی تیزی سے برسنے لگا۔ اور بڑی زور و شور کا طوفان بپا ہو گیا۔

اب اس رات کو پہلی مرتبہ اُس پر اسرارِ عورت کے دل میں اس طوفان سے خوف پیدا ہوا کیونکہ جو شکلیں اُسے ابھی نظر آئی تھیں اُن سے اس کے دل پر بہت بڑا اثر پڑا تھا۔ اور اب اُسے یہ خیال پیدا ہوا کہ میری قسمت کا ایک نیا دور شروع ہونے والا ہے۔

اُس نے اپنے بھیلے ہوئے بچے پُرانے کپڑے جو منتشر ہو گئے تھے پھر اپنے لمبے کانپتے ہوئے جسم میں لپیٹے۔ چادر سر کے اوپر آگے جھکا کے اوڑھ لی۔ گویا وہ اُسے اس زور و شور کی بارش سے بچالے گی اور پھر دعا کے لیے اُس یادگار کے سامنے جھکی تھی کہ دفعۃً اُسے معلوم ہوا رات اور طوفان کے اندھیرے میں کوئی گھوڑا نہایت تیزی کے ساتھ سرپٹ دوڑتا جا چلا آتا ہے۔ ایک تنگ راستہ یادگار کے قریب سے ہو کے جنگل میں چلا گیا تھا اور ٹاپون کی آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ گھوڑا اسی سمت پر آ رہا ہے۔

کسی سوار نے سخت اور وحشیانہ لہجہ میں کہا، "خدا کی بار ایسے جانور پر اور یہ الفاظ پورے نہیں ہوئے تھے کہ معلوم ہوا جیسے گھوڑا بڑی تیزی سے اس کے ساتھ سرپٹ بھاگا۔ اُس کی ٹاپون کی آواز بھی آتے آتے جنگل میں غائب ہو گئی۔ اور کسی شخص کے نہایت آہستہ آہستہ کراہنے کی آواز عورت کے کان میں آئی۔ یہ سمجھ لکے یہ آواز اُسی سوار کی ہر جواس بھڑکے ہوئے گھوڑے پر سے گریڑا ہے وہ عورت اُس طرف چلی جدھر سے گرنے کی آواز آئی تھی۔ اتنے میں بجلی بجی۔ اور اُس نے دیکھا کہ ہائی لینڈ والوں کی وضع کا ایک سپاہی زمین

پر پڑا ہو۔ اب چونکہ کراہنے کی آواز نہین آتی تھی اس لیے سمجھی کہ زندہ نہین مر گیا ہو۔ یکایک پھر ایک بہت ہی خفیف سی کراہنے کی آواز آئی جس سے پتہ لگا کہ ابھی جان بانی ہے۔ اب وہ عورت اس پس دیش میں تھی کہ ”میں تو عورت ذات ہوں اس شخص کے لیے کیا کر سکتی ہوں؟ کس طرح اور کیونکر اسے مدد پہنچاؤں؟“ یہ بھی تو نہین خبر کہ اسے کہاں اور کس قسم کا صدمہ پہنچا ہے؟ اسی سوچ میں تھی کہ زور سے بجلی جگاتی تھوڑے دیکھ لے۔ اور اسے یہ دیکھ کے حیرت ہو گئی کہ یہ سوار انڈلٹ میک آپلین ہے۔ پہچانتے ہی اسے خیال آیا کہ میک آپلین جب تک تیز شراب کی بوتل ساتھ نہ رکھے سفر نہین کرتا اور بڑا چھکے کو ٹوٹا۔ اس کا خیال سج نکلا۔ بوتل مل گئی۔ جسے اس نے کھینچ کے باہر نکالا۔ کھولا۔ اور کافی مقدار تک میک آپلین کے حلق میں انڈیل دی۔ اس کا اثر فوراً ظاہر ہوا۔ میک آپلین کو ہوش آگیا اور اپنے گھڑے کو گالیاں دینے لگا۔ اور تھوڑی دیر میں اتنی قوت آگئی کہ اٹھا اور ایک درخت کے سہارے سے کھڑا ہو گیا۔ اب پھر بجلی چلی اور اس ہائی لینڈ کے سردار نے اس پر اسرار عورت کو اپنے سامنے کھڑا پایا جس نے اسے بتایا کہ ”یہ بالکل اتفاق تھا کہ اس وقت میں ادھر سے گزر رہی تھی کہ آپ کے گھوڑے سے گرنے کی آواز نہی“ میک آپلین ”مگر نیک عورت! یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی اور بھی میں نے تم کو دیکھا ہے“

عورت ”کیا تم نے نہین پہچانا؟ اس عورت کو پھول گئے جس نے ایک روز جنگل میں تم کو لارڈ الیڈیل کو اور ایل گلن گال کو ایک خوبصورت لڑکی کی سلامتی کی خبر پہنچائی تھی؟“

انڈلٹ ”آہ! میں سمجھ گیا! بے شک بجلی کی روشنی میں تمہارا چہرہ میں ابھی طرح نہین دیکھ سکا تھا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ اس طوفان اور ایسی اندھیری رات میں تم بیان کیوں پھر رہی تھیں؟ کیا تمہارے کاموں کے لیے رات زیادہ موزوں ہے؟“

عورت ”میک آپلین یہی باتیں کیا میں تم سے نہین پوچھ سکتی ہوں؟ تم اس طرح

تو تنہا ایسی تاریکی میں اس وحشت ناک حالت میں کھڑا ہوا۔ اس نے جو یہ
 بہانہ کیوں آئے ۹

میک آپلین۔ (خفارت سے) «خوب! چاہیں تیرے مولیٰ کا جواب دو
 دیتا ہوں۔ طوفان آنے سے پہلے میں اپنے ایک دوست سردار سے ملنے
 گیا تھا۔ اور میرا معمول ہے کہ جس طرح گھسان لڑائی کی پروا نہیں کرتا
 اُسی طرح طوفان مینہ اور بجلی کا بھی کچھ خیال نہیں کیا کرتا۔ اس وجہ سے طوفان
 کے خیال سے میں نے یہ نہیں کیا کہ وہاں ٹھہر جاتا۔ لیکن میرا غور اجڑ چلا
 میرے اختیار میں رہا کرتا تھا اور اشارے پر چلا کرتا تھا اس گڑبڑی اختیار
 سے باہر ہو گیا۔ اس لیے کہ طوفان کا زور و شور جو اُس نے آتا تو میرے
 نہیں کر سکتا تھا اُس کے ڈرانے اور بدحواس کر دینے کے لیے کافی ہو گیا۔ اس
 سبب سے یہ واقعہ پیش آیا جس کے باعث تجھ سے ملاقات ہو گئی۔

عورت ۲۔ میں کسی پرستی دوست کی ملاقات کو تو نہیں مانتی تھی کہ نہ یہ
 میرا کوئی دوست ہی نہیں۔ لیکن میک آپلین یہ ذرا اسی قدر متوجہ ہیں
 تمہاری کی ہے اس کا معاوضہ اگر شکریہ نہیں ہے تو کم سے کم یہ تو ہونا چاہیے
 تھا کہ تم میرے ساتھ اچھے الفاظ سے پیش آتے ۹

امٹلف ۲۔ نیک عورت۔ تیرا یہ اعتراض خدا کی قسم بالکل ٹھیک ہے بیشک
 میں نے غلطی کی۔ نیک بخت! میں تجھ سے سنا ہی چاہتا ہوں۔ اب جو غور کرتا ہوں
 مجھے تیری وہ سب باتیں یاد آتی ہیں جنکی وجہ سے میں تیرا ممنون ہوں
 اس سے تو سمجھ سکتی ہے کہ میک آپلین پر اور جتنے الزام چاہے لگا لے
 جائیں۔ مگر اُن میں ناشکری نہیں ہے۔ میرے ساتھ میرے قلعہ میں چل۔ اور
 جب تک تیرا جی چاہے وہاں رہ کیونکہ تیری باتوں سے معلوم ہوا کہ تیرا
 کوئی گھر نہیں ہے ۹

یہ الفاظ سنتے ہی اُس عورت کو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے اُس کے تمام
 اعضا ٹھکن سے چور ہو رہی ہیں۔ اور دو تین گھنٹہ کی مسلسل بارش اور طوفان
 کے اثر سے اب اسے فوراً آرام لینے کی ضرورت ہے۔ بولی «بے شک ۹»

آج رات کو تیرہ گھنٹہ تک سوئیں چلے رہے تھے۔ ہنس ہنس کر تھکا کر اٹھ کر دیکھا کہ وہاں بہت دور ہے اور میرے ہاتھ پاؤں تھکن سے ہیکار ہو رہے ہیں۔ وہاں کہا کیسے پہنچ سکوں گی؟ نہیں میں کسی طرح نہیں پہنچ سکتی۔ اگرچہ مینہ پڑ رہا ہے مگر اسی جنگلی مین کیمن نہ کیمن ٹھہر جاؤں گی اور نہیں تو کسی بڑے پیر کی بڑھی مین مجھے آرام دل سکے گا اور وہیں رات کٹ جائے گی۔“

انڈلف۔ ”جب میں گھوڑے پر سے گرا اور تو مجھے یہاں چھوڑ کے نہیں چلی گئی کہ مین سردی سے مر جاؤں جنگلی سورا کے میرا خاتمہ کر دین تو کیا تو سمجھتی ہو کہ مین ایسی خوفناک رات میں تھکے بہان اکیلا چھوڑ جاؤں گا؟ پانی ایک اسی زور و شور سے برس رہا ہے۔ تیرے کپڑے سب بھیلے ہوں گے یہاں جہاں کیمن نہ مین پر تو لیٹنا چاہیے گی وہاں پانی پھرا ہو گا۔ اس لیے جس طرح بنے قلعہ میک آپکین تک چلنا ہو گا۔ اگر گھوڑا مل گیا تو اس پر وگرنہ مین تجھے اپنی گود میں اٹھا کے لے چلون گا۔ اور یہ سمجھو گا کہ تو میرے ساتھ ہو۔“

عورت۔ ”سر انڈلف! مین اور تمھاری ماں! افسوس شاید تم یہ سمجھتے ہو کہ مین بہت بوڑھی ہوں۔ اس لیے کہ میرے ہاتھ پاؤں مین بھربان پر گئی ہیں۔ سو کوکے کا ساٹا ہو گئی ہوں گال چمک گئے ہیں۔ اور سر کے بال سفید ہیں۔ لیکن اگر مین بھولی نہیں ہوں تو میری عمر تم سے زیادہ نہیں۔“

انڈلف۔ ”خوب! عورت کو اگر کوئی اس کی عمر زیادہ بتائے تو ایسے سخت اور خوفناک طوفان مین بھی غصہ آ جاتا ہے!“

عورت۔ ”میری عمر شاید چوٹن سال کی ہو۔ اور اگر مین بوڑھی معلوم ہوتی ہوں تو یہ زیادہ زمانہ گزرنے سے نہیں بلکہ رنج۔ صدمے اور محزون کی وجہ سے ہے۔ خیر مین تمھارا کہنا مانے لیتی ہوں اور تمھارے ہمراہ قلعہ میک چلی چلون گی۔“

انڈلف۔ ”اب اس بات کو جان لیں کہ اس نے اپنا گلہ مرنے سے لگایا اور اس کے دل میں اس کی آواز اس کے جھنجھکی میں شروع سے آخر تک ہر جگہ

استے میں پھر بڑے زور و شور کی کڑک کے ساتھ بجلی بجتی اور بے روشنی پھیل گئی کہ معلوم ہوتا تھا سارا کرہ فلک کسی جلتی ہوئی سرخ دھات کی بھٹی ہو۔ لمحہ بھر میں پھر خاموشی اور اندھیرا تھا۔ بادل کی گرج کم سنی جانے لگی۔ بجلی کا چمکنا موقوف ہو گیا۔ اور چند لمحوں کے بعد اس خاموشی میں ایک گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ جو معلوم ہوتا تھا کہ اسی طرف آرہا ہے۔ ٹاپوں کی آواز سننے ہی سرانڈلف نے اپنے گھوڑے کو جھکامکے پاس بلایا۔ وفادار گھوڑا پاس آکے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے مالک کو بھانسنے خوشی سے ہنسنے لگا۔

سرانڈلف: (گھوڑے کی گردن پر ہاتھ پھر کے) ”بہر حال تو بہت اچھا لگ رہا ہے۔ آج تیری نافرمانی سے جو میں گرا اور اُس کی وجہ سے جو تکلیف ہوئی اور جیسی خراشیں میرے جسم میں آئیں اُن سب کو معاف کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہو کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی میری زبان تیری نسبت چند گالیانِ کل گئی تھیں مگر یاد رکھ کہ تو ہی پہلا گھوڑا ہے جسکی پیٹھ پر سے میں گرا ہوں۔ اور اگر میں اس قسم کے بدشگونوں کا ذرا بھی خیال کرتا ہوتا تو سمجھ لیتا کہ یہ بڑی بدشگونی ہوئی۔ مگر نہیں میں ایسا ضعیف الاعتقاد نہیں ہوں۔ اچھا نیک بخت عورت۔ اس کی پیٹھ پر سوار ہو۔ میرے پیچھے بیٹھ جا اور اگر تو میری کمر مضبوط پکڑے رہے گی تو وعدہ کرتا ہوں کہ ہوا سے بائیں کرتا ہوا جاؤں گا۔ اور دم بھر میں اپنے قلعہ کے اندر پہونچا دوں گا۔“

چند ہی لمحوں کے اندر دونوں اس شریف گھوڑے کی پیٹھ پر سوار تھے۔ اور وہ اپنے دھڑے بوجھ کو لیے ہوئے بڑے تیزی کے ساتھ جنگل میں طرارے بھر رہا تھا۔

رات کے دو بج گئے ہیں طوفانِ کل گیا۔ پانی تھم چکا۔ بادل کی آواز بہت دور پر خفیف سی سنی جاتی ہے۔ بجلی کی روشنی بھی بڑے فاصلے پر کسی کسی وقت دھیمی سی نظر آ جاتی ہے۔ اور ارل گلن گائل کو اب نیند آنے کی کچھ امید ہوئی تھی۔

وہ بیٹی سے رخصت ہو کے اپنے کمرے میں آئے تھے کہ بوڑھے قوال

مار سوہ کا سامنا ہو گیا چند باتیں کر کے اُسے رخصت کیا اور تنہا لیٹ کے اپنے خیالات میں مستغرق ہو گئے کہ بہت سی مشکلیں اُن کے سامنے تھیں بعض باتوں پر دل میں متاسف تھے اور بعض باتیں جبراً و قہراً برداشت کرنا تھیں وہ آتے ہی بچھونے پر لیٹ بیٹھ رہے۔ اس لیے کہ جانتے تھے ابھی بندہ اُلٹے گی۔ اس لیے بیٹھ گئے اور نہایت اطمینان سے اُن تمام واقعات پر غور کرنے لگے جو آج پیش آئے تھے۔

اس میں تو اُنھیں ذرا بھی شک نہ تھا کہ میرا بیٹا بڑی بہرحمی سے مار ڈالا گیا۔ اس کا بھی پورا پورا یقین تھا کہ یہ گفتہ کی ہی وجہ سے ہوا۔ مگر خود بخود دل میں یہ خیال بھی آیا کہ میں نے اپنی بیٹی کو ناحق ہی غیر منصفانہ حکم دیا کہ اپنی مرضی کے خلاف شادی کرنے پر مجبور ہو۔ اس خیال کے ساتھ دل میں کانپنے لگے کہ اپنی نادانی بیٹی پر کتنا بڑا غلام کیا۔ اُنھیں خیالات کی بنا پر اُنھوں نے بیٹی سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ میں تجھے کسی بات پر مجبور نہ کروں گا۔ اور اب تنہائی میں جو اپنے اس وعدے کو یاد کیا تو بجائے پچھانے کے اُس پر پہلے سے زیادہ قائم تھے۔

جون جون رات گزرتی تھی آزل کی چینی بڑھتی جاتی تھی۔ آخر انہی جگہ سے اُٹھے اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹھہرنے لگے۔ کمرے کی تاریکی کا حال کسی ابتدائی باب میں ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں۔ اس وقت بھی وہی حالت تھی۔ اتنے میں قیامت خیز طوفان شروع ہو گیا۔ بجلی کی گرج کے ساتھ حور و شبنم کی آواز سے ہو کے اندر آتی تھی اُس سے معلوم ہوتا کہ گویا بجلی اُس چھوٹے لیپ کا مونس چڑھا رہی ہے جو میز پر روشن ہے۔ اور جب بجلی کی چاک موقوف ہو جاتی اور شب کا سیاہ پردہ گھریں گون پر پڑ جاتا تو اُس لیپ کی روشنی اس قدر وسیع ہو جاتی کہ گنتی کے کمرے میں تاریکی پھیل جاتی اور معلوم ہوتا بالکل اندھیر ہے۔ بادل زور و شور کے ساتھ گرج رہا تھا۔ اور قصر النڈیل کے وسیع اور بلند کمروں اور لمبے برآمدوں میں اُس کی گونج سے عجیب حشتناک اور ڈراؤنی صدا سن پیدا ہوتی تھیں۔

تھوڑی رات اور گزری۔ طوفان برستور جاری تھا۔ آزل نے ابھی تک

کپڑے نہیں اُتارے تھے قیند آنے کی امید نہ تھی۔ اور دل میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوئی تھی۔ جب بادل کی گرج اور آندھی کے جھونکوں سے حواس غالب تھے۔ چنانچہ کی روشنی ایسی دھیمی ہو گئی تھی کہ معلوم ہوتا جیسے کسی مقبرے کے اندر چل رہا ہے۔ اُسے دیکھ کے ارل کے دل میں طرح طرح کے وحشت ناک خیالات پیدا ہونے لگے۔ اب طوفان نکل گیا۔ ارل کی جان میں جان آئی۔ اور امید بڑی کہ اب چپکے لیٹ رہونگا تو قیند آ جائے گی۔

اُس امید میں کپڑے اُتارنے کے لیے اُٹھے تھے کہ ناگہان معلوم ہوا بیرونی عمارت کا ایک دروازہ کسی نے زور سے بند کیا۔ دفعہ پھر دل میں ایک وحشت محسوس ہوئی اور سارے جسم میں رعشہ پڑ گیا۔ دل میں کہا معلوم ہوتا ہے آج بھی ویسے ہی واقعات پیش آنے والے ہیں جو اُس خوفناک بات کو پیش آئے تھے۔ اتنے میں اُنھیں خاص اپنے کمرے کے بیچ والے دروازے کے بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

اب ارل میں زیادہ برداشت کی تاب نہ تھی گھبر کے اُٹھے اگرچہ دل کمزوری دکھائی دیتا تھا۔ طوفان سے وحشت ہوتی تھی اور اس کمرے میں جو واقعات ایک دفع پہلے پیش آچکے تھے پیش نظر تھے مگر اپنے کمرے کا دروازہ کھول دیا اور باہر دیکھنے لگے۔ سارے قصر میں اندھیرا تھا۔ پورے آگے اور کھانے کے کمرے میں کوئی چیز نہیں نظر آتی تھی۔ مگر کسی شخص کے پیروں کی چاپ صاف سنائی دے رہی تھی۔ اور معلوم ہوتا جیسے کوئی زینے پر چڑھ رہا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ وہ شخص اوپر برآمدے میں آگیا ہے اور اُس کے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ ارل نے دل میں کہا "یہ کون ہے جو اسوقت اسے اندھیرے میں بغیر روشنی کے قہر میں گھوم رہا ہے؟"

یہ ہدیہ بیان کرچکے ہیں کہ ارل بڑا بہادر آدمی تھا۔ لیکن اس موقع پر بہادری کیا نام لے سکتی ہے۔ اس وقت طرح طرح کے زحمت اُس کے دل پر دو مار چڑھ چکے تھے۔ اور یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ چاہے اگر آواز نہ آتی تھی۔ ارل کو معلوم ہوا کہ جیسے کوئی شخص

دور۔ لکھکا باندہ چلا آ رہا ہے۔ اور رشتہ داری سے قدم نہ اٹا رہا ہے۔
 آواز قریب آتی گئی یہاں تک کہ معلوم ہوا کوئی شخص پاس سے ہو کے نکل گیا۔
 حکم آرل کے باہر آتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا اور اسی دروازے کے
 آگے وہ کھڑے تھے ہذا کمرے کی ذرا سی روشنی بھی باہر نہ آسکتی تھی جس کی
 وجہ سے نہ آرل ہی نے پہچاننا کہ یہ کون شخص ہے اور نہ اُس شخص ہی کو تیز ہو گیا
 کہ کوئی شخص مجھے اس قدر قریب سے دیکھ رہا ہے۔ برآمدے کے کونے پر ہونچ
 کے وہ شخص ایک طرف مڑا اور اُس کے پاؤں کی چاب بھی موقوف ہو گئی۔
 اب آرل گلن گال کمرے میں واپس جانے کو تھے کہ پھر ایک خفیف
 سی آہٹ معلوم ہوئی جو کسی شخص کے کپڑوں کے سرسرنے کی آواز تھی۔

اس کے بعد ایک خفیف سی روشنی پیدا ہوئی جو برآمدے ہی میں ڈول رہی
 ہو مگر سی نظر آئی مگر نہ چراغ تھا نہ شمع تھی۔ فقط روشنی ہی روشنی تھی۔ اس
 کا بالکل پتہ نہ چلتا تھا کہ کدھر سے آ رہی ہے۔ آرل اسی موقع میں تھے کہ اس
 دھندلی روشنی کے اندر اُنھیں ایک نہایت تاریک اور کالی شکل نظر آنے لگی
 ساتھ ہی روشنی کسی قدر تیز ہو گئی۔ اور اُس سایہ ناسکل نے اپنے سر پر سے
 سیاہ کپڑا اٹھ دیا اور آرل خون و اضطراب کے عالم میں کیا دیکھتا ہے کہ
 اُس کا سر فقط ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے جس میں کھال یا گوشت کا نام و نشان نہیں

اس وقت آرل کی بدحواسی بیان نہیں ہو سکتی۔ مہوت اور بے حس
 و حرکت کھڑے تھے اور باوجود کوشش کے منہ سے آواز نہ نکلتی تھی اور
 نہ قدم کو اپنی جگہ سے حرکت ہو سکتی تھی۔ اتنے میں وہ شکل اُن کی طرف
 بڑھی اور اُسی طرف چلی گئی جدھر وہ نامعلوم شخص گیا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ
 گویا یہ شکل اُسی شخص کے پیچھے پیچھے جا رہی ہے۔ اُس شکل کے نظر سے غائب ہونے
 ہی روشنی زائل ہو گئی۔ اور آرل نے بڑی شکل سے کوشش کر کے اپنے قدم اٹھا
 جلدی سے اپنے کمرے میں داخل ہوئے۔ مگر خون اور پریشانی کی حالت ایسی
 تھی جس کو الفاظ ادا کر سکیں۔

تھوڑی دیر میں اُن کے ہوش و اداس درست ہو گئے اور اتنی

اور اتنی بُجرات ہوئی کہ کپڑے اُتارے بچھونے پر لیٹے۔ اور لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ اگرچہ سوتے میں بھی آج وہ ہی قسم کے ہولناک اور دُرُاؤنے خواب دیکھتے رہے۔

اکیسواں باب

ارل اور مارکوس

ارل گلن گائل صبح کو اُٹھ کے اپنے کمرے سے نکلے اور آہستہ آہستہ ہاشتہ کے کمرے میں آئے۔ اُنکا چہرہ زرد تھا اور آنکھوں سے پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔ اور سب مہمان پہلے سے آچکے تھے اور مارکوس الٹیل بھی موجود تھے۔ مگر سب خاموش اور بظاہر رنجیدہ تھے۔ کسی کے ہونٹوں پر ذرا بھی مسکراہٹ نہیں نمایاں تھی۔ سب چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بیٹھے ہوئے آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اور باقیین لازمی طور پر لارڈ ملک کے غائب ہو جانے اور اُن خطرناک شبہوں کے متعلق تھیں جو پیدا ہوئے تھے۔ اچانچہ ارل گلن گائل جب غمگین صورت بنائے ہوئے آئے تو اُنکی پریشانی پر کسی کو تعجب نہیں ہوا۔

کھانا خاموشی کے ساتھ ختم ہو گیا اور مہمان رخصت ہونا شروع ہوئے۔ دو گھنٹہ تک قصر الٹیل کا صحن مہانوں کی روانگی کی وجہ سے بہت بھرا رہا۔ کیونکہ تمام مہمان اُن کے ساتھ اُن کے اعزاء و دوست اور نوکر چاکر سب ہی تھے۔ دوپہر کے قریب سب لوگ رخصت ہو گئے۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اس پرانے قصر میں پہلے سے دُنا سا ناظر ظہر طرٹ چھا گیا ہے۔

یہ سب ہوا مگر لیڈی اوی لینا اپنے ہی کمرے میں رہی۔ مہانوں کو رخصت کرنے کے لیے بھی وہ باہر نہ نکلی۔ اور وہ لڑکی جو بھائی کے ماتم میں ہو اُس کے لیے یہ نہ آتا معیوب بھی نہ تھا۔ قوانون کی نسبت ارل گلن گائل نے حکم دیدیا تھا کہ وہ اور چند روز کے لیے روک لیے جائیں۔ اور وہ یہ بھی

کہ اگر چہ ارل کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا تھا مگر خواہ مخواہ جی چاہتا تھا کہ مارکوس سے پھر ایک مرتبہ اُسی قسم کی باتیں کر لیں۔
ہمانوں کے رخصت ہو جانے کے بعد ارل گلن گائل اور مارکوس لائنڈیل ایک کمرے میں چلے گئے۔

ارل نے نہایت غمگین آواز میں گفتگو شروع کی اور کہا: "لارڈ صاحب۔ اب مجھے بہت ہی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے ایک نہایت اہم معاملہ میں گفتگو کروں۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیونکر اُسے آپ کے سامنے ظاہر کروں کیونکہ ممکن ہے آپ کو سنتے ہی مجھ پر غصہ آجائے۔"

مارکوس۔ (جرت سے ہمت نہ ہونے پر) "لارڈ صاحب! آپ کا کیا مطلب ہے؟ آخر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ فرمائیے۔ ضرور فرمائیے۔"

ارل۔ "میرا مطلب اُس مجوزہ شادی سے ہے جو آپ کے ساتھ میری بیٹی اوی لینا کی ہونے والی ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ اگر آپ اس بات پر غور کریں گے کہ اوی لینا کیسی سخت مصیبت میں مبتلا ہے تو آپ کی کشادہ دلی آپ کو بھی اُسی نتیجہ پر پہنچائے گی جس پر میں اس سے قبل ہی پہنچ چکا ہوں۔"

مارکوس۔ "اچھا تو لارڈ صاحب۔ آپ کس نتیجہ پر پہنچے ہیں؟"

ارل۔ "میری رائے اب یہ قرار پائی ہے کہ آئندہ اُس کے اد پر کسی قسم کی زیادتی یا زبردستی کرنا سخت ظلم ہوگا۔ اور پھر اُس کے رنج و الم کا جواب تھا کہ وہ پوچھ چکا ہے کوئی اندازہ نہ ہوگا۔"

مارکوس۔ "گویا صاف الفاظ میں مجھے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جو شادی کا معاہدہ میرے ساتھ ہو گیا تھا اُسے اب آپ توڑنا چاہتے ہیں۔"

ارل۔ "چونکہ میں اقرار کر چکا ہوں کہ اوی لینا کی شادی آپ کے ساتھ کر دینا لہذا میری عزت کا واسطہ درمیان میں ہے اور اگر آپ اصرار کریں تو میں مجبور ہوں گا۔ لیکن میں آپ ہی سے اس بات کی خواہش کرتا ہوں کہ مجھے آپ براہ مہربانی اُس اقرار سے بری کر دیں۔ کیونکہ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ صرف اس اقرار کی وجہ سے میری بیٹی کے دل پر ایک خاص ناگوار اثر

پڑ رہا ہے۔ اور اُس کا خیال ہی اُس کے دل میں برچھپان چھوڑ رہا ہے۔
 مار کو س۔ (برہمی کے لہجہ میں) ”مگر لارڈ صاحب! آپ کو میرا بھی تو کچھ خیال
 کرنا چاہیے۔ کیا خود آپ ہی نے میرے پاس ایڈنبرا میں قاصد کے ذریعہ سے
 خط بھیج کے باضابطہ طور پر میرے پیغام کو جو میں نے اُس سے چند روز قبل
 آپ کو دیا تھا نہیں منظور کیا؟ کیا میں یہاں تک خاص اسی غرض سے نہیں
 آیا کہ اُسے بنیاد میں خیال بناؤں اور کچھ روز کے بعد اُس سے شادی کر لوں؟
 کیا اس کی اطلاع تمام قرب و جوار کے لوگوں کو نہیں ہو گئی ہے؟ کیا
 اس کے متعلق میرے بہت سے دوست مجھے مبارکباد نہیں دیکھ چکے ہیں؟ کیا
 شادی کا دن نہیں قرار پا چکا ہے؟ اور کیا درزیوں کو شادی کے جوڑے
 تیار کرنے کا حکم نہیں دیا جا چکا ہے؟ اندر کیا روزانہ بلکہ ہر وقت اس کا
 انتظار نہیں کیا جا رہا ہے کہ وہ ایڈنبرا سے کپڑے تیار کر کے لے آئیں گے؟
 لیکن اب میں بھی یہ چاہتا ہوں کہ اس رسم کو چند روز کے لیے ملتوی ہو جانا
 چاہیے۔ میں اتنا میرحم نہیں ہوں کہ فوری اصرار کروں۔ مگر یہ بات کہ یہ شادی
 بالکل کا عدم ہو جائے میں اس کے لیے کسی طرح آمادہ نہیں ہوں۔ کیونکہ
 اس کا رد وائی سے میری توہین ہوتی ہے۔ بے شک۔ اس میں میری
 سخت توہین اور بے عزتی ہو گئی۔“

گلن گائل۔ ”نہیں۔ نہیں۔ لارڈ صاحب! ایسا نہیں ہے۔ اب تو ایک
 معقول عذر پیدا ہو گیا ہے۔ اور خدا کرے وہ صرف عذر ہی ہو! اُس عذر کو پیش
 کر کے آپ اس شادی کو ایک غیر معین مدت کے لیے ملتوی کر سکتے ہیں اور
 چند روز بعد بعض لوگ جو اس معاملہ سے واقف ہو گئے ہوں وہ بھی رفتہ
 رفتہ بھول جائیں گے۔“

مار کو س۔ (چلا کر) ”بعض لوگ! آپ اُن کو بعض لوگ کہتے ہیں؟ کیا اس قرب
 و جوار کے تمام اہل اور سردار یہ بات نہیں جانتے ہیں کہ آپ کی بیٹی کی شادی
 میرے ساتھ ہونے والی ہے؟ اور اب تو ایڈنبرا میں بھی سب کو خبر ہو گئی
 ہو گی۔ کیونکہ جو لوگ درزیوں وغیرہ کے پاس شادی کے جوڑے کی تیاری کے

لیے بیچھے گئے ہیں اُنھوں نے ضرور اس خبر کو دہان عام کر دیا ہو گا۔
 ارل: ”مجھے یہ معلوم کر کے نہایت افسوس ہوا کہ آپ اُس معاہدہ پر ایسی سختی کے
 ساتھ قائم ہیں۔ مجھے امید تھی کہ میں اپنی بیٹی سے یہ کہہ سکے کہ آپ نے میری بیٹی کو فرما کر مجھے
 اُس وعدہ سے سبکدوش فرما دیا ہے ایک حد تک اُس کے دلی رنج کو کم کر سکوں گا۔
 کیا میں آپ سے اس ضرورت کو نہیں بیان کر سکتا ہوں کہ آپ اس پر نہایت سنجیدگی سے
 غور و خوض کر لیں۔ تاکہ مجھے اپنی بیٹی کو اس بلا سے بچنے سمجھے ہوئے اقرار
 کر لینے پر قریبان نہ کر دینا پڑے۔“

مار کو س: ”اگرچہ مجھے نہایت افسوس ہے اور بالکل نہیں چاہتا کہ آپ کے
 رنج اور پریشانی میں میری وجہ سے ذرا بھی اضافہ ہو مگر مجبوراً مجھے بھی
 اس معاملہ میں ویسی ہی صفائی سے کہنا پڑتا ہے جس طرح آپ نے مجھ سے
 کہا۔ لہذا میں صاف صاف کہہ دیتا ہوں کہ میں کسی طرح لیڈی اوی لینا
 سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ میں اس بات
 پر آمادہ ہوں کہ چھ مہینے کے لیے اس شادی کو ملتوی رکھوں۔“

ارل: (معنی خیر نگاہ اور لہجہ میں) ”مگر معلوم ہوتا ہے شاید آپ بھول
 گئے ہیں کہ میری بیٹی کے دل میں ایک اور خیال بھی ہے اور یہ افسوسناک
 واقعات جو اب پیش آرہے ہیں ممکن ہے کہ ان کا اثر اُس کے دل پر بہت
 گہرا اور کاری پڑے۔“

مار کو س: ”بے شک مجھے معلوم ہے کہ لیڈی اوی لینا کو اپنے پیارے
 بھائی کے قتل ہونے کا صدمہ ہے۔ لیکن کیسا ہی سخت ترین صدمہ کچھ زمانے
 کے بعد ضرور کم ہو جاتا ہے اور آپ کی صاحبزادی کو بھی یہ صدمہ کچھ دنوں
 میں بھول جائے گا۔ اور چونکہ اُن کی پرورش پر اسٹنٹ طریقہ ترمیمی ہے
 اس لیے مجھے یقین ہے کہ وہ کسی خانقاہ کی تنہائی یا تنہا ہو جانے کا خیال بھی
 دل میں نہ لائیں گی۔“

ارل: ”آپ کے الفاظ سے علانیہ میری ہمت نہیں تو صاف صاف سرد مہری
 ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ میرے اس اشارے کا مطلب

غلام سمجھ لیں یہ تک پہنچا دو دلاتا ہوں کہ اومی لینا کو کفتم کے ساتھ بخت ہے۔ اور چند روز میں اُسی کفتم جیسے وہ چاہتی ہے ایک قاتل کی حیثیت سے پھانسی دی جائے گی اور اُس کا خاتمہ ہو جائیگا۔

مار کو س۔ ہان۔ ہان۔ بے شک وہ قاتل ہے اور اُسے قاتل کی سزا دی جائیگی۔ یہ کہہ کے مار کو س دفعۃً اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے کھڑکی میں سے باہر دیکھنے لگے جبکہ پردائی کیساتھ اُن کی پشت ارل کی طرف تھی۔

ارل۔ بے شک۔ وہ نوجوان خواہ مجرم ہو یا نہیں۔ خواہ اُس نے بے وجہ بیزحمتی اور سفاکی سے قتل کیا ہو یا جرم کے اور گالیوں سے مشتعل ہو کے مار ڈالا ہو اب اس جرم کے معاوضہ میں اُسے اپنی جان ہاتھ دھونا پڑیگا۔ مگر جناب! کیا آپ نہیں سمجھ سکتے کہ اومی لینا کو اُس کا کس قدر صدمہ ہو گا۔ جس کے ساتھ اُسے جیڈ انس ہے بچپن سے جس کا ساتھ رہا۔ ساتھ کھیلی اور ساتھ بڑھی ہوئی۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اب بے عقلی سے دل ہی دل میں اُس پر فریفتہ تھی۔ مجھے تو حضرت اندیشہ ہے کہ کہیں یہ صدمہ اُس کے لیے ناقابل برداشت نہ ہو جائے۔ اسی خیال سے میں نے آپ سے خواہش کی کہ اب آپ اُس سے دست بردار ہو جائیں۔

یہ سنتے ہی مار کو س لنڈل کھڑکی کے پاس سے واپس آئے اور اپنی جگہ پر بیٹھ کے کہا۔ جناب والا یہ تو بہت آسان ہے کہ کفتم کے خیال سے آپ کی صاحبزادی کو کوئی رنج اور صدمہ نہ ہو۔ کفتم ابھی تک سرکاری مجرم نہیں ہے۔ ابھی فقط ہماری حراست میں ہے۔ ہم اُسے علانیہ طور پر یہ کہہ کے چھوڑ سکتے ہیں کہ اُس کے متعلق ہمیں جو شبہ پیدا ہوئے تھے وہ بالکل بے بنیاد دوسری ترکیب یہ ہے کہ ہم اُسے بھاگ جانے کا موقع دے دیں اور کوئی ایسا ذریعہ پیدا کریں کہ وہ منہ چھپا کے انگلستان چلا جائے۔

ارل۔ (نہایت استقلال اور سختی کے لہجہ میں) نہیں۔ لارڈ صاحب۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ میں کوئی غیر منصفانہ کارروائی نہ ہونے دوں گا۔ کفتم سیکناہ ہو تو اُسے پورا موقع دیا جائے گا کہ اپنے اوپر سے یہ بدنامی مٹا دے اور اگر وہ حقیقت

مین مجرم ہے تو میرے بیٹے کا خون زمین کے نیچے سے انتقام کی آواز بلند کرے گا۔ نہیں۔ نہیں (زور سے میز پر ایک گھونٹہ مار کے) میری بیٹی کی جان بھی معرض خطر میں ہو تو بھی مین انصاف کے خلاف نہ ہونے دوں گا۔ اور نہ اُس کے بچانے کی کوشش کروں گا۔ چاہے اُس کی زندگی کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو۔ میرا ارادہ ہے کہ آج ہی ایڈیٹر امین محکمہ نیابت کو اپنے بیٹے کے غائب ہو جانے کے مفصل حالات اور وہ تمام شہدہ واقعات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کفہ اُس کا قاتل ہے صاف صاف کہہ بیچوں۔ اور یہ بات سرکار کے فیصلہ پر منحصر ہوگی کہ یہ مقدمہ جو ایک امیر کے قتل سے تعلق رکھتا ہے ایڈیٹر کے اہل کور میں پیش ہو یا اس ضلع کے حکام ہی اس کی تحقیقات کریں۔ لہذا جناب مین پھر آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ میری بیٹی کے متعلق آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟

مار کو س: ”اچھا سنئے۔ میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں جسے یقین ہے کہ ہم دونوں بہت جلد منظور کر لیں گے۔ اور جو کچھ ہم مین آپ میں پیدا ہو گئی ہے اُس میں فرق نہ آئے گا۔ مجھے اتنی اجازت دیجیے کہ چند منٹ کے لیے لمبی اوی لیتا سے تنہائی میں مل کے کچھ باتیں کروں۔ اور دریافت کر لوں کہ وہ درحقیقت مجھے اپنا شوہر بنا ناپسند کرتی ہیں یا نہیں۔ اور اگر وہ ناپسند کریں تو پھر میں بھی اس خیال سے دست بردار ہو جاؤں۔ لیکن اس گفتگو کا نتیجہ اگر میری امید کے موافق ہو تو پھر یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جو اقرار ہو چکا ہے وہ بدستور قائم رہے گا۔“

ارل: ”بے شک۔ بے شک اس سے بہتر کوئی تجویز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اگر آپ اسی وقت میری بیٹی سے گفتگو کر لینا پسند کریں تو میری نزدیکی اس میں بھی کوئی مضافہ نہیں۔“

مار کو س: ”اسی وقت سہی۔ اور اگر بالفرض اس کا نتیجہ میری امیدوں اور آرزوؤں کے خلاف ہو تو بھی گلن گلن اور اندیل کے خاندانوں میں جو دوستی و کجبتی ہے اُس میں کسی قسم کا فرق نہ آئے گا۔“

ارل: ”بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ معاملہ نہایت خوبی کے ساتھ طے ہوا جاتا ہے۔“

اب میں خود ہی جا کے اپنی بیٹی کو بلانے لاتا ہوں تاکہ اس تردد و دو بلے اطمینانی سے جلد ہی نجات ملے۔

یہ کہہ کے ارل گلن گائل بیڈی اوی لینا کے کمرے میں گئے۔ وہ اکیلی اپنے کمرے میں کھڑکی کے پاس سو بیٹھی تھی۔ اُس کی خادمہ ارسولا دوسرے کمرے میں کسی کام میں مصروف تھی۔ جیسے ہی اپنے باپ کو آتے دیکھا اٹھ کھڑی ہوئی اور اُن کی طرف بڑھی۔

ارل نے اپنی بیٹی کو پیار کیا اور کہا: میری پیاری اوی لینا کل رات کو میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ تمہاری مرضی کے خلاف کسی بات کے لیے مجبور نہ کروں گا۔ اور اب پھر میں تمہیں اسی بات کا یقین دلاتا ہوں۔ میں میرے مار کو س الٹڈیل سے باتیں کر رہا تھا۔ اُنھوں نے اپنی مہربانی سے تمہاری شادی کے معاملہ میں تمہارے ہی فیصلہ پر اصرار کیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اسی وقت تم سے چند باتیں کر لیں تاکہ اُنھیں خاص تمہاری زبان سے معلوم ہو جائے کہ تم یہ معاہدہ قائم رکھنا چاہتی ہو یا نہیں۔ صاف الفاظ میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ مار کو س تم سے یہ دریافت کریں گے کہ تم اُنھیں اپنا آئندہ شوہر بنا مانگوں گے یا نہیں۔ اگر تم اپنی زبان سے نہیں کہہ دو گی تو یہ معاہدہ منسوخ ہو جائیگا۔ اور اگر تم اقبال کر لو گی تو پھر یہ معاہدہ قائم رہے گا۔ صرف یہ ممکن ہے کہ واقعات اور حالات کے لحاظ سے کچھ دنوں کے لیے ملتوی ہو جائے۔

اوی لینا افسوس۔ میرے پیارے ابا جان! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میرا فیصلہ کیا ہو گا؟ بے شک آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میرے منہ سے نہیں نکلے گا؟

ارل (اپنے ہاتھ سے اوی لینا کا منہ بند کر کے) ”میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ پہلے ہی مجھ سے بتا دو کہ کیا جواب دو گی۔ یہ نا انصافی اور ناشکری ہوگی اگر میں کسی جواب کے لیے تمہیں پہلے سے آمادہ کروں۔ لہذا میرے سامنے اپنے خیالات کا پہلے سے اظہار نہ کرو۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔ لارڈ الٹڈیل تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔“

یہ کہہ کے ارل نے اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑا اور اُس کمرے کی طرف لے چلے

جہان مار کوس کو چھوڑ آئے تھے۔ اور اوی لینا کو وہاں پہنچا کے خود اُس کمرے سے یہ کہتے ہوئے باہر نکلے۔ اب میں تھوڑی دیر میں واپس آئے اس گفتگو کا نتیجہ معلوم کروں گا۔

ارل نے یہ جملہ ان دونوں غرضوں سے کہا تھا کہ مار کوس کو معلوم ہو جائے کہ اوی لینا کو پہلے سے اُنھوں نے کسی خاص جواب کے لیے آمادہ نہیں کر دیا ہے۔ اور اوی لینا کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ اس معاملہ میں بالکل آزاد ہے۔ یہ کہتے ہی وہ کمرے سے چلے گئے اور زینہ پر سے اُتر کے صحن میں آئے اور ادھر ادھر ٹپٹنے لگے۔ تاکہ گرم اور عرق آلود پیشانی میں تازگی ہو آگے۔ مقوڑی دیر صحن میں ٹپٹنے کے بعد ارل تفصیل پر چڑھ گئے اور اُس پر آہستہ آہستہ ٹپٹنے لگے۔ دوسم سہرا کا ایک صاف منظر سامنے تھا۔ گزشتہ رات کے طوفان کے آثار ابھی تک باقی تھے۔ اور اُس کے ساتھ وہ تمام خوفناک واقعات بھی یاد آ گئے۔ آخر وہ کون شخص تھا جو برآمدے میں سے ہو کے گزرا تھا؟ اور پھر اُس کے پیچھے وہ شکل جس کا سر ہڈیوں کے ڈھانچے کا تھا کیسی؟ ان خیالات کے بعد ارل کو ایک اور بات یاد آ گئی۔ نفعہ خیال آیا کہ میرا بیٹا بچا ہو گیا ہے۔ اور پھر اُس سے زیادہ خطرناک بات یہ تھی کہ کون سا اُس کے قتل کا مجرم قرار پا رہا ہے!

غرض کہ تقریباً ایک گھنٹہ انھیں مختلف خیالات میں وہ تفصیل پر ٹپٹتے رہے اور اب یہ خیال کر کے کہ میں نے مار کوس کو لیڈی اوی لینا سے خوشامد درآمد کے لیے بہت کافی وقت دے دیا ہے پھر اُس کمرے میں آئے جہاں اُنھیں چھوڑ گئے تھے۔ اس ملاقات سے مار کوس کے خلاف نتیجہ کا اس قدر اطمینان اور بھروسہ تھا کہ اُنھیں مار کوس کا بشاش اور مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ کے نہایت تعجب ہوا۔ اُن کی صورت سے اطمینان اور کامیابی ظاہر ہو رہی تھی۔ فوراً ارل نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا۔ مگر اُس کا چہرہ زرد تھا اور مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ سخت ترین ذہنی تکلیف برداشت کر رہی ہے۔ اور صاف نظر آتا تھا کہ جو مصیبت و ناامیدی اُس کی صورت پر ظاہر

ہو رہی تھو وہ صحت کل کے واقعہ کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ اگر پوری طرح نہیں تو کسی قدر اس وقت کی گفتگو کا نتیجہ ضرور ہے۔
جیسے ہی ارل کمرے میں داخل ہوئے ماکوس اسٹیل اُن کی طرف بڑھے۔ اور اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کے کہنے لگے: آئیے جناب لارڈ صاحب! اب تو آپ کو مجھے مبارک باد دینی چاہیے کہ لیڈی اوی لینا کے دل پر اپنی التجا و ن سے میں کامیاب ہو گیا۔

ارل نے تعجب سے اوی لینا کی طرف دیکھا اور پھر ماکوس کی طرف دیکھنے لگے۔ مگر اب بھی اُنکا چہرہ لبشاش اور خوش تھا۔ اوی لینا کے چہرے پر زردی چھائی تھی۔ اور وہ اس طرح بے حس و حرکت کھڑی تھی کہ معلوم ہوتا تھا اس بات کو بھی نہیں محسوس کرتی کہ اس وقت اس کمرے میں کیا ہو رہا ہے۔

ارل گھٹن گائل "مگر میں اس آخری فیصلہ کو خود اُسی کی زبان سے سُنتا جا رہا ہوں"۔
مارکوس "لیڈی صاحبہ۔ آپ کے واجب التعمیم والد خود آپ کی زبان سے اس کا اظہار چاہتے ہیں"

یہ سنتے ہی معلوم ہوا گویا لیڈی اوی لینا ایک خواب سے چونک پڑی اُس نے دو تین لمحہ نہایت سادگی کے ساتھ اپنے باپ کی طرف دیکھا اور بولی "ہاں۔ میں سمجھتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ اور میں اپنی رضامندی ظاہر کرتی ہوں"

ارل۔ (نہایت تعجب کے لمحہ میں) "اوی لینا تم اپنی رضامندی ظاہر کرتی ہو! میری بیٹی۔ کیا تم اس نکاح پر راضی ہو؟ یہ کہا اور نہایت تعجب سے ہم تن اُس کی طرف دیکھنے لگے۔

اب یہ معلوم ہوا کہ اوی لینا نے پھر بولنے کی کوشش کی کیونکہ اُس کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا اس وقت بولنے میں بھی اُسے تکلیف ہو رہی ہے۔ اور اُس نے کہا: "ہاں۔ پیارے ابا جان۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ آہ۔ میں راضی ہوں" اور پھر خاص تکلیف کے ساتھ اُس نے اپنے کلام کو ان الفاظ سے

پورا کیا۔ اس قرار داد کے پورے ہو جانے ہی پر سیری زندگی کی آئندہ خوشیوں کا دار و مدار ہے۔
گلن گائل "اچھا تو اب میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتا۔ اور اس ملاقات کے نتیجہ پر میں بالکل مطمئن ہوں۔"

مگر اب بھی اُن کے دل میں ایک شک تھا کہ یہ معاملہ کچھ ٹھیک نہیں ہوا۔ کوئی بات ضرور ایسی کی گئی ہے کہ سیری بیٹی کو زبردستی اپنی مرضی کے خلاف بیان کرنا پڑا۔ مگر اب وہ کیا کر سکتے تھے؟ اور کیا کہہ سکتے تھے؟ وہ صریح وعدہ کر چکے تھے کہ اُس کے فیصلہ کی پابندی کریں گے۔ خود اُنھوں نے اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا اور بالکل مطمئن تھے کہ اب اومی لینا کو اپنی مرضی کے مطابق پوری آزادی دیدی گئی ہے۔ مگر افسوس! اُس نے اپنی مرضی کے خلاف فیصلہ کیا یہ جواب اُس نے جان بوجھ کے اور اپنی مرضی کے موافق دیا ہو ممکن نہیں۔ اُس پر کوئی عجیب و غریب اثر پڑ گیا ہے۔ مگر جو کچھ ہو چکا اب اس کا موقع نہیں کہ اصلی رائے کا پتہ لگاؤں۔ اومی لینا نے اپنی زبان سے فیصلہ کیا اور یہ کافی ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد اومی لینا نے مارکوس سے کہا "اب جازت ہو تو اپنے کمرے میں جاؤں" یہ کہتے وقت اُس نے اپنا ہاتھ مارکوس لینڈل کی طرف بڑھایا اور اُنھوں نے اسے اپنے منہ سے لگا کے چوم لیا۔ پھر اُس نے اپنے باپ سے کہا "اباجان۔ اب آپ بھی مجھے جانے کی اجازت دیجئے۔" ارل گلن گائل نے بیٹی کی پیشانی چومی۔ جس میں اُنھیں ایسا معلوم ہوا کہ اُس کا ہاتھ سنگ مرمر کی سل کی طرح ٹھنڈا ہے۔ گھبرا کے پھر بیٹی کے چہرہ کو غور سے دیکھنے لگے کہ آخر ماجرا کیا ہے۔ وہ دیکھ ہی رہے تھے کہ کیا ایک اومی لینا کے چہرہ پر ایک خفیف سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور آرنی خاک نہ سمجھ سکے کہ یہ واقعی خوشی ہے یا بناوٹ کی۔ ہاں اسی تردد میں پڑے رہے اور پری جال لڑکی کمرے سے نکل کے چلی گئی۔

وہاں پہنچنے ہی اور سولا کی گود میں گرئی۔ اور رنج و الم اور دلی

صد مہ جن آنسوؤں کو بڑی شکن سے اس وقت تک روکے رہے تھے کہ ایک
اُن میں سیلاب آیا۔ اور زار و قطار رونے لگی۔

بایسواں باب

میک آلیین کا قلعہ

قصر الہٰدیٰ کے جنوب و مشرق جانب تقریباً تین کوس کے فاصلہ پر
ایک اونچا سیاح اور لمبے ستون کی وضع کا قلعہ واقع ہے۔ اُس کے چاروں
طرف دس مہ بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ قلعہ ایسی جگہ واقع ہوا ہے کہ اُس کے
لیے کسی فصیل یا چار دیواری کی ضرورت نہیں۔ پہاڑ کی چوٹی جس پر یہ
عمارت قائم ہے چاروں طرف کی چوٹیوں سے اس قدر بلند ہے کہ کسی
حریف کا اوپر پہنچ جانا بالکل غیر ممکن ہے۔ نقطہ ایک طرف چڑھائی کا
راستہ ہے اور اُسی راہ سے آمد و رفت ہو سکتی ہے۔ غریبہ راستہ
بھی دونوں جانب سے تنگ کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے دونوں جانب ایسی
گہری خندق کھود دی گئی ہے کہ معمولی آمد و رفت بھی دشوار ہے۔ اس تصویر
کو دیکھ کے باطن بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ اس قلعہ کے بچانے کے لیے کسی
بیشمار فوج کے مقابلہ میں صرف چھ سات آدمی کافی ہو سکتے ہیں۔

یہی قلعہ میک آلیین ہے۔ اور اُس بلند قلعہ کو وہ پرستہ جہان وہ
تعمیر کیا گیا ہے یا ٹی لینڈ کی ایک بڑی شاندار سینیری میں تیار ہوتا ہے۔
چاروں طرف عمارت کے گرد چالیس پچاس گز تک مسطح پتھری زمین کا صحن
چھوڑ دیا گیا ہے۔ لیکن اُس میں بھی اس سطح کے کنارے کنارے موٹی اور
بھدی کھڑیاں سلسلہ وار کھڑی کھڑی نصب کر دی گئی ہیں تاکہ کوئی شخص
رات کے اندھیرے میں اوپر سے نہڑ سکے تو سیدھا نیچے نہ چلا جائے۔ اور
دن کو گھوڑے جو اکثر یہاں چرنے کے لیے چھوڑ دیے جاتے ہیں تھپہ چاروں
اس ناقابل فتح قلعہ کی ظاہری شکل باہر سے جیسی دشت ناگ نظر آتی ہے۔

ویسی ہی اندر بھی ہے۔ بلکہ اُس سے بھی کسی قدر زیادہ۔ کھڑکیاں اتنی چھوٹی
ہیں کہ روشن دان معلوم ہوتی ہیں۔ اور دیوار کے کنارے بہت ہی عریض ہونے
کی وجہ سے بجائے اس کے کہ اُن سے اندر کچھ روشنی اور تازگی ہوا
آئے مگر وہ کی شکل بالکل قید خانے کی تنگ دتار یک کوٹھڑیوں کی سی
ہو گئی ہے۔ دیواروں کی تاہوار می چھپانے کے لیے نہ کہیں کوئی پردہ
ہو نہ جھالہ ملاقات کے بڑے ہال اور کھانے کے کمرے میں آرائش کے
سامان کی جگہ جا بجا جنگ کے حربے اور شکار کے ہتھیار لٹکا دیے گئے
ہیں۔ جن میں ملی ہوئی زمرہ ہیں۔ پیچھے پڑا تے جھنڈے۔ بارہ سنگھوں کے
سر۔ اور جنگلی سوردن کے دانت ہیں۔ پھر کازینہ اس قدر تنگ دتار یک ہے
کہ دن کو بھی وہاں فقط اتنی روشنی پہنچ سکتی ہے جتنی کہ اندھیری تاروں
بھری رات کو کھلے میدان میں ہو۔ مگر قلعہ کے بعض کمرے اس سے بھی زیادہ
تیرہ و تار ہیں غرض یہ ایسا مقام ہے جہاں درشت مزاج اور جفاکش
سپاہیوں کے سوا اور کسی کو بہت ہی کم آرام مل سکتا ہے۔ اور سپاہی
بھی کون جنھیں گھاس کے پھوسنے پر اور آسمان کے شامیانے کے نیچے
ویسی ہی گہری نیند آجائے جیسی محل کے نرم بچھونے اور ریشمی پردوں
والی پرتکلف سہری پڑتی ہو۔

اسی قلعہ میک آپہین کے ایک چھوٹے سے کمرے میں وہ عورت
بیٹھی ہوئی ہے جسے کل رات کو سزا مدت لفت اپنے ساتھ لائے ہیں۔ کھڑکی
باروزن درمیں سے گھنا جھٹ اور اُس کے بعد قصر النڈل کے میلے میلے برج
نظر آ رہے ہیں۔ اس پر اسرار عورت نے اُنسی طرف غور سے دیکھنا شروع
کیا اور وہ تمام باتیں یاد آئیں جو چند گھنٹہ پہلے گہری یقین کیونکہ وہ تمام
واقعات جو سنگ مرمر کی یادگار کے پاس پیش آئے اُس کے دل پر نقش
ہو گئے تھے۔ اُسے وہ شخص یاد آیا جسے اس نے تو پہچان لیا مگر وہ اسے
نہیں پہچان سکا تھا۔ اور پھر دیر تک وہ شکلیں آنکھوں کے سامنے پھیرتا رہا
جو کسی طرح بھولنے کو نہ آتی تھیں۔ اور اس وقت قلعہ کی صورت نہایت

ہی بھوتوں کی طرح اُس کی نظر کے سامنے آگئی تھیں اور سب سے زیادہ اُسے یہ فکر تھی کہ اُن شکون نے ایک معنی خیز طریقے سے قصر التذلل کی طرف اشارہ کیا۔ اور اسی جستجو میں اُس عورت نے پھر اپنی نظر قصر التذلل پر جمادی اور دیر تک دیکھتی رہی۔

اس وقت دوپہر تھی اور میک لین کا ایک ملازم چند گھنٹے پہلے نہایت عمدہ کھانا لاکے اُس عورت کے سامنے رکھ گیا تھا۔ دیوار میں دھنسے ہوئے آتش دان میں آگ روشن تھی۔ مگر کھانے اور سب چیزیں اب تک اُسی طرح رکھی تھیں۔ عورت نے چکھا تک نہ تھا۔ ہم بتا چکے ہیں کہ طوفانی رات کے بعد آج کا دن نہایت ہی روشن اور فرحت بخش تھا عورت کو محسوس ہونے لگا کہ میری طبیعت آرام کی عادی ہوئی جاتی ہے! یہ خیال آتے ہی وہ دفعۃً اُٹھ کھڑی ہوئی وحشیانہ انداز سے کمرے کے اندر ادھر ادھر ٹپٹی اور آہستہ آہستہ بگنے لگی۔ ”مین اور بیان! آخرین بیان کیوں آئی؟“

اس سوال کے ساتھ ہی اُس کے خیالات دوسرے جانب متوجہ ہوئے گئے۔ اور چند منٹ خاموشی کے ساتھ غور کرنے کے بعد پھر خود بخود کہنا شروع کیا۔ ”ہاں! ہاں! مین بیان کیوں آئی؟ اور کیوں ایک چھت کے نیچے پناہ لی؟ کیوں آگ میں اپنے کپڑے لٹکھائے؟ اور اپنی جسمانی طاقت قائم رکھنے کے لیے کھا کیوں کھایا؟ خیر یہ سب باتیں تو ہمیں ہی اور رات کے خطرناک طوفان اور آوارہ گردی کے بعد ممکن تھا کہ مین ان باتوں کو برداشت کر سکتی۔ لیکن یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ضرورت سے زیادہ ایک لمحہ کے لیے بھی مین بیان کیوں ٹھہری؟ مین نے تو اپنی زندگی مصیبتیں بھیلنے اور تکلیفیں اٹھانے کی تندر کر دی ہے۔ اور عہد کر لیا ہے کہ وہ اس چٹان کے نیچے والا غار ہی میرا ٹھکانہ ہو گا۔ غذا کے بارے میں بھی فقط توکل پر بسیر ہوگی۔ اور صرف خدا پر بھروسہ رہے گا۔ تو پھر مین بیان کیوں آئی؟ معلوم ہوتا ہے کہ میرا بیان آنا کسی ایسی نامعلوم وجہ سے ہوا جو میرے ارادے اور عہد سے بھی زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ میرا ہر لفظ۔ ہر قدم۔ ہر فعل۔ اور ہر خیال جو دل میں پیدا ہو کسی غیر موافق

طاقت کے زیر اثر ہوا کرتا ہے۔ تو پھر کیا ضرورت پڑی جو کہ اپنے بیان آنے کی وجہ دریافت کروں؟ اگر قسمت میں ہے تو پھر اپنے اُس غار میں پہنچ جاؤں گی جو بیان سے بھی دُھندلا دُھندلا نظر آ رہا ہے۔ خیر اب بیان آئی ہوں تو اس پرانے وحشت ناک قلعہ کو ذرا تفصیل سے دیکھ لوں۔“

یہ کہتے ہی اُس نے چادر کو سر پر سمیٹال کے اوڑھ لیا۔ کپڑوں کی جگہ جو جیتھڑے لگائے ہوئے تھے اُنھیں جسم میں پیٹا۔ چھڑی ہاتھ میں لی اور کمرے سے نکلی۔ کمرے کے آگے ایک تنگ و تاریک راستہ تھا جس میں اس قدر اندھیرا تھا کہ معلوم ہوتا وہ کسی تہ خانے کے اندر جو۔ جاتے جاتے ایک زینہ کے پاس پہنچے۔ یہ یاد تھا کہ کل رات کو میں اندھن کے ساتھ اسی زینہ سے چڑھ کے آئی تھی۔ اب وہ زینہ پر سے اتر نہ گئی۔ مگر نیچے پہنچ کے راستہ بالکل بھول گئی۔ کیونکہ وہاں ایک طرف تو ایک راستہ گیا تھا اور دوسری طرف ایک بہت ہی خراب دروازہ لگا تھا۔

ہمان وہ اسی پس دیش میں تھی کہ کدھر جاؤں کہ دفعہ اُس کے کان میں ایک آواز آئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شخص زنجیروں میں جکڑا ہوا اپنی زنجیر ہلا رہا ہے۔ مگر یہ آواز بہت دور کی تھی۔ اور معلوم ہوتا کہ جیسے زمین کے اندر کے کسی بہت گہرے تہ خانے سے آرہی ہے۔ متعجب و متحیر اُسی جگہ ٹھہر ہوئی تھی کہ وہی آواز پھر آئی۔ اور اب لگتا کہ کوئی بارشنی لگئی۔ کان کے غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ بازنجیر قیدی غصہ میں کچھ چلا بھی رہا ہے۔ مگر الفاظ سمجھ میں نہ آئے۔ اب اُس کو یقین ہو گیا کہ یہ آواز اُسی پاس والے دروازے سے آرہی ہے۔ اور دروازے کے اندر سر ڈال کے جھانکنے لگی۔ کوئی منٹ میں جب نظر ٹھہری تو ایک نہایت تاریک پتھر کا زینہ دکھائی دیا جس کی قطع زیادہ تر ایک گہرے غار کی سی تھی۔

عورت اُسی طرح کھڑی تھی کہ کسی کے پاؤں کی چاپ سُنانی دی جو زینے پر چڑھتا ہوا اُدھر آ رہا تھا۔ دل میں کہا کہ یہی شخص نیچے قیدی سے مل رہا ہو گا۔ اور فوراً ایک کے اپنے کمرے میں ہو رہی۔ لیکن اب وہ اپنے کمرے میں بھی اسی طرف کان لگائے ہوئے تھی۔ اس نے سنا کہ کوئی اُس دروازے میں قفل ڈال کے

اُس کو مری اور اسے چڑا گیا جو نظر آئی تھی۔ اور اس کے بعد جاوے گی تھی۔
 اُس عورت نے دل میں کہا: "اغاہ! میک آلیسن کے قلعہ میں تہ خانہ
 کے اندر قیدی بھی ہیں!، تھوڑی دیر تک اُس پر غور کرنے کے بعد وہ پھر اپنے کمرے
 سے نکلی۔ اور اُسی دروازے کے پاس پہنچ کے دروازے کی دراروں میں سے
 جھانکنے لگی۔ نظر تو کچھ نہ آتا تھا لیکن دراروں سے ہوا بڑی تیزی سے آرہی
 تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ہوا فراتے بھر کے نیچے سے اُپر چڑھتی ہو۔

یہاں زیادہ ٹھہرنے میں اندیشہ خیال کر کے وہ اُس کھلے راستے کی طرف چلی۔
 دو قدم پر ایک اور زینہ ملا اور اُس کے قریب دو زینہ ہیں لٹکے رہی تھیں جن کو
 دیکھ کے یاد آ گیا کہ میں اسی زینہ پر بے چڑھ کے آئی تھی۔ زینہ سے نیچے اُتری اور ایک
 کمرے میں ہو کے باہر کھلے صحن میں پہنچ گئی۔

قلعہ کے بھانک پر دو نوں جانب میک آلیسن کے گروہ کے بہت سے
 لوگ جمع تھے جن کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں تیار یوں پر بیٹھی ہوئی تھیں باؤں میں
 تھیں۔ ہوا بہت سرد تھی۔ آسمان بالکل کھلا ہوا تھا اور آفتاب روشن تھا۔ مگر اُس کی
 کمرے میں مطلق گرمی نہ تھی۔

اس عورت کو اُن لوگوں نے جیسے ہی آنے دیکھا راند اٹھ اٹھ کر ہوا
 اور سلام کر کے بولا: "بیوی شاذ و نادر ہی کبھی ایسا اتفاق ہوا ہے کہ ہمارے اس
 قلعہ کو کسی عورت کی موجودگی سے عزت حاصل ہوئی ہو۔ لیکن اگر کوئی تم سے زیادہ
 کسن اور حسین عورت ہوتی تو ہمارے دلوں اور ہارے آنکھوں کے لیے زیادہ مست بخش
 ہوتی۔"

آپور۔ (راند کا بازو پکڑ کے اور اپنی طرف کھینچ کے) "بس۔ بس۔ راند
 چپ رہو۔ دیکھتے نہیں کہ اس عورت کی شکل سے ایک پراسرار وحشت ظاہر ہوتی
 ہے۔ اس کی آنکھیں بے طرح جھک رہی ہیں اور اگر ہم اس کے ساتھ اچھی طرح
 نہ پیش آئے تو فقط تم ہی کو نہیں ہم سب کو یہ خوفناک عورت کسی نہ کسی وقت
 میں ضرور پھنسا دے گی۔ اس کی لال انگاروں کی سی آنکھوں اور اس کے
 بھانک چہرے کو دیکھ کے تھیں خوف نہیں آتا۔"

ایک دفعہ میں نے ایک شخص مذاق سے کہا تھا۔ یہ عورت رات کو بلکہ رات کا ہر
جس کو چاہے اس کو لے کر اپنے گھر میں آئی ہے۔ اور چونکہ یہ چار سے آٹھ گھنٹے
ہو اس لیے میں نے اس عزت کرنی چاہی ہے۔ مگر بار آتا ہے کہ اس عورت کو میں نے
کبھی دیکھا ہو۔ ہاں۔ ہاں۔ خوب یاد آیا۔ اور یہ اُسی دن کا ذکر ہے جب تم سے اور
اُس نوجوان کنتھ سے لڑائی ہوئی تھی۔

ایک دوسرا ای لینڈ کی وضع کا شخص جو قریب ہی کھڑا یہ باتیں سن رہا
تھا اُس نے کنتھ کا نام سنتے ہی پوچھا، کون کنتھ؟ وہی جس پر لارڈ ملکہ گن گاہل کے
قتل کا الزام لگایا گیا ہے۔ اُس نے یہ سوال کیا سب لوگ ایک دوسرے کی طرف
معنی خیز نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ ایک بہت بڑا راز
تھا۔

عورت :۔ این۔ یہ تم نے کیا کہا؟ کیا ہوا؟ اور ان خوشخوار وحشی سب پھر
کو تعجب سے دیکھنے لگی۔

آیور۔ (جو اس عورت سے بہت ڈرتا تھا) :۔ جی ہاں بوی یہ سچ کہتے ہیں کل
شام کو قریب کے ایک سردار کے وہاں ہمارے سردار سرانڈلف کو خبر ملی کہ
وہی زانیہ شکل والا کنتھ جس نے جنگل کے سرے پر میرے غریب گھوڑے کو مار ڈالا
تھا۔

لارڈ۔ (بات کاٹ کے) :۔ مگر دوست تمہارا گھوڑا تو اُس نے مار ڈالا تھا۔
مگر میرا گھوڑا بڑی ایمانداری سے واپس کر دیا جسے لیڈی او می لینڈ کو
قصر انڈیل تک سوار کر کے لیجانے کے لیے مجھ سے مانگ لیا تھا۔

عورت :۔ (تھکنا لہجہ میں) :۔ چوٹے میں گئے یہ جھگڑے۔ جانتے ہو کہ ان
باتوں سے مجھے کوئی علاقہ نہیں۔ گھوڑے بچیں تو۔ مر جائیں تو۔ اور سب کے سب
پکڑ کے کسی دوسرے ملک میں بھیج دیے جائیں تو مجھ پر وہ نہیں۔ مگر یہ خبر جو ابھی
تم سے سُنی اس نے میرے دل پر ایسا اثر کیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے جسے کسی
نے پھلایا ہو۔ انکا یا سیدسہ انڈیل دیا۔ تم نے کیا کہا کہ لارڈ ملکہ قتل کیے گئے
اور ان کے قتل کا الزام کنتھ پر لگایا جاتا ہے؟

رائلٹڈ: بے شک ایسا ہی سنتے ہیں کل دوپہر کے وقت لارڈ ملکہ نے اپنی بہن
اوسی لینا کو میان کنتھ کے ساتھ جنگل میں لہتے اور عشق و محبت کی باتیں کرتے
دیکھ لیا۔

عورت: بے شک میں نے بھی اُس خوبصورت لڑکی کو اس خلیق نوجوان
کے ساتھ وہاں دیکھا تھا اور پھر کسی قدر بے صبری کے بھینس بولی: ”اچھا۔
آگے بیان کر دو۔ پھر کیا ہوا؟“

رائلٹڈ: آپ ذرا خاموشی سے سنتی رہیں۔ میں سب بیان کر دوں گا۔ ہوا
یہ کہ لارڈ ملکہ نے اپنی بہن کو کنتھ کے ساتھ جنگل میں سیر کرنے دیکھا یہ دیکھتے
ہی اُنھیں غصہ آگیا اور محض اسوجہ سے نہیں کہ لیڈی اوسی لینا کی شاہی
مار کو س الٹیل کے ساتھ ہونے والی ہے بلکہ اس وجہ سے بھی کہ کنتھ
کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ایک غریب مچھول الاصل لے پالک —
عورت: ”این! تم اُسے مچھول الاصل لے پالک کہتے ہو؟“

یہ الفاظ اُس عورت نے ایسے سخت بھینس کے اور ایسی تیز گان
رائلٹڈ کو دیکھنے لگی کہ وہ پریشان ہو گیا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد وحشت ناک
طریقہ سے ادھر ادھر دیکھنے کے پھر اُس کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا: ”خیر آگے
کہو۔ کیا ہوا؟“

رائلٹڈ: ”سنیے یہ کوئی چھپی ہوئی بات تھوڑے ہی ہے گلن گائل کے سب
لوگ حتیٰ کہ نوکر چاکر تک جانتے ہیں کہ کنتھ ایک لاوارث لڑکا ہے جسے
ارل گلن گائل نے محض خدا ترسی سے پال لیا تھا۔ اور سنتے ہیں اڈنبرا
میں ارل کے بڑے محل کے ایک کمرے میں وہ پڑا ملا تھا جب کہ بالکل بچہ تھا۔“
عورت: ”اڈنبرا میں ارل کے بڑے محل کے ایک کمرے میں؟“ عورت
نے یہ الفاظ دہرائے اور معلوم ہوا کہ گویا ایک سوچنے میں پڑ گئی تھی۔ پھر وہ
دو تین قدم پیچھے ہٹی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اُسے غش آنے کو ہے۔
وہ دن ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوشش
کر کے اُن خیالات کو جو تصویر بن کے نظر کے سامنے آگئے ہیں ہٹانا چاہتی ہے۔

آیور نے جیسے ہی اسے نظر اس کے پیچھے ہٹتے دیکھا پوچھا۔

”نیک بخت کیا تم کچھ بیمار ہو گئیں؟“
 ”عورت“ نہیں۔ یہ ایک فوری کیفیت تھی۔ یہ ایک قسم کا درد ہے جو اکثر
 مجھے ہوا کرتا ہے۔ وہ دل ہی کے اندر سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی میں
 کسی دن خاتمہ ہو جائے گا۔ مگر اب بالکل اچھی ہوں۔ اور تم اب آگے کہو کہ کیا
 ہوا؟ یہ کہتے ہی وہ نہایت ہی غور سے آیور کی صورت دیکھنے لگی۔
 ”آیور! ہاں۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ لارڈ ملکہ نے کنتھ اور اوی لینا کو
 میں سیر کرنے کو بھیجا۔ اور کیا عجیب دو لون اور جوان کی زبان سے بعض گوارا
 الفاظ نکل گئے ہوں۔ سنتے ہیں لارڈ ملکہ نے کنتھ کو ذلیل سمجھ کے برا بھلا کہا
 کنتھ کو جوش آیا تو ان کا ہاتھ تلوار کے قبضہ پر جا پڑا۔ اس کے بعد اوی لینا
 اور اس کی خادہ قصر میں واپس آئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد کنتھ بھی آیا تو کیا
 لارڈ ملکہ کا کہیں تپہ نہ تھا۔ پھر قصر النڈیل میں تحقیقات ہوئی تو متعدد واقعات
 ظاہر ہوئے کچھ سے ملکہ کے قتل کا شبہ کنتھ پر ہو سکتا ہے“

”عورت“ وہ کون سے واقعات ہیں؟ مفصل بیان کرو تاکہ سب باتیں معلوم
 ہو جائیں۔“

”لارڈ ملکہ“ مگر نیک بخت۔ آخر ان سوالوں سے اور ان حالات کو معلوم کر کے
 تحقیق کیا مل جائے گا۔“

”عورت جواب میں کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ آیور نے اپنے ساتھی کے کان
 میں کہا۔ اس کی اور غرض ہی کیا ہو سکتی ہے؟ فقط قصہ سن لینا۔ تو پھر اس کی
 خوشی کر دینے میں ہمارا کیا نقصان ہے؟ اور اگر ناراض ہو گئی تو اندیشہ ہے
 کہ اپنی شیطانی قوت سے وہیں کسی آفت میں پھنسا دے۔“

”لارڈ ملکہ“ تو اب اس قصہ کو تم ہی پورا کرو۔ کیونکہ جتنا میں جانتا ہوں اتنا ہی
 تم ہی جانتے ہو۔“

”یکہ کہ وہ تو لارڈ ملکہ کے چلا گیا اور آیور نے یوں بیان کرنا شروع کیا۔
 ”یہی لارڈ ملکہ تھا۔ سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔ اور اس قصہ کو پورا کیے

دیتا ہوں۔ سنو۔ جنگل میں ندی کے کنارے زمین پر لڑائی کے نشان تھے اور تھوڑا سا خون بھی پڑا ہوا نظر آیا۔ وہیں کتھہ کی تلوار کا قبضہ بھی ٹوٹا پڑا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد لارڈو حکم کار و مال اور اُن کی طرہ دار ٹوپی پانی میں نظر آئی۔ جو ندی میں جاں فداں کے نکالی گئی۔ اسی قدر نہیں۔ رانا لڈ نے یہ تم سے بیان ہی نہیں کیا کہ کتھہ جب قصر میں اکیلا واپس آیا تو گھبرا ہوا اور پریشان تھا۔ اُس کی آنکھوں سے وحشت برستی تھی۔ اُس کے کپڑوں میں مٹی بھری تھی اور خون کے دھبے تھے۔ یہ اُس کے تم خود ہی فیصلہ کر سکتی ہو کہ ان واقعات سے اُس نوجوان پر کس قدر شبہ کیا جاسکتا ہے۔ عورت ۲۔ تو کتھہ اب کہاں ہے؟ اُن لوگوں نے اُس کے ساتھ کیا کارروائی کی؟

آپور ۲۔ وہ قصر النڈیل میں قید کر کے رکھا گیا ہے۔ یہ بیان کر کے ذرا پس و پیش کے بعد وہ بولا: نیک بخت بیوی! امید ہے کہ یہاں سے جاتے وقت تم ہمیں اپنی دعا اور مہربانی سے نہ بھولو گی۔

مگر عورت نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اور جہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں وہاں سے ہٹ کے صحن کے کنارے اُس کٹہرے کے پاس آئی جو جٹان کے کنارے کنارے لکڑیاں کھڑی کر کے بنادیا گیا تھا۔ اور اس مضبوط کٹہرے میں سے قصر النڈیل کے پڑانے اور بھورے بڑھوں کو بڑی غور سے دیکھنے لگی۔

تھوڑی دیر تک اُس جانب متوجہ رہنے کے بعد دفعۃً چونکی اور پیچھے ہٹ آئی۔ اب اُس کی آنکھوں سے ایک بتیابی نمایاں تھی۔ اور معلوم ہوتا کہ اُس کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس پریشانی کی حالت میں بغیر اس کے کہ خود اسے بھی محسوس ہو کہ میں کہاں اور کدھر جا رہی ہوں قلعہ کے پشت کی جانب نکل گئی۔ اور بڑھتی چلی جاتی تھی کہ کچھ لوگوں کے باتیں کرنے کی آواز کان میں آئی۔ نظر اٹھا کہ دیکھا تو سامنے باورچی خانہ تھا۔ جہاں دو باورچی کھانا پکانے میں مصروف تھے۔

اور آپس میں باتیں کرتے جاتے تھے۔

ایک باورچی "سین ڈی" تم تو جانتے ہو کہ میک آلیپن کی میز پر صرف ہرن کے گوشت کا ہونا لازمی ہے۔ مگر آج کا سا نفیس گوشت شاید کبھی اس قلعہ کے اندر نہ آیا ہو گا۔ اس پر طرہ یہ کہ آج تو مرغابی بھی ہے اور اُس سامنے کی ندی سے تم نے چھلیاں بھی منگوا لی ہیں۔"

سین ڈی "ٹھیک کہتے ہو۔ بے شک۔ مگر میں آج اس وجہ سے نہیں پریشان ہوں کہ کیا کیا کچاؤں ان سب کو تیار کر لینا میرے لیے کوئی بڑی بات نہیں مگر مشکل یہ ہے کہ آج بہت زیادہ پکانا پڑا۔ اور کس کس چیز کو احتیاط سے رکھوں؟ دیکھو یہ جنگلی سور کل سے بیان پڑا ہے اور ٹوٹی ہوئی تلوار اب تک اُس کے گلے میں پیوست ہے۔"

باورچی "خیر اسے کل کے لیے اٹھا رکھو۔ مگر اس لوہے کے اُس من اٹکائے رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اسے نکال ڈالو۔"

سین ڈی "ہاں مجھے اس کا خیال نہ رہا۔ ورنہ نکال ڈالتا۔ اور یہ کہتے ہی اُس نے بڑے جنگلی سور کے جسم میں سے وہ شکستہ تلوار نکال ڈالی۔"

باورچی "افوہ اتنی تلوار اس کے جسم میں پیوست تھی! یہ کہہ کے اُس نے سین ڈی کے ہاتھ سے وہ ٹوٹی تلوار لے لی۔ اُسے دیکھ بھال کے دروازے کے باہر پھینک دیا۔ اور کہا "اس جنگلی سور کا سر ہمارے آقا میک آلیپن کی میز کو زینت دے گا۔"

اسی گفتگو کے دوران میں وہ پراسرار عورت ادھر سے گزری اور ابتداً فی انفاظ اُس کے کان میں پڑ گئے۔ ان باتوں میں چونکہ اُسے کوئی دلچسپی نہ تھی اس لیے آگے قدم بڑھائے۔ مگر جب عین دروازے کے پاس پہنچی تو کچھ ایسی باتیں ہونے لگیں کہ اُسے متوجہ ہونا پڑا۔ آرٹین کھڑی ہو گئی۔ تاکہ باورچی اُسے نہ دکھ سکیں۔ خاموش کھڑی ہی تھی کہ باورچی نے ٹوٹی تلوار باہر پھینکی جسے اُس نے بیک کے اٹھا لیا اور اپنے کٹرون میں چمپاکے وہاں سے چل دی۔ مگر اب اُس کی نظر سے ایک قسم کی مسرت ظاہر ہوتی تھی۔

اب پھر کہہ سکے وہ جو یہ تک برائی۔ اور چند منٹ تک خاموش رہا۔
 ہو کے اُس نشیبی راستہ کو دیکھنے لگی جو باہر گیا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ دل
 ہی دل میں سوچ رہی ہے کہ اسی وقت قلعہ سے روانہ ہو جاؤں یا ابھی
 ٹھوڑی دیر اور ٹھہروں۔ وہ اسی پس و پیش میں تھی کہ سرانڈ لٹ
 میک آپسین قلعہ میں سے نکلے اور کنجیون کا ایک بڑا کچھا کھال کے آلو پر
 کی طرف پھینک دیا اور کہا: لو۔ اب آج پھر شام تک ان کنجیون کو رہنے
 پاس رہ کھو۔ مگر خبردار۔ چربات کی پوری پوری اور پابندی کے ساتھ نہیں
 یہ کہتے وقت اُن کی نظر اُس پُرا سرار عورت پر پڑی جس کو دیکھتے
 ہی وہ اپنے احکام بیان کرتے کرتے رنگ گئے۔ اور جو کچھ باقی تھا آلو پر کے کان
 جا کے کہا۔ اس کے بعد اُس عورت کی جانب متوجہ ہو گئے اور کہا: یہی اُس
 قلعہ کے اوپر سے سامنے کا منظر کیسا دلکش ہے؟ کیوں؟ کیا کہتی ہو؟
 میری۔ (ادھر ادھر دیکھ کے) سرانڈ لٹ۔ میں تو یہ جانتی ہوں کہ اگر
 اُس لڑکی کی اُن تمام زمینوں پر جو یہاں سے نظر کے سامنے ہیں ایک قبضہ ہوتا
 تو آپ اسکاٹ لینڈ کے سب سے زیادہ مالدار اور سب سے بڑے طاقتور
 رئیس ہوتے۔

میک آپسین۔ (دہنس کے) خدا کی قسم۔ تم نے تو میرے دل کی بات
 کہہ دی۔ جی چاہتا ہے ایک بار اس کی کوشش تو ضرور کروں۔ ان
 تو اگر میں قرب و جوار کے تمام امیروں کو ایک عام اعلان جنگ دیدوں
 اور سب کے محلوں اور قلعوں پر حملہ کر دوں تو کیسا ہو؟ حد نظر ہی ہماری
 سرحد ہے۔ اور اگر یہ خیال جو ابھی خواب و خیال سے زیادہ وقت نہیں گزرتا
 واقعی ہو جائے مالدورین اور سرایتھ اس کا حکم ارادہ کر لیں تو ہمارا
 پہلا حملہ اُس قلعہ پر ہو گا۔ یہ کہتے وقت انھوں نے قصر النڈیل کی طرف
 اشارہ کیا۔

یہ سن کے تمام خوشخوار و خوشی سپاہیوں کے چہرے جو قریب کھڑے
 تھے خوشی سے چمکنے لگے۔ اور وہ پُرا سرار عورت بھی دل میں حیران تھی کہ آج

سے پہلے میں نے کسی اپنی زندگی میں کسی کو تپتی جلدی ایک برآمدو ہو جاتے
 نہیں دیکھا تھا۔ اور کام بھی کون جس میں سخت مشکلیں اور دشواریاں ہیں
 کرے کچھ کے سنے اُن لوگوں میں سے ہو کے وہ قلعہ کے اندر چلی گئی۔ اب
 اس کا ارادہ تھا کہ کچھ زمانے تک اس قلعہ میں اور ٹھہرون گی۔ کیونکہ
 مسک آپس میں نے جیسی ہی کنجیاں آلوں کے حوالہ کی ہیں اُسے وہ تمام ہتھیار
 یاد آگئے جو قیدی کی زنجیروں کی جھنکار سننے کے وقت پیش آتے تھے۔ اور اس
 کی درپے ہوئی کہ ان امور کا پتہ لگاؤں۔

دل میں یہ ٹھہرا کے وہ پیرا بنے کمرے میں چلی گئی۔ ٹوٹی ہوئی تلوار
 کپڑوں سے نکال کے چٹائی کے نیچے چھپا دی۔ اور بیٹھ کے اُن باتوں پر غور
 کرنے لگی جو اُس نے یہاں سُنی تھیں۔ اور جن میں کتنے گداو قلعہ سے تہمت تھی۔

تہمتوں کا باب

امید کا خاتمہ

رات کا وقت ہے۔ اور ہم ہر قصہ اللہ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔
 کتنے تہمتاں گ و تاریک قید خانے میں اُدھر اُدھر ٹل رہا ہے۔ اتھارو
 جو۔ اور سر آگے کو جھکا ہوا ہے۔ اُن تمام واقعات پر غور کر رہا ہے جو گزشتہ
 اڑھتالیس گھنٹوں میں پیش آئے۔ اس کو ٹھہری کے ایک کونے میں پیالی بڑا ہے۔
 اور اس پر ایک معمولی سی درمی ڈال دی گئی ہے۔ ایک نہایت بھدی اور ٹھہری
 سی میز پر رکھا نا اور پانی رکھا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اُن چیزوں کو
 اُس نے چکھا تک نہیں۔ ایک دُھندلا چراغ روشن ہے اور اس کی روشنی
 چار سے پانچ تہمت زجران کے چہرے پر پڑ رہی ہے جس میں معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ
 زرد پڑ گیا ہے۔ لیکن چہرے نہیں۔ اس کو ٹھہری کا دروازہ نہایت
 مضبوط نظر کے ساتھ بند کر دیا گیا ہے۔ دروازے کے مقابل ایک دوسری کھڑکی
 ہے جس میں وہ ہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہیں۔ دیوار جس میں یہ کھڑکی لگی ہے

کم سے کم دس فیصد چوڑی ہوگی کیونکہ یہ بیرونی عمارت کی وہ دیوار ہے جو تفصیل کسی جاسکتی ہے اس قید خانے سے بھاگنا بالکل غیر ممکن ہے لہذا اگرچہ پریشانی اور بیکسی کے عالم میں ادھر ادھر ٹھہر رہا ہے مگر ایک دفعہ بھی نکل بھاگنے کا خیال اُس کے دل میں نہیں گذرا اور اگر گذرتا بھی تو اُس کا وجود میں آنا بالکل غیر ممکن تھا۔

گیارہ بج گئے۔ اور دفعہ گنتھ کے کان میں کسی کے پیروں کے چاپ کی آواز آئی معلوم ہوا کہ جیسے کوئی شخص پھر کے زینہ پر سے اتر کے کوٹھری کے دروازے پر آیا۔ ادھی رات کے وقت کسی کا بیان آنا ایک غیر معمولی بات تھی۔ اس سبب سے اُسے کسی قدر تعجب ہوا۔ خصوصاً اس لیے کہ انٹیکس وینٹ جو مارکوس انڈیل کے حکم سے خاص طور پر اُس کا نگہبان مقرر کیا گیا تھا شام کو سات بجے روٹی اور پانی رکھ کے اور صاحب سلامت کر کے رخصت ہو گیا تھا۔ گنتھ اسی حیرت میں تھا کہ کنڈیلون کے کھلنے اور اُن کی زنجیروں کے ٹکڑے کی آواز آئی۔ ساتھ ہی دروازہ کھلا اور مارکوس انڈیل کوٹھری میں داخل ہوئے۔ دروازے کے کھلنے وقت گنتھ نے دیکھ لیا کہ باہر روشنی ہو جس سے وہ سمجھ گیا کہ مارکوس اکیسے نہیں آئے ہیں بلکہ اُن کے ساتھ کوئی اور بھی ہے جو باہر ٹھہر گیا ہے۔

مارکوس کی صورت دیکھ کے گنتھ کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ اس قہر میں آنے کے وقت سے آج تک اُنھوں نے گنتھ سے بات نہیں کی تھی۔ اُن کے اس وقت کے غضب ناک چہرہ کو دیکھ کے یہ بات بھی اُس کے دل میں جم گئی کہ کسی نیک ارادے سے نہیں تشریف لائے ہیں۔

مارکوس نے غور سے گنتھ کی صورت دیکھی اور کہا: "تو جوان شخص! تم خیر ہو گے کہ میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں اور خصوصاً ادھی رات کے وقت مگر میرا اس وقت بیان تمہارے پاس آنا محض دوستانہ مقاصد سے ہے جو تم کو میری باتوں سے ابھی معلوم ہو جائے گا بشرطیکہ تم سنو۔"

گنتھ حضور والا۔ اگر آپ مجھ سے وہ تمام واقعات جو جنگل میں پیش آئے

دریافت کرنے اور خود میری زبان سے سنتے کے لیے تشریف لائے ہیں تو واقعی حضور کا آنا بالکل دوستانہ ہے۔ اور خداوند تعالیٰ آپ کو اس نیکی اور مہربانی کا اچھا معاوضہ عطا فرمائے گا۔

مار کو س نے کنتھ۔ مجھے اتنی فرصت نہیں ہے کہ تم سے دیر تک باتیں کر دوں کیونکہ جو کچھ کرنا ہے اُسے آج ہی رات کو ہو جانا چاہیے۔ میں بیچن کے تھارا فیصلہ کرنے کو نہیں آیا ہوں بلکہ ایک دوست کی حیثیت سے آیا ہوں۔ اور تمہارا دوست بنا کے مجھے اُس شخص نے بھیجا ہے جس کا نام سنتے ہی تم کو مجھ پر پورا اطمینان ہو جائے گا۔

یہ سنتے ہی کنتھ چونک بڑا۔ دفعۃً اُس کے مونہ سے ایک آہ نکلی۔ ساتھ ہی چہرے پر شرمندگی کے آثار نمایاں ہوئے۔ گال سرخ ہو گئے کیونکہ وہ صاف سمجھ گیا کہ شخص کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے۔ مار کو س نے ان۔ مجھے لیڈی اوی لینا ہی نے بھیجا ہے۔ یہ الفاظ کہہ کے مار کو س نہایت غور سے کنتھ کی صورت دیکھنے لگے۔

کنتھ۔ (جوش سے) کیا وہ مجھے بے گناہ سمجھتی ہیں؟ بتائیے۔ لارڈ صاحب جلدی فرمائیے۔ کیا وہ حقیقت میں مجھے بے گناہ جانتی ہیں؟

مار کو س نے تمہیں اتنا بتا دینا کافی ہے کہ اوی لینا تمہاری بیہودی کی آرزو مند ہیں۔ اور ان۔ میرے پاس خود اُنہیں کا لکھا ہوا ایک خط بھی موجود ہے جس سے تم کو یہ ثابت ہو جائے گا کہ میں دراصل اُنہیں کہنے سے تمہاری مدد پر آمادہ ہوا ہوں۔

کنتھ۔ (بے صبری کے ساتھ) اہا ہا لارڈ صاحب! کیا آپ اُن کا کوئی خط بھی لائے ہیں؟ لائیے۔ لائیے۔ فوراً نکالے۔ آپ نے اب تمہیں کیوں نہ دے دیا؟

مار کو س نے جیب سے خط نکالا ہی تھا کہ کنتھ نے کمال بے صبری کے ساتھ اُسے اُن کے ہاتھ سے چھین لیا اور کھول کے پڑھنے لگا۔ مشتاقی نگاہیں ایک ہی لمحہ میں پورے خط کے الفاظ پر گزر گئیں جو حسبِ دل تھے۔

کنتہ۔

واقعات کے لحاظ سے اب یہ امر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میرے
اور تمہارے تعلقات کا خاتمہ ہو جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہی کو یہ
محبت نہیں پسند ہے جو ہم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تھی اور اب
مجھے محسوس ہوا ہے کہ اپنے مہربان اور بھی خواہ اتنا جان کی مین نے بڑی
نافرمانی کی! لہذا ان سب باتوں پر غور کرنے کے بعد اب میں سزا قرار کر لیا
ہے اور آمادہ ہوں کہ اپنی قسمت مار کوس النڈیل کے ساتھ وابستہ
کر دوں۔ مگر مجھ سے یہ کسی طرح نہیں دیکھا جاتا کہ تم مقصبت اور خطر میں
مبتلا رہو! مار کوس النڈیل تمہیں ایک ایسی تدبیر بتا دیں گے جس کے
ذریعہ سے تم اس خطرے سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ اور میں تم سے نہایت
عاجزی کے ساتھ التجا کرتی ہوں کہ ان کے مشورے پر ضرور عمل کرنا فقط
اس بات کا یقین دلانے کے لیے کہ یہ میری دلی خواہش ہے میں تمہیں یہ
خط لکھ رہی ہوں۔ اس خط کو میری خوشی کا ثبوت جانو اور کنتہ یقین کر لو
کہ مار کوس تم سے جو کچھ کہیں گے وہ خود میری مرضی اور میرے مشورے
کے مطابق ہو گا۔

آئندہ زمانے میں اگر کسی خوش نصیبی کے وقت ہم عین کے تو جو طرز
علی اس وقت اختیار کیا جا رہا ہے اس کی خوبی اور اس کی برتری مصلحت
ہوئے کو یاد کر کے خوش ہوں گے اور اسی امید پر کنتہ اب میری خوش
کرتی ہوں۔

اوی لینا۔

اس چھوٹے سے رقعہ کا جو گہرا اثر کنتہ کے دل پر پڑ سکتا تھا لمحہ ہی
بھون پڑ گیا۔ اُسے نظر آ رہا تھا کہ میری ساری امیدوں پر پانی پھر گیا تاہم
اس امید و بیم کی حالت میں اُس نے سارے خط کو اول سے آخر تک غور سے
بغض پڑھا۔

اُس کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔ جبکہ ایک سبز چوڑی کے عالم میں

اُس نے خط کو اپنی ٹٹھی میں دبایا اور بولا: ”یا پاک پروردگار! کیا وہ بھی مجھے مجرم سمجھتی ہیں؟ کاش ایک بار تو میں انہیں دیکھ لیتا! آہ! میں اُن کے قدموں پر گرنا اور سارے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کر دیتا! مگر ان - لارڈ صاحب! اگر آپ واقعی میری ہمدردی کی غرض سے تشریف لائے ہیں تو ———“

مارکوس: ”بے شک - بے شک - خالص ہمدردی سے اور صرف مدد کے لیے تھیں تو اس خط سے ہی معلوم ہو گیا ہوگا - لیکن کفتم - خدا کے لیے اپنے جوش کو روکو اور خاموش ———“

کفتم: ”خاموش! حضور والا! میں اور خاموش رہوں! جا لیے سمندر سے کیسے کہ جب! سمندر میں جس وقت زور و شور کی ہوا سے تلاطم پیدا ہو گیا ہو اُس وقت جانکے کیسے کہ خاموش ہو جا - ممکن ہے کہ وہ خاموش ہو جائے اور آپ کا گناہ مان لے مگر میں نہیں مان سکتا - مجھے اوی لینا سے ملا دیجیے - صرف ایک بار اور صرف ایک لمحہ کے لیے میں تنہائی میں بھی نہیں چاہتا - آپ کے سامنے ہی آپ قریب کھڑے رہیں - اور برابر ہر لفظ سن لیں! مگر حضور میری یہ تمنا پوری کر دیجیے - میں اُسی فرشتہ کو رحمت کا واسطہ دلاتا ہوں جس نے آپ کے دل میں میری ہمدردی کا خیال پیدا کیا کہ میری اس التجا کو ضرور قبول کر لیجیے“

مارکوس: ”کفتم - یہ نہیں ہو سکتا - کیا تم دیوانے ہو یا تمہاری دماغ میں خلل آ گیا ہے؟ تم نہیں سمجھتے کہ ارل کو کین بھی معلوم ہو گیا کہ میں دوستانہ طریقہ پر آئے تم سے ملا ہوں تو خدا جانے وہ کیا خیال کریں گے؟ اور پھر تم سے ملنا جو قتل کے مجرم ہو ———“

کفتم: ”(نہایت جوش کے ساتھ چلا کر) ”مجرم! اور قتل کا مجرم! حضور - یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ مجھ پر کس نے جرم لگایا؟ اور کس کے فیصلہ سے میں مجرم قرار پا گیا؟ بغیر کسی واقعی اور چشم دید شہادت کے آپ نے بھی مجھے مجرم کہہ دیا؟ اور ہاں یہ تو ارشاد ہو کہ بغیر کسی قسم کا بیان لیے آپ نے مجھے اس تنگ و تاریک قید خانے میں کیوں بند کر دیا ہے؟“

مارکوس: ”(ایسے لہجہ میں جس سے کفتم کو یقین آ گیا کہ وہ ایسا ہا کر گزریں گے)

”دیکھو کتنے خاموش رہو۔ اور اپنے غصہ کو روکو۔ سب سے تین تین اسی طرح بند کر کے چلا جاؤں گا۔ ابھی ابھی کہہ چکا ہوں کہ تم سے زیادہ باتیں کرنے کے لیے میں یہاں نہیں آیا ہوں بلکہ ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ مجھے آئے دس منٹ سے زیادہ ہو گئے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا ہوا۔“

”کتنہ! اچھا حضور آپ اور وضاحت سے فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آہ! اب میری حالت اس قدر تباہ و برباد ہو گئی ہے کہ مجھے اس کی ذرا بھی پروا نہیں کہ میرا حشر کیا ہو گا؟ انسان کو دنیا میں صرف ایک خوشی ہوتی ہے وہ یہ کہ اس معشوق کو اُس کے ساتھ محبت ہو۔ مگر جب اُسی کے دل میں الفت نہیں باقی رہی تو پھر جینا بیکار ہے۔“

”مار کو س۔“ اگر تھیں لیڈی اوی لینا کے ساتھ کبھی کچھ بھی محبت تھی تو تھیں غالباً اُن کی ایک آخری درخواست کے قبول کرنے میں تامل نہ ہو گا۔ اور وہ درخواست یہ جو کہ تم بیان سے بھاگ جاؤ۔ قید سے نکل کے انگلستان کی راہ لو۔ اور جیسے ہی اسکاٹ لینڈ کی سرحد سے باہر ہو گے یہ تمام خطرے جن میں تم گھرے ہوئے ہو غائب ہو جائیں گے۔“

”کتنہ۔ (چوبک کے)۔“ این! بھاگ جاؤں! یعنی خود ہی اپنے آپ کو قاتل نہایت کر دوں! نہیں حضور۔ یہ تو مجھ سے ہرگز نہ ہو گا۔ چاہے کسی چشم دید شہادت کی بنیاد پر میرا سر ہی کیوں نہ اڑا دیا جائے مگر یہ تو مجھ سے نہ ہو گا کہ بڑ دلی کے ساتھ بھاگ جاؤں۔“

”مار کو س۔ (نہایت سرد مہری سے)۔“ خیر تو میں جانتا ہوں اوی لینا سے یہی کہہ دوں گا کہ تم نے اُن کی درخواست نہیں منظور کی۔ اُن کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔ وہ خطا جس میں یہ سب باتیں لکھی تھیں اُسے اپنے ہاتھ سے نکلنے کے پھینک دیا۔“

”کتنہ! نہیں۔ نہیں۔ حضور۔ آپ اُن سے یہ نہ کہیں۔“ اب کتنہ کی یہ حالت تھی کہ جوش و اضطراب میں بیٹھا کانپ رہا تھا۔ اُس کے دل کی کیفیت ناقابل بیان تھی۔ کیونکہ عجیب گو گو میں تھا اور تبھر میں

نہیں آتا تھا۔ کہ کیا کرے۔

مارکوس سمجھ گئے کہ اس وقت کفّہ کے دل میں کیسے کیسے خیالات گزر رہے ہیں کیا۔ اگرچہ اس بارے میں کوئی راے نہیں قائم کی جاسکتی کہ جو جسے تم پر قائم کیے جاتے ہیں صحیح ہیں یا غلط۔ مگر یہ تو تم خود بھی سمجھتے ہو گے اور میں بھی لینا کے خط سے بھی نہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ اُن کی خوشی کا دار و مدار اس پر ہے کہ تم ان آفتوں سے بچ جاؤ۔ اور کفّہ یقین جانو کہ تمہاری حالت میں کے اُن کا یہ حال ہو گیا ہے اور اُن کے دل کو ایسی سخت چوٹ ملی ہے کہ صبح کو اگر میری زبان سے کہیں اُنھوں نے یہ سن لیا کہ تم نے اُن کی بات نہیں مانی تو مجھے اندیشہ ہو کہ یا تو سنتے ہی اُن کا دم نکلی جائے گا۔ اور یہ نہ ہوا تو کم سے کم پاگل تو ضرور ہی ہو جائیں گی۔

کفّہ۔ (دفعۃً چونک کے اور زور سے ٹھیکان کس کے) «خداوند! اُن کی یہ حالت ہو گئی۔

مارکوس۔ «ہاں یہی حالت ہے» اب مارکوس نے یہ دیکھ کے کہ میرا فقرہ چلا چاہتا ہے۔ اور میری جالا کیوں کا کفّہ کے دل پر اثر ہونے لگا ہے کہنا شروع کیا۔ کفّہ میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں اچھی طرح غور کرو۔ اور دیکھو اور سمجھو کہ واقعات کی کیا صورت ہو رہی ہے۔ مانا کہ تم ہیگناہ ہی ہو لیکن تمہارے خلاف اس قدر کثرت سے اور ایسی شہادت پیش ہو چکی ہے کہ تم مجرم ثابت ہی ہو جاؤ گے۔ اور جو واقعی تم سے یہ مجرم سزا دہوا ہے تو پھر قانونی سزا سے بچنے کی بھلا کیا صورت ہو سکتی ہے؟ غرض دونوں صورتوں میں تم قطعی طور پر مجرم قرار پا چکے ہو۔ اور ایک نہایت ہی ذلیل قسم کی موت سے تم کو سابقہ پڑنے والا ہے۔ اور کفّہ خوب جان لو کہ اومی لینا اگرچہ کچھ نہیں خیالات اور کچھ اپنے والد کے حکم سے مجبور ہو کے تمہاری محبت سے دست بردار ہوتی ہیں مگر اس میں ذرا شک و شبہ نہیں کہ تمہاری موت اُن کے دل پر بہت بڑا اثر کرے گی، کیا عجب کہ اس صدمہ سے وہ جانبر نہ ہو سکیں۔ ورنہ دیوانی ہو جانے میں تو شک ہی نہیں۔ انھیں پریشان کرنے والے خیالات سے بچنے کے

لیے وہ تم سے کہہ رہی ہیں کہ بھاگو بھاگو! یہی اُنھوں نے تم کو اس خطہ میں لکھا ہے اور یہی میری زبانی تمہارے پاس کھل بھیجا ہے۔ تم اگر اُن کو موت یا خلل دماغ سے بچانا چاہتے ہو تو اُن کے کہنے پر عمل کرو۔ اور اسی دم یہاں سے نکل جاؤ۔“

کنفہ یہ باتیں سُن رہا تھا۔ اور اُس کے اعضا کے پھر کئے اور رگ رگ کی تشنجی حالت سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس پر فالج گرا ہے۔ جب مارہ کو سب یہ سب کہہ کے چُب ہوئے تو وہ اُٹھا۔ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا۔ ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے۔ اور ایک ایسی سخت اور کرخت آواز میں جو معلوم ہوتا کہ اس قلعہ کی اتنی چوڑی اور مضبوط دیواروں کو توڑنے نکل جائے گی کہا: ”خداوند! اس کا تو ہی گواہ ہے کہ اس وقت میں کیا کہتا ہوں اور میری زبان سے کیا نکلتا ہے۔ اور اے خدا کے مقرب فرشتو! جو ہماری نظروں سے اوجھل ہو مگر سب کچھ دیکھ سُن رہے ہو تم بھی دیکھتے رہنا کہ فقط اوی لینا کی خاطر سے اُسی کے لیے اور اُسی کے ہمدرد کے خیال سے میں یہاں سے بھاگ جانے پر آمادہ ہوتا ہوں۔ بیشک اُسی کی مرضی پا کے جس کو میں دل و جان سے چاہتا تھا۔ اور جس کی محبت مرتے وقت تک میرے دل میں ذرہ برابر بھی کم نہ ہوگی میں قتل کے اس شرمناک لازم کو اپنے سر پر لیے لیتا ہوں۔ اور اس کی کوشش بھی نہیں کرتا کہ اس رُسوائی کے دھبے کو اپنے دامن سے دھوؤں۔ بے شک اب میں اس تنگ و تاریک قید خانے کی کوٹھری سے نکلون گا۔ ہاں اوی لینا کے کہنے سے اپنی نیک نامی کو میں اپنے ہی پاؤں سے روندے ڈالتا ہوں۔ اور اپنے غارت شدہ نام کو ایک تیز اور سخت آندھی میں ڈالے دیتا ہوں۔ اب میں قابیل کی طرح اپنے جرم سے مومنہ چھپاتا ہوا دنیا میں نکلون گا۔ غرض اب مجھے کسی بات کی پروا نہیں۔ یہ سب رُسوائیاں میں برداشت کر لوں گا اور بغیر کسی پس پیش کے اور بے چون و چرا یہ سب خرابیاں اور عدسے گزرا ہوا رنج و اہم گوارا کر لوں گا تاکہ اوی لینا کے دل کو صدمہ نہ پہنچے۔“

یہ کہتے ہی نو جوان کنتھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور ایک غیر معمولی جوش و خروش کے ساتھ مار کوں لنڈیل کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا "لارڈ صاحب۔ بے شک اب مجھے بھاگ جانے دیجیے۔ میری اس حرکت سے میرے نام کو چاہے کیسا ہی دھبہ لگ جائے مگر اب مجھے اس کی بھی پروا نہیں۔"

اس وقت کنتھ کی آنکھوں پر غیر معمولی وحشت برس رہی تھی دل اتنی زور زور سے دھڑک رہا تھا کہ معلوم ہوتا غریب سینہ کو توڑ کے باہر نکل آئے گا۔ موت کا ساٹھنڈا پسینہ اُس کے رخساروں اور ہونٹوں پر آگیا اور صاف ظاہر تھا کہ اُس کی رگوں میں خون تاد کھار رہا ہے۔

اب مار کوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کنتھ کے دل پر یہاں غیرت کا جوش ہوا اور جس بات پر مشکلوں سے آمادہ ہوا ہے اُس سے انکار کر دے اس لیے اُنھوں نے کنتھ کی کلائی زور سے پکڑ لی اور کہا ہان۔ ہان۔ آؤ۔ دیر لگانا مصلحت نہیں۔"

قید خانے کی کوٹھری کے باہر دالان میں اینگلس ٹن چراغ لیے کھڑا تھا۔ اور اُسی کے پاس لارڈ لنڈیل کے دو نوکر کھڑے تھے۔ اُن کے باہر نکلتے ہی یہ لوگ بھی ساتھ ہو لیے اور وہ سب تیزی کے ساتھ لمبے گلیاں میں ہو کے چلے۔ بوڑھلا دروغ چراغ پر ایک ہاتھ سے سایہ کیے ہوئے تھا تاکہ تیز رفتاری سے خاموش نہ ہو جائے۔

کنتھ بھی ساتھ جا رہا تھا۔ مگر اپنے خیالات میں اس قدر غرق تھا کہ معلوم ہوتا جیسے یہ بائیں خواب میں گزر رہی ہیں۔ اُس کا دماغ جکر کھار رہا تھا۔ آنکھوں کے نیچے اندھیرا تھا اور کانوں میں سے خواب کی سی بھٹھنڈا ہٹ کی آواز آرہی تھی جس سے پورا یقین ہوتا کہ یہ اصلیت نہیں محض خواب ہے۔ مار کوں لنڈیل کے ہاتھ میں اُسکی کلائی تھی جسے وہ خوب مضبوط پکڑے تھے اور کچھ نیچے لیے جاتے تھے۔ آخر جاتے جاتے یہ لوگ عمارت کے آخری حصہ میں پہنچ گئے ایک بہت ہی بھدے دروازے کے پاس ٹھہرے جو قلعہ کی آخری نہایت چوڑی دیوار میں اندر کی طرف دھنسا ہوا لگا تھا۔ اب اینگلس ٹن نے چراغ گل کر دیا اور

دروازہ کھولا۔ اور سب لوگ باہر نکلے۔ رات کی ٹھنڈی ہوا نے نوجوان کتھن کے
 پُرجوش دماغ میں برت کا سا اثر کیا۔ اور اُسے محسوس ہوا کہ میرے خیالات
 میں ایک تازہ جوش پیدا ہو گیا۔ مگر پھر اس نے ہوش و حواس درست کیے اور
 اب اُسے اس بات کا ہوش ہوا کہ میں کہاں ہوں۔ گزشتہ واقعات پر غور
 کیا اور سب باتوں کو دل میں یاد کیا۔ اور نظر آیا کہ اب میں گویا مارکوس لائیڈل
 اور اُن کے نوکروں کے ہاتھ میں اسیر ہوں۔ اور اس بات پر آمادہ ہوں کہ ایک
 سخت گناہ کر کے قابیل کی طرح اس قصر سے بھاگ جاؤں اور بیٹا میں کسی کو
 منہ نہ دکھاؤں۔ اگرچہ دل اندر ہی اندر رست ہوا جاتا تھا۔ مگر سب کے ساتھ آگے
 بڑھتا بھی چلا جاتا تھا۔ چند لمحوں میں یہ سب ایک دروازے کے پاس پہنچے۔
 یہ دروازہ فیصل کی دیوار میں تھا۔ جو فوراً کھل گیا اور سب ایک کمرے کے اندر
 پہنچ گئے۔ اگرچہ دو ہی تین سنٹ ٹھہرنا پڑا ہو گا مگر اتنی ہی دیر کے اندر
 کتھن کے دل میں لاکھوں خیالات دماغ میں آئے اور ہوا کے جھونکے کی طرح
 اڑ گئے۔ یہ خیال بھی دل میں آیا کہ غالباً مارکوس نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ مگر
 یہ کسی طرح سمجھ میں نہ آتا کہ کیوں اور کس لیے؟ ساتھ ہی اوی لینا کے خط کا
 خیال آیا اور وہ شبہ مٹ گیا۔ اوی لینا کا نام پھر یاد آ گیا اُس نازنین کا
 نام گویا ایک جادو اور اُس کا خط ایک تعویذ تھا۔ جسکی وجہ سے اُسے نہ کوئی
 خوف تھا نہ کسی قسم کا اندیشہ چنانچہ کتھن نے فیصلہ کر لیا کہ چاہے کیسے ہی خوفناک
 اور خطرناک واقعات پیش آئیں میں اُنھیں خوشی کے ساتھ برداشت کروں گا۔
 اس کمرے میں روشنی بالکل نہ تھی۔ مگر دروازہ کھلا ہوا تھا اور چاندنی
 رات کی دھیمی اور خفیف روشنی اندر پہنچ رہی تھی۔ یہاں ٹھہرنے کی یہ ضرورت
 تھی کہ فیصل کے باہر نکلنے کا راستہ اسی کمرے میں سے ہو کے تھا۔ اور اُس کے اندر
 بیرونی فیصل میں ایک چور دروازہ لگا ہوا تھا جو ہمیشہ بند رہا کرتا اور بہت کم
 اس کے کھولنے کی ضرورت پیش آتی۔ اسی وجہ سے اُس کا زنگ آلود قفل بڑی
 مشکوک سے اور دیر میں کھلا۔ اور اینگس وٹن نے بڑی محنت سے قفل کھول
 ہی لیا۔ اور سب پھر کھلی ہوا میں نکلے۔ اس دروازے کے اندر سے نکلتے ہی

کنتھ نے پیچھے پھر کے دیکھا اور پہچان گیا کہ یہ ایک چھوٹا بچہ دروازہ ہے جو قصر کے ایک پہلو میں واقع ہے اور اُس کے پاس سے ایک راستہ چکر کھاتا ہوا جا کے اُس نالہ میں مل گیا ہے جو اس قصر کی پشت پر واقع ہے۔

گزشتہ رات کے مقابلہ میں آج کی رات نہایت اچھی اور خوشگوار تھی۔ چاندنی چٹکی ہوئی تھی۔ یہ نشیبی تنگ راستہ اگرچہ نامموار اور رات کو خوفناک معلوم ہوتا تھا مگر یہ لوگ ہر ماہ بڑھتے چلے گئے اور چند منٹ کے اندر نالے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک درخت کی جڑ میں تین گھوڑے کسے ہوئے تیار کھڑے تھے مگر سائیس یا کسی اور شخص کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔

مارکوس نے بیان پہنچ کے کنتھ کا ہاتھ بہت ہی دوستی کے انداز سے دبا یا۔ اور نہایت نرمی کے لہجہ میں کہا: "آئیے سوار ہو جیے۔"

کنتھ ایک ہی جست میں ایک گھوڑے کی پیٹھ پر تھا۔ اُسے گھوڑے پر سوار دیکھ کے مارکوس نے جیب میں ہاتھ ڈال کے اشرفیوں کی ایک بہت بھاری تھیلی نکالی اور اُسے کنتھ کی طرف بڑھا کے کہا: "لو کنتھ۔ ان اشرفیوں کی مدد سے تم انگلستان میں پہنچ کے جو کام کرو گے اُس میں کامیاب ہو گے۔"

کنتھ "نہیں۔ حضور مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں" یہ الفاظ اُس نے کچھ ایسے لہجے

پڑائے جیسے انداز سے ادا کیے کہ معلوم ہوتا تھا اُس کا یہ انکار غرور یا تمکنت کی غرض سے

نہیں ہے۔ اور جھجک کے مارکوس کے کان میں کہا: "لارڈ صاحب! میں جو کچھ

کر رہا ہوں یہ فقط اومی لینا کی خاطر ہے۔ اس قصر سے یوں چھپ کے

بھاگنا اپنے آپ کو مجرم بنانا اور اپنے لیے قاتل کا نہایت ہی ذلیل نام چھوڑ

جانا ہے۔ مگر یہ یقین جانتے کہ اومی لینا کی محبت کے سوا اور کسی طرح یہ

عمر نہیں تھا۔ اس موقع پر میرے لیے چاہیے دنیا بھر کے خزانے جمع کر دیے جائیں

بلکہ اُس کی بھی سو گئی یا ہزار گنی رقم دی جائی تو بھی میں کبھی اس بات پر آمادہ

نہ ہوتا۔ حضور یہ اشرفیاں آپ اپنے ہی پاس رکھنے دیں۔ لیکن ان کے

عوض مجھے اپنی یہ تلوار عنایت کر دیجیے جو آپ کی کمربند میں ہے۔ شاید اُس کے ذریعہ

میں نام بدل کے جب چند ہی ہفتہ میں میں پہنچوں تو آئندہ زندگی میں کوئی

کامیابی کا راستہ نکال لوں۔“

مار کو س کو کفتمہ کے اس سوال کے پورا کرنے میں ایک لمحہ کے لیے ذرا پس و پیش ہوا۔ لیکن چاند کی صاف روشنی میں یہ دیکھ کر کہ نوجوان کفتمہ کے چہرے پر تعجب اور جوش کے آثار نمودار ہو رہے ہیں انھوں نے فوراً راستہ گھولادراپنی تلوار اظہارِ مسرت کے ساتھ دے دی۔
کفتمہ نے فوراً وہ تلوار لے لی اور اُسے اپنے کمر میں لگا کے کہا۔
”لارڈ صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ۔“

دینی دیر میں دوسرے دوسرے دو ہمارے ہی جن کا اس سے پہلے ذکر آچکا تھا دوسرے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور مار کو س کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں کفتمہ اپنی عالی حوصلگی کی وجہ سے یہ نہ خیال کر لے کہ میں قیدی ہوں لہذا انھوں نے کہا ”میرے یہ دونوں ہمارے ہی جہان تک تم لے جاؤ گے جائیں گے یہ فقط راستہ بتانے کے لیے تمھارے ساتھ ہیں۔“

لیکن وہ تیز نظر جس سے مار کو س نے اپنے دونوں آدمیوں کی طرف دیکھا چلی کھاتی۔ اور اُسے صاف بتا رہی تھی کہ ”کفتمہ کو چاہے جو کہا جائے مگر اس میں تم ان دونوں آدمیوں کے ہاتھ میں قید ہو“ مگر کفتمہ نے اس نظر کا کچھ خیال نہ کیا۔ اب ہم اپنے ناظرین کو آگاہ کیے دیتے ہیں کہ مار کو س سے وہ دونوں اس بات کا قطعی حکم پا چکے تھے کہ چارے نوجوان بہادر کو سحرِ گلستان تک پہنچانے کے بعد پٹنیں۔ اور اگر راستہ میں کفتمہ قصر الشکلی کی طرف واپس آنے کا قصد کرے یا اور کسی طرف جانے کا ارادہ کرے تو اسے نہایت ہی بیرحمی کے ساتھ فوراً اپنی تلوار دن سے کاٹ کے وہیں ڈھیر کر دینا۔

مار کو س ”چونکہ اب تم سب تیار ہو اس لیے میں تمھیں رخصت کرتا ہوں۔ میرے نوجوان دوست۔ لے خدا حافظ۔“

کفتمہ ”لارڈ صاحب۔ فی امان اللہ!، اور پھر نہایت مست آواز میں جو صرف مار کو س ہی کے کان تک پہنچ سکی کہ ”لارڈ صاحب میری

تمام باتیں سننے کے بعد اور اس وقت جو کچھ میں کر رہا ہوں اُسے دیکھ کے آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ اوی لینا کو میری جانب سے کیا پیام پہنچا رہا ہے خدا کرے! اُن کے شوہر سب نے بعد آپ انھیں خوش رکھ سکتے۔ اور ان یہ کہہ دیجئے گا کہ

کچھ کہنے کو تھا مگر کیا ایک پر جوش خیالات کا اس قدر جھوم ہوا اور دل میں ایسا جوش و خروش پیدا ہوا کہ زبان سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔ آواز نہ نکلی۔ اور دل میں یہ خیال کر کے کہ میرے رونے دھونے کو اور لوگ نہ دیکھ لیں ایک بخود ہی کے عالم میں اُس نے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی جو دفعۃً اس تنگ راستے میں مالے کے کنارے کنارے نہایت تیزی کے ساتھ چل کھڑا ہوا۔ اور مار کو س کے دونوں ملازم جو ساتھ جانے کے لیے تیار کھڑے تھے وہ بھی اُس کے پیچھے ہو بیٹے۔ مار کو س انڈیل اور اینگلس وین اُسی تنگ اور چکر کھاتے ہوئے راستہ پر واپس گئے اور اُسی چورہ دروازے کے در پیچے سے قصر کے اندر داخل ہو گئے۔

چوبیسواں باب

انڈل اور ایٹم

جس وقت گذشتہ باب کے واقعات پیش آرہے تھے اُسی وقت قلم میک آپلین میں بھی بعض ایسے معاملات پیش آئے جن کی طرف فوراً توجہ کی ضرورت ہے۔

آج رات کو کھانے کے بعد انڈل اور ایٹم نے اپنے سب ہمراہیوں اور نوکران کو رخصت کر دیا۔ اور وہیں بیٹھ کے کسی بڑے اہم معاملے میں سنجیدگی کے ساتھ مشورہ کرنے لگے۔ شراب کا دور چل رہا تھا جو نشہ یا سرور کے لیے نہیں بلکہ سنگین معاملات کا بار ہٹا کرنے کے خیال سے

تھا۔ لیکن اس پر بھی دونوں کے خوفناک چہرے ساعت بہ ساعت زیادہ
متردد ہوتے جاتے تھے۔

اس منظر کو اگر غور سے دیکھا جائے تو اس زمانے کے چھوٹے
چھوٹے خود سر زمینداروں کے درباروں کی سچی تصویریں نظر کے
سامنے ہو جائیں گی۔ بڑے کشادہ گاتھک وضع کے کمرے میں ایک
آہنی چراغ روشن ہو۔ جس کی دھیمی روشنی سارے کمرے میں پھیلی
ہوئی ہے۔ چاروں طرف دیواروں اور کونوں میں نرم ہین ٹنگ
رہی ہیں۔ جو اس دھندلی روشنی میں ایسی پھیانک ہیں کہ معلوم ہوتا
ہے طرف مہیب شکن کھڑی ڈرارہی ہیں۔ دیواروں پر جابجا بارہ سنگین
کے شاخ در شاخ سینک اور جنگلی سوراخوں کے بڑے بڑے دانت بھی
لگے ہیں۔ یہی نہیں بہت سے اسلحہ اور آلات شکار بھی دیواروں پر آویزا
ہیں۔ مختلف چھنڈے اور سرداروں کی ٹوپوں کے ٹسے بھی ہیں خود یہ
میک اپلین بھائی بھی اس وقت گھر میں پینے کے معمولی لباس میں
نہیں بلکہ نرمہ ہلتر سے آراستہ اور دریائے آہن میں غرق ہیں۔
لمبی لمبی تواریں ان کے پہلو میں ٹنگ رہی ہیں۔ چار آئینے سینوں
پر ہیں۔ کنارین پلوں میں لگی ہیں اور ڈھالیں۔ فولادی دستاں
اور طرہ دار ٹوپیاں قریب ہی تپائی پر رکھی ہیں۔ غرض کہ اپنے گھر کے
اندر اور عین کھانے کے وقت بھی یہ لوگ جنگی لباس سے آراستہ
تھے۔ ان کے جو پڑوسی ان کی طبیعت سے خوب واقف تھے اکثر
کہا کرتے کہ میک اپلین ہمیشہ کچھ نہ کچھ پینے کو تیار رہتے ہیں۔ چاہے
وہ شراب ہو۔ یا انسان کا خون۔

شراب کا ایک جام حلق سے اُتار کے ایتھ نے کہا اندلے بٹیک
تم ٹھیک کہتے ہو کہ اب ہمیں شادوں کی فکر کرنی چاہیے۔ آخر وہ کچھ ہماری
تھماری عمر میں چالیس پچاس سال کو پہنچ گئیں اور اس گھری ٹنگ
کسی کے نہ آل ہے نہ اولاد!

انڈلف: ”واقعی اس خیال سے طبیعت مجھ سی باقی ہے کہ ہمارے مرتے ہی میک آلیسن کا نام کبھی دُورینا کے سردارِ دن کی فہرست سے غائب ہو جائیگا۔ بے شک اب اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس لیے کہ ہم لوگ نہایت ہی بے پروائی سے لڑائیوں کی آگ میں پھاند بڑا کرتے ہیں۔ تحصیل تو یاد ہو گا کہ خندرونہ ہوئے الٹراٹل اور گلن گاکل کے نوکرِ دن سے ٹھن گئی تھی۔ فرض کرو اس لڑائی میں ہم دو نوں مار ڈالے گئے ہوتے تو بس اُسی لمحے سے ہمارا نام صفحہ ہستی سے غائب ہو گیا ہوتا۔ اور ہماری ساری جائیداد بادشاہ نے قبضہ کر لیا ہوتا۔“

ایٹیم: ”بے شک۔ بے شک پچھلی صدیوں کی تاریخ میں تو ہم اپنے خاندان کے کارنامے دیکھ سکتے ہیں۔ مگر جب آئندہ کی طرف غور کرتے ہیں تو سناٹا پڑیگا۔ یہ خیال کر کے دل کو بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ خصوصاً اس خیال سے کہ اصلاح کا جو کچھ موقع ہے وہ بھی ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔“

انڈلف: ”ہم سے یہ بڑی بھاری غلطی ہوئی کہ ہمارے پڑوسی لیسون کو میک آلیسن کو بٹیان دینے میں تاکل رہا اور ہم نے اس کی پروا نہ کی۔ اصلی تو یہ ہے کہ لوگ ہم سے ایسے ڈر گئے ہیں کہ بڑے لوگوں کا کیا ذکر اُونے درجے کے لوگ بھی ہم میں سے کسی کو داماد بناتے خوف کھاتے ہیں۔“

ایٹیم: ”مگر خدا کی قسم میری زندگی کا تو یہی سب سے بڑا مقصد تھا۔ میں اس پر بے انتہا ماننا ہے کہ ہم نے اپنے ناموں کو اس قدر خوفناک بنا لیا ہے۔ اچھا تو کیا مضائقہ ہے؟ اگر خوبصورت لڑکیاں اور مالدار غوریتین جائز طریقے سے ہمیں نہیں مل سکیں تو ہمیں چاہیے کہ اپنا قوت بازو سے اپنی بیویاں تلاش کر لیں۔“

انڈلف: ”ہاں بھراور ان روملس اور ریمس کی طرح جن کے ہاتھوں سے پُر عظمت شہرِ روم کی بنیاد پڑی بھراور ان میک آلیسن بھی یہی کر سکتے

ہیں۔ سے باشعور تون کے پڑنے جانے کا واقعہ بھی چارے سے لیتے
ایک اچھا اشارہ ہے۔

آیتھم۔ ٹھیک کہتے ہو۔ ہم نے اس امر خاص میں اکثر غور کیا ہے۔ اور بار بار
ارادہ کیا کہ ہم بھی اس کارروائی کو اختیار کریں۔ مگر لڑی اوی لینا
کے سوا اور کسی کے زبردستی پکڑ لانے کی توبت نہیں آتی۔ محبت کے
سوا اور جتنی قسم کے جذبات انسان میں پیدا ہو کر تے ہیں سب ہم
میں پیدا ہوئے اور ہم نے ان کو پورا بھی کر لیا۔ مثلاً کسی نے ہماری
توہین کی یا ہمیں کوئی نقصان پہنچایا تو ہم نے فوراً اس کا انتقام لے لیا
اور دیکھو آج بھی لے رہے ہیں۔ یہ الفاظ اس نے ایک بہت ہی معنی
خیز لہجہ میں کہی اور انگلی سے پیچے کی طرف اشارہ کیا۔ یا اگر کسی پڑوسی
کے مویشی گٹھ کو دیکھ کے چین لائے معلوم ہوا تو پھر ہم نے کسی تہذیب
کا خیال نہ کیا۔ فوراً اس گٹھ کو اپنے قلعہ میں ہانک لائے۔ اور اپنا شوق پورا
کر لیا۔ یا اس جوار کے کسی نہ رئیس کی قوت پر ہمیں حسد معلوم ہوا تو فوراً
کسی نہ کسی بات پر بگڑ کے اس سے لڑائی چھیڑ دی۔ اور اس لڑائی کا نتیجہ
ہمیشہ ہمارے ہی موافق ہوا۔ بہر حال ہماری بہادری میں کسی کو کلام
نہیں۔ ہماری ہر آمد نہ دیوری ہوئی۔ ہماری آن بان میں کبھی فرق نہیں
آیا۔ اور کبھی ہم بے انتقام لیے نہیں رہے۔ جب غصہ آیا تو انتقام
لے ہی کے اپنے دل کو تسکین دی۔ بخلاف اس کے ہم نے جب کسی چیز
حسین و شیرہ یا کسی نہ حسین بیوہ کی طرف نظر اٹھا کے دیکھا تو اس نے انکار
ہی کر دیا۔ اور ہماری ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔
امڈلف۔ تم نے تو لفظوں میں بہت ہی ٹھیک اور سچی تمہویر کھینچ دی مگر

عہد ولس اور رئیس دو بھائی تھے جو ایک بھڑپن کا دودھ پی کے پلے تھے شہر و
انہیں نے آباؤ کیا۔ پھر انھوں نے اپنی ایک پڑوسی قوم سے باشعور کی زن و مرد کی جو
کی سب کو مہوش کر کے ایک ایک ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کی لڑکیاں لے بیٹے۔

یہ نامزدی چارویں شان دستوت سے ہو رہی تھی۔ یہ نامزدی تو اس قدر
 تھا کہ ہم کسی کسان کی لڑکی کو کپڑے لاتے۔ مگر میک آپلین کا لڑکی تو یہ ہے
 کہ شادی کرے۔ تو کسی شریف گھرانے ہی میں کرے۔ اور بہت ضروری ہے
 کہ چارویں بیوی بڑی عالی خاندان ہو۔ اور جو یہ نہ ہو سکے تو کسی ذلیل خاندان
 کی لڑکی لانے سے اچھا ہے کہ میک آپلین کا نام ہی دنیا سے فنا ہو جائے۔
 ایچم۔ اس میں مجھے بھی تمھاری رائے سے اتفاق ہے۔ بہر تقدیر اب یہ بہت
 ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گروڈنوار کے رو سا اگر خوشی اور ایمانداری
 سے ہمیں اپنی بیٹیاں نہ دیں تو پھر چاہے جس طرح ہو سکے ہمیں اس مقصد
 حاصل کرنا چاہیے۔

انڈلف۔ بے شک اب یہی ہوگا۔ اور اُس دن جب میں لیڈی اوکی لینا
 کو لے بھاگا تھا تو بڑی خوبی کے ساتھ اس کا ردوائی کی پہلی شان تاحم کر دی تھی
 ایچم۔ خدا کی قسم وہ کار ردوائی تو بڑی ہی عمدگی سے ہو گئی تھی۔ اور اگر وہ
 بہودہ لونڈا جو اپنے آپ کو اُس کے عشق میں مبتلا بتاتا ہے نہ دخل دیتا تو
 گلن گائل کی نازا فرین بیٹی آج اس قلعہ میک آپلین میں اور خاص
 اس کمرے کی زیب و زینت ہوتی۔ اور انڈلف۔ اُس پر تمھارا حق تھا۔ کہونکہ
 تم نے بڑی خوبی کے ساتھ جیسا کہ ایک میک آپلین کو کرنا چاہیہ اُسے
 شادی کا پیام دیا تھا۔ یعنی اُسے زبردستی اُس کے گھر سے پرہیز کر کے اپنے گھر
 پر بٹھالیا۔ اور لے بھاگے۔

انڈلف۔ نہیں۔ یہ نہیں۔ اُسے اختیار تھا کہ ہم دونوں میں سے جسے
 چاہتی پسند کریتی۔ اس بارے میں اُسی کی رائے کے مطابق فیصلہ کیا جاتا۔
 ایچم۔ نہیں انڈلف۔ یہ نا انصافی ہوتی۔ اُسے تم لے بھاگے تھے اس لیے
 وہ تمھاری ہی تھی۔ اور میں قسم کھاتا ہوں کہ اب بھی اگر کسی تدبیر سے وہ نکال
 لائی گئی۔ اور ہمیں اس کو شمش میں کامیابی ہوئی تو میرا اُس پر کوئی حق
 نہ ہوگا۔ وہ خاص تمھاری ہوگی۔ اور میں یہ دیکھ کے بہت خوش ہوں گا
 کہ تمھیں ایسی اچھی دو لہن مل گئی۔

دشوار نہیں ہے جتنا آپ خیال کرتے ہیں۔ اُس چور دروازے تک جو نالے کی جانب ہے آپ رات کے اندھیرے میں آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔ اور وہ دروازہ ایسی جگہ واقع ہے کہ غالباً فیصل کے اُوپر کے چوکیدار کو بھی خبر نہ ہونے پائے گی۔“

انڈلفٹ۔ واقعی یہ تو تم نے ٹھیک کہا۔ اور ولان پہنچنے کے بعد لوہے کی ایک مضبوط سلاخ سے وہ دروازہ لاک کر رکھا اور بھڑا بنا ہے کسی نہ کسی طرح توڑ ہی ڈالا جاسکتا ہے۔ اور جب یہ کارروائی ہو جائے تو ایک ہرے کے چوکیدار کو بکرے کے مانند لینا اُس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کے اُسے اس بات کی ہلکی دینا کہ لیڈی اوی لینا کا کمرہ بنا۔ ورنہ اسی وقت جان سے مارے جاوے گا۔ دشوار نہیں بیشک ان سب باتوں کو کہ دیکھا کچھ بہت مشکل نہیں معلوم ہوتا۔“ ایتھم۔ یہ مانا کہ مشکل بھی ہے تو میک آلیین نسل والوں نے کس مشکل کو مشکل سمجھا ہے جو اسے سمجھیں گے؟ اُن کے نزدیک کوئی کام غیر ممکن نہیں۔ خیر اب اگر آپ تیار ہیں کہ یہ تدبیر جو اس وقت ہمارے ذہن میں آئی ہے اُس پر آج ہی رات کو عمل کیا جائے تو ساتھ لے جانے کے لیے بارہ بہادر جو ان چن لیجے۔ اور ہم اسی وقت چل کھڑے ہوں۔ رات ملے جو اُس نالے اور اُس چور دروازے کے راستہ میں چپہ چپہ کو جانتا ہے ہمارے ساتھ چلے موقع نہایت ہی مناسب ہے۔ ملکہ۔ وہاں نہیں۔ لکھتہ قید خانے کی کوٹھڑی میں پڑا سر ٹیک رہا ہے۔ ارل گلن کا گل غمگین و غم زدہ بیٹے ہیں۔ اور ماگوس انڈیل اپنے قصر کی مضبوط دیواروں کے بھروسے پر مطمئن ہیں۔ اور پڑے بے خبر سو رہے ہیں۔ قطع نظر اس کے آجکل کے سانحے سے قصر کے اندر ہر شخص کے دل پر ایسا غم و اندوہ طاری ہو رہا ہے کہ کسی کو اس کا دہم دگان بھی نہ ہوگا کہ اُن کے دشمن اس قدر قریب آپہنچے ہیں۔“

انڈلفٹ۔ ہاں جیو۔ یہ بھی عجیب بلکہ نہایت ہی عجیب بات ہے کہ آج صبح کو میں نے پاس پڑوس والوں سے ہمعصر آرائی ہونے کے ذکر میں کہا تھا کہ ہمارا ہیلا حملہ اسی مضبوط قصر انڈیل پر ہوگا۔ یہ میں نے اُس پُر اسرار عورت کے

ساتھ کیا تھا۔

ایک روز کون عورت ۹ وہی ہنس کی آنکھیں بہت ہی بھیاںک طور پر خوب چمکی رہتی ہیں ۹ مجھے وہ بالکل نہیں پسند ہے۔ کل رات کے طوفان میں اگر تھارے ساتھ وہ ایسی مہربانی سے نہ پیش آئی ہوتی تو مجھے اُس کا قلعہ میں رہنا ہرگز گوارا نہ ہوتا۔ خیر اب اس بحث سے کیا فائدہ؟ کل تو وہ چلی ہی جائے گی۔ جیتنا ایک آوارہ مزاج۔ اور اُدھر پھرنے والے جادوگر تھی اور ایک مکار عورت ہے۔“

انڈلٹ۔ معلوم ہوتا ہے تم پر اُس کی پُر اسرار باتوں کا بہت ہی کم اثر پڑا ہے کیا واقعی تمہارا یہی خیال ہے کہ وہ مکار ہے اور اُس میں کوئی غیر معمولی بات یا عجیب دانی کی قوت نہیں ہے؟

ایکھ۔ بے شک۔ مجھے تو اُس میں کوئی غیر معمولی بات نہیں نظر آئی۔ جادو گر نہیں کی طرح اُسے پھانسی دیدی جائے یا جلا ڈالی جائے تو بھی مجھے اُس کی پروا نہ ہوگی۔“

اب دونوں برادران میک آلیپین جس خطرناک مہم پر اس قدر جلد آمادہ ہو گئے تھے اُس کے انتظامات کے متعلق احکام جاری کرنے لگے۔ لڑائی کو سامنے بلا کے حکم دیا گیا کہ نہایت ہی بھروسے کے گیارہ بہادروں کو جن لوہے کی فورا تعمیر ہوئی۔ اور سب لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعہ سے نکلے۔ یہ لوگ سر سے پاؤں تک لوہے میں جکڑے۔ دریائے آہن میں غرق اور پورے ہتھیاروں سے آراستہ تھے۔ دروازے توڑنے دیوار میں سیند دیئے۔ اور فسیل برچڑھنے کے تمام ضروری آلات و ذرائع بھی ان کے ساتھ تھے تاکہ جہاں جیسی ضرورت پیش آئے ویسا ہی کام کیا جائے۔

پہلے باب میں بیان ہو چکا ہے کہ یہ رات بالکل صاف تھی۔ چاندنی چمکی ہوئی تھی۔ اور گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سن کے اُس پُر اسرار عورت نے بھی اپنے کمرے کی کڑکی میں سے جھانک کے دیکھ لیا کہ دونوں

سیک آپسین بھائی بارہ بہادر سپاہیوں کے ہمراہ اپنے قلعہ سے نکل کے اُس نشیبی راستہ پر جا رہے ہیں جو بچا ملک کے سامنے تھا۔

بچسوان باب

مقابلہ
اب ذرا گفتگو کا حال سنئے جسے ہم نے مار کو ساندیل کے دو جاسوسوں کے ہمراہ نالے کے کنارے والی شہر کی پرچھوڑا تھا۔
ہمارے نوجوان بہادر نے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی تھی کہ وہ قدم اٹھا دے اور جو بُر جوش خیالات اس وقت اُس کے دل دو ماغ میں چکر لگا رہے تھے بھول جائیں۔ اُسے یقین تھا کہ یہ مین جو کچھ کر رہا ہوں اسے لیڈی اومی لینا بہت پسند کریں گی۔ گریہ بات بھی دل سے نہ نکلتی تھی کہ مین اُس کی محبت میں ایک ایسا کام کر رہا ہوں جس سے میری عزت میں فرق آیا جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں۔ یوں سمجھئے کہ مین دہائی ذلت میں مبتلا ہو رہا ہوں اپنی آئندہ زندگی اُسے نہایت ہی تاریک نظر آتی تھی جس میں امید کی گھین درا بھی جھلک نہ تھی۔ اب اس کی بھی امید نہ تھی کہ یوں بے عزتی گوارا کرنے سے مجھے اپنے عشق ہی میں کچھ مدد ملے گی۔ گویا اس عشق ہی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔
بظاہر یہ معلوم ہوتا کہ وہ اومی لینا سے ہمیشہ کے لیے چھوٹا جاتا ہے۔ کیونکہ اُس خطائے جس پر خود اُس مہ جین کے دستخط تھے اُس کے خیالی منصوبوں کا بالکل خاتمہ کر دیا تھا۔

چلتے چلتے خیال آیا کہ اتنی بد بختی کا تو میں مستحق نہ تھا۔ اور اس شکایت نے شاید یہ صورت بھی اختیار کر لی ہو کہ اللہ جل شانہ میرے حق میں نہایت سختی کر رہا ہے۔ اس قطعی یاس و نا اُمیدی کی گھڑی میں بھی اُسے یہی چن تھی کہ جان ہی نہیں عزت کو بھی مین نے اُس کی محبت کے نام قربان کر دیا۔ افسوس۔ محبت کا خاتمہ ہو گیا تھا تو عزت ہی بچ جاتی۔ لیکن آہ! یہ قسمت مین نہ

غرض اسی قسم کے اذیت و سان خیالات سے بچنے کے لیے اُس نے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کر دی اور اب اس طرح ہوا سے باتیں کرتا چلا جاتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کوئی جمنون ایک وحشی گھوڑے پر بھاگ دیا گیا ہے۔ دو لون ہمارا ہی جو کنتھ کے ساتھ تھے اور اصل میں ارل آف انڈیا کے جاسوس تھے انھیں اُس کا ساتھ دینا مشکل ہو گیا۔ کیونکہ یہ سڑک ایسی ناہموار تھی کہ انھیں اس طرح سر پٹ گھوڑا دوڑانے ڈر لگتا تھا۔ بعض مقامات پر یہ راستہ بہت اونچا نیچا تھا۔ ایک جانب اونچی چٹان چلی گئی تھی اور دوسری طرف نالے کا غار تھا۔ بعض مقامات پر موڑ بھی تھے جہاں پیچھے گہرا دھن نالے کا پانی بڑے بچ و تاب کے ساتھ شور مچاتا ہوا بہ رہا تھا۔ یہ خطرے نہ ہوتے اور سڑک ہموار بھی ہوتی تو بیچ راہ میں پتھر اور روڑے اس کثرت سے پڑے تھے کہ گھوڑوں کے لیے ہر قدم پر ٹھوکر کھانے کا اندیشہ تھا۔ علاوہ برین شب گرمشتہ کے طوفان میں جو درخت گرے تھے وہ بھی جا بجا سڑک پر پڑے تھے اور اُن سے ٹکرا جانے کا خوف تھا۔

غرض کہ ایسے راستہ میں دس منٹ تک کنتھ اور اُس کے دونوں ہمراہی برابر بڑھتے چلے گئے۔ اور اب وہ نالے کے کنارے کا راستہ طے کر کے اُس مقام پر پہنچے جہاں سے سڑک مڑنے کے جنوب و مشرق یعنی قلعہ میک آلیین کی جانب گئی ہے۔ اس موڑ سے بڑھے ہی تھے کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آئیں اور معلوم ہوا کہ کچھ سوار اسی طرف آ رہے ہیں۔ کنتھ کے ہمراہیوں نے چلا چلا کے کہنا شروع کیا، ”کو! کو! کو!“ مگر کنتھ کچھ ایسے بخود کی عالم میں جا رہا تھا کہ یا تو اُس نے سنا ہی نہیں یا اُن کے کہنے کی کچھ پروا نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو ہی تین ٹاپوں کے اندر کنتھ اور اُس کے ہمراہی جیسے ہی سڑک کے ایک دوسرے موڑ پر جو جنگل کو گیا تھا مڑے معلوم ہوا کہ بارہ چودہ سوار ان کے غول کے اندر آ گئے۔

یہ دیکھتے ہی دو لون گر و ہون نے اپنے اپنے گھوڑوں کی باگینیں پکڑیں اور ساتھ ہی چاندنی میں دو لون طرف کے لوگوں میں سڑکی کی کسی نے دوسرے

گروہ کے کسی نہ کسی شخص کو پہچان لیا۔

ادھر کنتھ کے دونوں ہمراہیوں کی زبان سے نکلا "میک آپین!" ساتھ ہی رانڈ کی صورت دیکھ کے کنتھ بے ساختہ کہ اٹھا "اجاہ اوی ہرے" جس کے ہاتھ سے مین نے اوی لینا کو چھڑایا تھا، "ادھر کنتھ کی صورت دیکھتے ہی رانڈ بے اختیار چلایا "کون؟ کنتھ!"

ساتھ ہی برادران میک آپین اور ان کے کل رفقا کی زبان سے بھی تعجب کے لہجہ میں یہی الفاظ نکلتے کہ "کون؟ کنتھ!" اس لیے کہ سب تو یہ جانتے تھے کہ کنتھ فخرانڈل میں قید ہے۔

کنتھ نے جب دیکھا کہ مین پہچان لیا گیا تو ذرا جھجکا۔ اور ان مسلح ہائی لینڈ والوں کے غول سے علیحدہ ہونے کے ارادے سے اپنے گھوڑے کی باگ ٹھینچی۔ اور چاہا کہ گھوڑے کو پیچھے ہٹائے۔ کہ یکایک انڈلٹ نے پوری قوت سے اُس کا بازو پکڑ لیا اور کہا "نہیں۔ نہیں۔ نوجوان بہادر میرے پیچھے سے چھوٹنا اتنا آسان نہیں ہے۔ سنتا ہوں تم ہی نے لیڈی اوی لینا کو یہ ہمراہیوں سے چھین لیا تھا!"

کنتھ "ہاں مین ہی نے چھڑایا تھا۔ اور او مغرور سردار اگر مین خود تیرے ہاتھ میں اُسے اسیر دیکھتا تو بھی یو نہیں نکال لے جاتا" یہ کہتے ہی اُس نے نہایت ہی پھرتی اور چالاکی کے ساتھ اپنا بازو انڈلٹ کے پیچھے سے پھڑپھڑایا اور اپنے گھوڑے کو ایسے کمال شہسواری کے ساتھ پیچھے ہٹایا کہ ایک چشم زدن میں ان لوگوں کے غول سے باہر تھا۔

انڈلٹ "اے او تیرے لوزڈے میرے سامنے اور ایسی گستاخی کے الفاظ!" یہ کہتے ہی اُس نے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور سیدھا کنتھ کی طرف چھٹا۔

مگر ہمارا نوجوان بہادر جو اُس کی حرکتوں کو نہایت غور سے دیکھ رہا تھا اور پہلے ہی سے سمجھ گیا تھا کہ یہ چوٹ کرے گا۔ بڑی ہی خوبصورتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ تلوار میان سے کھینچی لی۔ اور کہا "دیکھو مجھے ہاتھ لگانے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ اسی جگہ زمین پر پڑے تڑپتے ہو گے!"

اند لطف" (غصے سے بیتاب ہو کے) "این! یہ زمانِ منتبری لونڈا اور یہ باتیں! گویا آبِ بڑے نامی پہلوان ہیں! اور بڑی بڑی لڑائیوں میں شہرت حاصل کر چکے ہیں! بس ہو چکا اپنی کھلونے کی سی تلوار لے کے پیچھے ہٹ نہیں تو چوٹ لگ جائے گی"۔

کنتھ "مغرور سردار دے اب سامنے آ جاؤ۔ اور مجھے تم پر حملہ کرنے کا افسوس بھی نہ ہو گا۔ اس لیے کہ لیڈی اوی لینا پر دست درازی کرنے کی جرات دراصل تمہیں نے کی تھی۔ خوش نصیبی سے آج مجھے موقع ملا ہے کہ تمہیں اس گستاخی کا مزہ چکھا دوں"۔

یہ کہتے ہی کنتھ نے اپنی اُنٹی تلوار سے اند لطف میک اپلین پر ایک پورا ہاتھ مارا۔ ساتھ ہی اُس ہائی لینڈ کے سردار نے بیچ دتاب ٹکڑے کے اپنی بھدی اور بھاری تلوار اٹھائی اور آنا فائین وہ کنتھ کی جو ہر دار چوڑی تلوار سے لڑی۔

ایٹھ "اپنے ہمراہیوں سے حکماً نہ لہجہ میں"۔ "یارو پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نوجوان کنتھ میں اور میرے بھائی میں نہایت ایمان داری کے ساتھ لڑائی ہو۔ اور کوئی بیج میں نہ بوسے"۔ یہ حکم پاتے ہی تمام ہائی لینڈ والے سوار اپنے گھوڑوں کو چند قدم پیچھے ہٹا لے گئے۔ اور کنتھ کے ساتھ والے دونوں جاسوس بھی اُس سے کچھ دور پیچھے جا کھڑے ہوئے۔

نکھری چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ جس کی روشنی کی وجہ سے دونوں حریفوں کو لڑنے میں کسی قسم کی دشواری نہیں پیش آئی۔ کنتھ قطرۂ بہادری واقع ہوا تھا۔ مگر موجودہ حالت میں وہ فقط بہادر نہ تھا بلکہ اب اُسے اپنی جان کی بھی پروا نہیں رہی تھی۔ اب اُسے اس کی مطلق پروا نہ تھی کہ میرا کیا انجام ہو گا۔ بس فقط ایک دُشمن تھی اور وہ یہ کہ مجھے ایک بد معاش کو سزا دینی ہے جس نے چند روز ہوئے لیڈی اوی لینا کے ساتھ سخت گستاخی کی تھی۔ اس کو شش میں اگر مار بھی ڈالا جاؤں تو مضائقہ

نہیں۔ یہ بھی میری محنت کا ایک اعلیٰ ثبوت ہو گا۔
 کتھہ کی تلوار جس وقت سرانڈن میک آلیسن کی بھاری تلوار سے
 لڑی ہے اُس وقت اُس کے دل میں یہ خیالات تھے اور اُن کی وجہ
 سے اُس میں ایسا جوش پیدا ہو گیا تھا کہ اُس میں معمولی انسانی قوت نہیں
 بلکہ دیون کی سی طاقت آگئی تھی۔

انڈلف اس غور میں تھا کہ میں بہت جلد اور بڑی آسانی سے اسے
 مار لوں گا۔ اُس کا بھائی **اتھیر** پاس ہی مُنہ تھوٹھائے کھڑا تھا۔ اور دل میں
 کہہ رہا تھا کہ ایسے بے ریش و بیروت لوندے سے لڑنا ہمارے مقصد
 اور وقار کے خلاف ہے۔ مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں بہادر مردوں
 نے زندگی بھر میں کبھی دھوکا کھایا تو اسی وقت اُدھر کتھہ کا یہ حال تھا کہ
 او وی لینا کے انتقام کی دُھن میں اس قدر آپے سے باہر تھا کہ معلوم ہوا
 جیسے خود او وی لینا سامنے کھڑی ہے اور اس لڑائی کو اپنی آنکھوں سے
 دیکھ رہی ہے۔ پھر یہ نظر آیا کہ گویا وہ نازنین اس منظر میں ساکت و صامت
 سانس روکے کھڑی ہے۔ سمگیٹن آنکھیں اُس پر جمی ہیں۔ سینٹہ اُبھرا ہوا ہے۔
 دہشت سے ہاتھ سینے پر رکھ رہا ہے۔ اور آگے کی طرف جھکی ہوئی ہے۔ غرض
 وہ اُنھیں خیالات میں محو اور لڑائی میں مصروف تھا اور صاف معلوم
 ہوتا کہ خود او وی لینا کھڑی دیکھ رہی ہے۔

چار ہی پانچ واروں میں سرانڈلف کو محسوس ہو گیا کہ حریف تنہا
 ہی بہادر۔ جری اور فن جنگ میں یکتا ہے روزگار ہے۔ چنانچہ اُس نے
 اپنی تلوار کا قبضہ مضبوط پکڑ لیا۔ گھوڑے پر سنبھل بیٹھا۔ اور حریف کی ہر ہرج
 کو نہایت غور سے دیکھنے لگا تاکہ جہاں تک بنے اُس سے فائدہ اُٹھائے۔
 ناگمان اُس نے نہایت ہی تیزی اور چھرتی سے تلوار کا ایک طاعیہ کا ہاتھ
 مارا۔ لیکن کتھہ نے فوراً اپنی تلوار سے ایسی خوبصورتی کے ساتھ دشمن کے
 دار کا رخ بدل دیا کہ وار خالی گیا۔ اب اُس نے چاہا کہ نہ دیر سے پُولا دے
 کے اپنی تلوار کتھہ کے سینے میں بھونک دے مگر ابھی کتھہ کی تلوار انجلی کی

طرح چکی اور اسکے کاری دار کو روک دیا۔ اب سیک آہستہ آہستہ چھوٹ پر آگیا۔ اور مسلسل تار توڑ آڑے ترچھے نیچے اوپر ہر طرف سے دار کرنے لگا۔ لیکن کفہ ان دار دن کو بھی ناقابلِ بیان جرأت و شجاعت اور اعلیٰ مہارت سے روکتا رہا۔

دونوں میں دس منٹ تک یونہی لڑائی ہوتی رہی۔ اور دونوں حریفوں میں سے کسی کے جسم سے بھی خون کا کوئی قطرہ نہیں گرا تھا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ کسی کو ذرا سی بھی چھیٹ نہیں آئی۔ اسی طرح اس معرکے میں نہ کسی کا قدم نیچھے ہٹا نہ کسی کا قدم آگے بڑھنے پایا۔ دونوں کے اپنے ہاتھوں میں گھوڑوں کی لگا میں تھیں۔ جو معرکہ کارزار کے جوش میں بے صبر ہو ہو کے اُچکتے پھانڈتے۔ اُف ہوتے۔ اور جھڑکتے تھے۔ چاندنی خوب صاف اور ٹھہری ہوئی تھی۔ اور اُس کی روشنی میں ایتھ اور دوسرے ہر اچھی صاف طور پر اس لڑائی کا رنگ دیکھ رہے تھے۔

اتنی دیر ہو جانے کے خیال سے سرانڈلف کو غیرت معلوم ہوئی کہ ایک بے ریش و بروت لڑکے سے لڑتے اتنے منٹ ہو گئے اور ابھی تک کچھ نہ ہوا میرے ہر ہر وار کی ناکامی ساری اگلی شہرت و ناموری کو خاندان میں ملائے دیتی ہے۔ بے قرار دل میں اس خیال کے پیدا ہوتے ہی پورے جوش سے کام لے کے اور اپنی ساری قوت کو یکجا کر کے اُس نے ایک ایسا کاری دار کرنا چاہا جس پر لڑائی کا خاتمہ ہو جائے۔ تلوار کے قبضہ کو پہلے سے زیادہ کس کے پکڑ لیا۔ رکابوں پر زور دے کے کھڑا ہوا اور یک بین نہایت زور سے گھوڑے کو ایڑ بتائی تاکہ اپنی اور اپنے گھوڑے کی ساری قوت کے ساتھ دشمن پر جا پڑے۔ لیکن جس تیزی سے باز اپنے شکار کی ہر خفیف سی حرکت کو سمجھ لیتا ہے اُسی طرح سے کفہ اپنے دشمن کا مقصد سمجھ گیا اور اُس پر ایسا بھرپور وار کیا جس میں پوری قوت کو اتنا داخل نہ تھا جتنا کہ فنِ جنگ کے کمال کو تھا۔ اور اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرانڈلف کی بھاری تلوار اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کے ہوا میں ناجیتی ہوئی چھن سے دور جا گری۔

ساتھ ہی کنیتھ نے اپنی تنوار کو نوک کی طرف سے پکڑ کے اس زور سے اُس کا قبضہ انڈلٹ کے سر پر مارا کہ بہادر اور خونخوار وحشی حریف تیورایا اور یہوش ہو کے گھوڑے کے پیچھے جا رہا۔

کنیتھ نے لڑائی کو یوں ختم کر کے اپنے جوش کو دل میں دبایا اور تینات کے لیے یوں کہا: "میں اس کی جان لینا نہیں چاہتا۔ جو ذلت اس شکست سے اسے نصیب ہوئی ہے یہ اُس گستاخی کی کافی سزا ہے جو لیڈی اوی لینا کے ساتھ کی گئی تھی۔"

لیکن یہ جملہ ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ ایتھم اور اُس کے دو سرے رفقہا جو سرانڈلٹ کے اچانک گرنے سے گھبرائے تھے گھوڑے سے بڑھاکے آگے آئے اور کنیتھ کو گھیر لیا۔

کنیتھ: "یہ بھی سہی! تم لوگ دغا بازی سے پیش آؤ گے! اچھا تو اب زندگی و موت کا معاملہ ہے۔"

یہ کہتے ہی اُس نے اپنی تلوار علم کی دھڑ ایک ہی وار میں ایک سوار کو گھوڑے سے گرا کے دوسرے کا داہنا ہاتھ بیکار کر دیا۔ اور گھوڑے کو ایڑتہ کے چاہتا تھا کہ لڑ بڑ کے ان لوگوں کے ترغیب سے نکل جاؤں مگر ایتھم سامنے آگیا جو اس وقت مارے غصے کے آگ بگولا ہو رہا تھا۔ اور آنکھوں سے چنگاریاں برس رہی تھیں۔

ایتھم: "جلد باز نہ ہو جوان۔ یہ صیبت خود تو نے اپنے اوپر لی۔" یہ کہتے ہی اپنی بھاری تلوار سے ایک بھر پور وار کیا جسے کنیتھ نے اپنی تلوار پر لیا۔ اور ساتھ ہی موقع پا کے اپنی تلوار ایتھم کے داہنے بازو میں بھونک دی اس ضرب کے صدمے سے ایتھم کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی اور ساتھ ہی اُس کے منہ سے ایک خوفناک چیخ کی آواز نکلی۔

وہ دونوں جا سوس جو کنیتھ کے ہمراہ آئے تھے اب تک فقط تاشا کی طرح لڑائی کو دیکھتے رہے تھے۔ مار کو س انڈلٹ کے کہنے سے چاہے وہ کیسا ہی ذلیل کام کرنے پر آمادہ ہو گئے ہوں مگر پھر بھی سپاہی ہی تھے۔ دل

میں کچھ نہ کچھ جرات ضرور رکھتے تھے۔ کفتم کی ولیری و شجاعت دیکھ کے نہ رہا گیا۔ اُسے اُن ہائی لینڈ کے سواروں کے نرغے میں دیکھ کے دونوں بے اختیار بڑھے۔ اور اپنے حریفوں کے دو سواروں کو جو سامنے آئے مار کے گرادیے۔ اب لڑائی کی یہ حالت تھی کہ ایک طرف تو تین بہادر تھے اور دوسری جانب بہت سے سوار۔ وہ دونوں جاسوس پھوڑی ہی دیر میں مار ڈالے گئے۔ مگر کفتم کی یہ حالت نظر آتی تھی کہ گویا خدا نے اُسے ایک غیر معمولی معجزہ نما زندگی عطا کر دی ہے۔ آخر کار اس کوشش میں اُسے کامیابی ہو گئی کہ اُن سواروں کے نرغے میں سے نکل کے ایک طرف بھاگا۔ اور کڑی کمان کے تیر کی طرح ہوا کے پردوں سے اُڑا ہوا جنگل میں نکل گیا۔

رائڈ اور چند سواروں نے تعاقب میں گھوڑے بڑھائے مگر ایتھم نے چلا کر کہا: "نہیں تعاقب نہ کرو۔ یہ ایک بہادر فوجی ہے اور یہ کہنے کو نہ ہو کہ میک آپلین کے بارہ سواروں نے ایک شخص کو گھیر کے اور گید کے مار ڈالا۔ علاوہ برین اس نے جو کچھ کیا یہ معمولی بات نہیں ہے۔ مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس لڑکے کے بازو میں کوئی مافوق العادت قوت پیدا کر دی ہے۔"

سم ایتھم کہتے ہی گھوڑے سے اتر کے کوشش کرنے لگا کہ اپنے بڑے بھائی کو اُٹھائے اور ہوش میں لائے۔ لیکن ہم اُسے اسی حال میں چھوڑ کے کفتم کے ساتھ چلتے ہیں جو ایسی مردانگی کے ساتھ میدان سے نکل کے بھاگا۔ گذشتہ واقعات کے اثر سے اُس کا دماغ سنسنار ہوا تھا۔ اصل یہ ہے کہ اُس گھوڑا بھڑک کے اور اس قدر آپے سے باہر ہو کے بھاگا تھا جس کا بیان نہیں کیا جاسکتا اور دو چار لمحوں کے بعد جب کفتم کو اطمینان ہوا کہ میرے تعاقب میں کوئی نہیں ہے تو گھوڑے کی باگ کھینچ کھینچ کے روکتے لگا۔ مگر زور نہ چلا گھوڑا اُسی طرح دیوانگی کے عالم میں بھاگتا چلا جاتا تھا۔ بڑی خیریت ہو گئی کہ رستہ پر جا رہا تھا لیکن جنگل میں گھس پڑا تو درختوں کے بڑے بڑے ٹنوں اور ٹیرے سیدھے تنوں سے ٹکر ٹکر اٹھنے لگا۔ کفتم کا خاتمہ ہو جاتا۔ لڑائی میں اُس کے

کپڑے سے چھوٹے تھے۔ مرنیر کوئی چھٹ کھائے دشمنوں کے ترغ سے نکل آیا تھا۔ اس حالت میں بھی جب وہ گھوڑے کی پیٹھ پر تھا اور گھوڑا اس طرح بگڑ بھاگ رہا تھا دل میں خیال آیا کہ اس آفت سے میرا بال بچ کے نکل آنا ایک مافوق العادت اور عقل سے باہر چیز ہے۔
چند منٹ میں گھوڑے کی رفتار کم ہوئی اور اب وہ کھنکھ کے اختیاب میں تھا۔ چنانچہ روکتے روکتے اُس نے ٹھہر لیا تاکہ تھوڑی دیر کے لیے آرام لے اور گھوڑے کو بھی جس کے منہ میں کھنکھ آگیا تھا اور سانس بھول گئی تھی سستانے کا موقع دے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب چلنے کا ارادہ کیا اور گھوڑی کا منہ جنوب یعنی انگلستان کی طرف پھیرا تو گھوڑے نے اُدھر جانے سے انکار کیا۔ اور ہزار چمکارا اور پھیرا مگر اُدھر ایک قدم بھی نہ بڑھایا۔ خدا جانے اس میں کیا راز تھا جسے گھوڑا محسوس کر رہا تھا۔ اور خود اُس کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ لگاؤ سے اشارہ کیا۔ ایڑ بتائی۔ گریہ پھینکی۔ مارا۔ لاکھ جتن کیے گھوڑا ایک نہ سنتا تھا لیکن قلعہ النذیل کی طرف چلیے تو فوراً چلنے لگتا۔ مجبوراً کھنکھ نے اُسی پر چھوڑ دیا اور وہ چلتے چلتے ایک کھلے میدان میں جو جنگل کے بیچ بیچ میں صاف کر کے بنا یا گیا تھا ہوتے کے ٹھہر گیا۔ اہتاب کی نکھری صاف روشنی میں کھنکھ نے دیکھا کہ درمیان میں کوئی چیز قائم ہے۔ جب کھنکھ نے اُسے پچا نا تو سخت تعجب معلوم ہوا۔ کیونکہ گھوڑا خود بخود اُسے اُس سنگ مرمر کی یادگار کے پاس لے آیا جہاں ماہر کو س النذیل اور اُن کی بیوی نہایت سیرجی کے ساتھ قتل کی گئی تھیں۔

یہ بات ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ اس رات کے واقعات کو کھنکھ نے کبھی مافوق العادت قوت کے تابع خیال کر لیا تھا۔ اس لیے اس جگہ پہنچے کو بھی اُس نے محض اتفاقی امر نہیں جانا۔ گھوڑے سے کو داجو اس کشادہ میدان میں قدم رکھنے سے پہلے ہی درخون کی چھان میں ٹھہر گیا تھا۔ اور اُس یادگار لاٹ کے پاس کھنکھ ٹپک سے اپنے تمام خیالات کو ایک دعا کی شان سے ان الفاظ میں ادا کرنے لگا۔
”اے خدا! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی جان بوجھ کے کوئی فعل تیرے حکم اور تیری مرضی کے خلاف نہیں کیا ہے۔ میرے دل میں کوئی بھی آواز

میرا ہی ہے کہ اسے خداوند کریم! تعیری قدرت خصوصیت کے ساتھ میری
 قسمت کا ساتھ دے رہی ہے۔ جو خلافِ فطرت واقعات مجھے پیش آئے ہیں
 وہ بتا رہے ہیں کہ اتفاقی باتوں کے علاوہ اصل میں کوئی غیر معمولی باطنی قوت
 مخفی طور پر میری رہبری کر رہی ہے۔ بے شک میں نے عجیب عجیب ٹیکسٹ لکھی
 ہیں۔ جو جو واقعات مجھے پیش آئے ہیں۔ جو شکون۔ حوشانیان اور پشین
 گوئیان ہو چکی ہیں وہ سب معمولی باتیں نہ تھیں جس رات کو قصر سے نکل کے
 میں اس یادگار کے پاس اُس مصیبت زدہ نامعلوم شخص کے ہمراہ آیا ہوں
 وہ محض خواب نہ تھا بلکہ میں نے خاص اُس کی زبان سے ایسے الفاظ سنے جو
 مجھے معلوم ہوا تھا کہ وہ اپنے آپ کو گالیان دیتا اور اپنے اگلے گناہوں
 سے توبہ کرتا ہے۔ پھر اُس رات کو جب سارے قصر میں وہ تیز روشنی پیدا
 ہو گئی تھی۔ جس نے تمام دروازے اور کھیتوں کے بند دیے تھے اُس کی نسبت بھی
 میں نہیں کہہ سکتا کہ محض خواب و خیال تھا۔ ابھی کا واقعہ ہے کہ اکیلا میں
 ہالی لینڈ کے دو بڑے نامی پہرہ داروں پر غالب آ گیا اور دس بارہ سپاہیوں کے
 زخموں سے زبردستی اپنا راستہ نکال کے بچ آیا۔ ان میں سے کوئی بات بھی
 کسی کی سمجھ میں آنے کے قابل نہیں ہے۔ یہ بھی کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا
 کہ گھوڑا اس قدر صندی ہو گیا کہ لاکھ کوشش کی اذھر کے سوا اور کسی طرف
 نہ گیا اور سیدھا بیان لے آیا۔ یا پاک پروردگار! میں جانتا ہوں کہ کوئی
 غیر انسانی قوت یہ سب کام کر رہی ہے۔ مگر آہ! کاش میری قسمت اس مصیبت
 تباہی اور بزمانی سے مجھے بچا لیتی! مگر خیر کیا مضائقہ ہے؟ میری مرضی کچھ نہیں
 جو تیری مرضی ہو وہی میں بھی چاہتا ہوں! اور اپنے آپ کو تیرے ہی رحم و احسان
 پر چھوڑ دیتا ہوں!

یہ الفاظ کہنے نے بہ آواز بلند کہے اس حال میں کہ دونوں ہاتھ سینے پر
 تھے۔ آنکھیں اوپر اٹھی ہوئی تھیں۔ اور اُس یادگار کے سامنے ٹھکا ہوا کھڑا تھا۔
 بیان اُس کے دل کو ایک قسم کا طینتان محسوس ہوا۔ معلوم ہوا کہ جیسے میری
 دعا قبول ہو گئی۔ اور انسان کے ہاتھ سے مجھے چاہے کیسا ہی نقصان پہنچ

جائے مگر وہ خدا سے عزا وجل جواؤ پر ہے اُس نے مجھے نہیں چھوڑا ہے۔ اگرچہ کسی طرح سمجھ میں نہ آتا تھا کہ میری قسمت کیسے پٹا کھا۔ بے گئی۔ یہ بگڑی ہوئی تقدیر کیونکر بنے گی۔ اور یہ یاس و ناامیدی کس طرح دور ہوگی۔ گردل کو یقین دلاتی تھا کہ جو کچھ ہوگا میرے حق میں مفید ہی ہوگا۔

دعا ختم کرنے کے بعد بھی چند منٹ تک وہ خاموش اور اُسی طرح آگے جھکا ہوا کھڑا رہا۔ دل میں امید کی جھلک پیدا ہونا شروع ہوئی تھی کہ اُسے محسوس ہوا میرے گرد ایک روشنی نمودار ہوئی جو چاندنی کی طرح کی نہیں بلکہ کسی اور قسم کی ہے۔ بغیر اس کے کہ اُس روشنی سے دل پر دہشت کا کچھ اثر ہو۔ اُسے غور سے دیکھتا رہا۔ دفعۃً اُس روشنی کے بیچ میں سے دو انسانی شکلیں پیدا ہو گئیں۔ اور معلوم ہوا تھا کہ گویا یہ شکلیں نہایت تاریک کمرے میں سے محل کے آئی ہیں۔ پہلے تو وہ محض سایہ کی سی مٹی مٹی تھیں۔ لیکن رفتہ رفتہ ابھرتی گئیں بیان تک کہ صاف نظر آنے لگا کہ دونوں میں سے ایک سیاہی ہے جو جنگی لباس پہنے ہے۔ اور دوسری ایک عورت ہے جو سفید راق کمر و نرین پہنے۔ گفتگو نے یہ پہلا موقع ہے کہ ان شکلوں کو دیکھا۔ مگر چونکہ سن چکا تھا اس لیے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ مرحوم مارکوس النطیل اور ان کی بیوی کی روحیں ہیں۔ سیاہی کا چہرہ تیرہ دین چھپا تھا۔ اور عورت کا منہ زیر نقاب تھا۔ لیکن اُن کے کھڑے ہونے کی وضع سے گفتگو کو معلوم ہو گیا کہ دونوں اُسی کی طرف بغور دیکھ رہے ہیں۔

اب نہایت ہی آہستگی سے اُن دونوں شکلوں نے ایک ساتھ ہاتھ اٹھا کے گفتگو کا اشارہ کیا کہ اٹھ اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گھوڑا قریب ہی تھا گفتگو بلا تاہل سوار ہو گیا۔ اور وہ دونوں شکلیں رہبرین کے اُسے ایک طرف گھنے جنگل میں لے چلیں۔

اب دونوں بڑی تیزی سے جا رہی تھیں۔ اُن کے پاؤں کی جاپ نہیں سنائی دیتی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے زمین پر پھسلتی چلی جاتی ہیں۔ گفتگو بھی گھوڑے پر سوار اُن سے دس بارہ قدم پیچھے جا رہا تھا چنانچہ دونوں

میں اُسے معلوم ہوا کہ دونوں شکلیں قصر انڈیل کی طرف جارہی ہیں بھاری
نوجوان بہادر کو اس پر کوئی تعجب نہیں ہوا بلکہ وہ بھی بڑی خوشی سے قصر
کی جانب واپس چلا جاتا تھا۔ اور اپنے تمام جذبات محسوسات اور خیالات
کو اطمینان اور بھروسے کے ساتھ ان روحانی پیکروں اور اس غیر ارغی
قوت و اثر کے تابع کر دیتا تھا۔

اب جنگل سے نکل کے وہ نکلیں بجائے اس کے کہ قصر کے بڑے پھاٹک کا
راستہ اختیار کریں۔ ایک طرف مڑیں اور چٹانوں پہاڑیوں اور نالوں
میں ہوتی ہوئی قصر کے ایک بازو پر نکلیں اور کھتے بھی اُن کے ساتھ اُس چکر کے
راستہ کو دم بھر میں سڑ کے خاص قصر کے پھوڑے نالے پر پہنچا۔ اور
دھیر دھیر چین مانے کے کنارے کنارے گزر کے اُس کو اُسی چور دروازے
پر لے گئیں جہاں سے ابھی دو گھنٹے ہوئے وہ نکل کے آیا تھا۔

لیکن بیان پہنچتے ہی کھتے نے بڑے تعجب سے دیکھا کہ وہ چھوٹا
چور دروازہ بالکل کھلا ہوا ہے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی نے ٹھون
کو پائیزوں پر سے اُمار کے نیچے ڈھکیل دیا ہے۔ وہ یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ
اُن روحانی شکلوں نے اُسے گھوڑے سے اترنے کا اشارہ کیا۔ اب اُن
شکلوں نے اشارہ کیا کہ ہمارے آگے گھٹنے ٹیک کے کھڑے ہو جاؤ۔ اس
حکم کو بھی وہ بجالایا۔ اور دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کے اور ٹھیک کے کھڑا
ہو گیا۔ اس وقت اُس کے دل میں یہ بات محسوس ہو رہی تھی کہ جیسے میں اپنے
ان باپ یا اسی قسم کے واجب الاحترام بزرگوں کے آگے کھڑا ہوں۔ اتنے میں
اُس مسلح سپاہی نے اپنے خود کا اگلا حصہ اوپر اٹھایا۔ اور اُس عورت نے
آہستہ سے اپنے نقاب کو اُٹھا۔ دونوں حسین چہروں میں اگرچہ مردوں کی طرح
کیمین خون کی جھینٹ نہ تھی مگر پھر بھی اُس وقت دونوں پر ایک نور تھا۔ اور
ایک سکراہٹ کے ساتھ ہمارے نوجوان کے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔ اب
اُس سپاہی نے اپنے دونوں ہاتھ جن پر فولادی دستاں چڑھے تھے اور
عورت نے اپنی موم کی سی گوری انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائیں تو اس

لاوارث لڑکے کنفہ کے حق میں دعا کی کہ خدا اسے اپنے آغوش رحمت میں لے لے
اُن کی اس شفقت کا کنفہ کے دل پر بے انتہا اثر ہوا جس کی سرت اُس
دل کے اندر تک پہنچ گئی۔

اب اُن روحوانی شکلوں نے ہاتھ سے قلعے کے چور دروازے کی طرف
اشارہ کیا جو کھلا پڑا تھا۔ اور اُسی طرف ہاتھ اٹھائے ہی اُٹھائے دونوں شکیلین
غائب ہونا شروع ہو گئیں۔
لیکن جب تک کہ وہ کچھ بھی نظر آتی تھیں کنفہ انھیں کی طرف دیکھتا

رہا ؟

ادھر یہ شکیلین غائب ہوئیں اور اُدھر قصر کے اندر سے یکایک اسلحہ
کی جھنکار اور بہت سے لوگوں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں۔ کنفہ اب تک
اُسی طرح گھٹنے ٹیکے کھڑا تھا۔ یہ آوازیں سنتے ہی اُٹھا۔ اور میان سے تلوار کھینچ لی
اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ اندلطف میک آلیین اُس چور دروازے کے اندر سے
نکلا اور کسی عورت کو جو بالکل بیوش ہے گود میں لیے ہے۔

کنفہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ وہ عورت اور کوئی نہیں اُس کی دلربا نازنین
اوی لینا ہے۔

پچیسواں باب

چور دروازہ اور بستر مرض

سراندلطف میک آلیین نے جیسے ہی کنفہ کی دُلی کشیدہ قامت
شکل دیکھی پہچان لی۔ اور تعجب اور غصے کے جوش سے بیتاب ہو گیا۔ اُس کے بائیں
طرف چونکہ اوی لینا کی بیجان صورت تھی اس لیے بائیں ہاتھ سے تو اُسے سنبھالے
تھا۔ مگر فوراً اپنے ہاتھ سے اپنی بھاری تلوار بلند کی اور پورے زور کے
ساتھ کنفہ پر وار کر کے بولا "یہ نہیں ہو سکتا کہ آج رات کہ دو دفعہ تو میرے
کام میں خلل ڈالے"

کنتھ نے اُس کا وار اپنی تلوار پر لیا اور قبل اُس کے کہ سرانڈ لٹ
 نہیں اٹھ سکے اپنی تلوار اُٹھائے اور دوسرا وار کرے کنتھ کی خارا سنگاں تلوار
 اس زور سے اُس پر پڑی کہ زرہ کو کاٹتی ہوئی داہنے کھانے پر آئی اور کئی کلک
 لگنے لگی۔ اتنے میں سرانڈ لٹ۔ رانڈ۔ اور میک آپلین کے دوسرے
 سپاہی چور دروازے سے نکلے اور چونکا گوار منظر بہانہ نظر آیا اُسے دیکھ کے
 دونوں حریفوں کے بیچ میں آگئے اور کنتھ پر زرعہ کر دیا۔ سچ یہ ہو کہ آج
 رات کو جو ان کنتھ میں خدا نے کوئی خیر معمولی قوت پیدا کر دی تھی۔ ایک
 اونچی دیوار جو چٹان کو کاٹ کے بنائی گئی تھی اپنے پیچھے کی اور حملہ آوروں
 کے وار روکنے لگا۔ اور وار روکنے روکتے جیسے ہی اُسے وار کا موقع
 ملا تو ایک ہی تلوار میں رانڈ اُس کے قدموں پر اٹھا۔ اُس کے بعد
 ایک دوسرا میک آپلین سپاہی زخمی ہو کر گر پڑا۔ لیکن ایک
 تیسرا بھی زمین پر پڑا۔ اب فقط سرانڈ لٹ باقی تھا جو بائیں ہاتھ سے
 لٹ رہا تھا۔ کیونکہ اُس کے داہنے ہاتھ کو اس سے پہلے کی لڑائی میں کنتھ کی
 تلوار نے بیکار کر دیا تھا۔ چند ہی منٹ کے رو تو بدل میں چارہ انوجان اُس
 پر بھی غالب آگیا۔ اب کنتھ اُس مقام پر پہونچا جہاں سرانڈ لٹ زمین پر
 بیہوش پڑا تھا۔ چہرہ زرد تھا۔ جسم سے خون کے فوارے جاری تھے مگر اس
 حال میں بھی اوی لینا کو پوری قوت سے پکڑے تھا کنتھ نے اپنی مہجین تار میں
 رانڈ لٹ کے ہاتھ سے ٹھہرا یا۔ ناگمان اوی لینا کو ہوش آگیا۔ بے ساختہ
 ایک چیخ کی آواز نکلی۔ اور ساتھ ہی تمام واقعات رانڈ لٹ کا اُس کے کمرے
 میں گھس آئے۔ اور زبردستی اٹھالانا سب یاد آگیا۔ لیکن جب اُس نے کنتھ
 کی صورت دیکھی اور اُسے پہچانا تو جو ناقابل بیان خوشی۔ اور غیر محدود مسرت
 اُس کے دل میں پیدا ہوئی اُس کے اظہار کے لیے ہمارے پاس کافی الفاظ نہیں
 ہیں۔

مگر اس کا موقع کہاں کہ کنتھ یا اوی لینا ایک دوسرے کو دیکھ کے
 کوئی لفظ نہ بان سے نکالیں۔ کیونکہ ایک لمحہ بھی نہیں گزرنے پایا ہو گا کہ دو جاعین

اُسی چور دروازے سے لڑتی ہوئی نکلیں۔ ایک جانب میکا لپین کے
باقی ماندہ ہمراہی تھے۔ اور دوسری جانب قصر کے چند ملازم گر جیسے ہی
دونوں جماعتیں باہر نکلیں۔ یہاں کے واقعات دیکھ کے انہیں اس قدر حیرت
ہوئی کہ دونوں کے ہاتھ لڑائی سے رُک گئے۔ اور سب اس حیرت انگیز اور
دکھناکے دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔

اس تنگ راستے میں ایک طرف چٹان پر سرائٹس سر سے پاؤں تک
خون میں نہایا ہوا اور بظاہر مردہ پڑا تھا۔ دوسری جگہ اسی سخت تکلیف و
جانکشی کی حالت میں ایک چٹان پر سہارا دیے بیٹھا تھا۔ اور سر آگے جھکا ہوا تھا۔
اُن دونوں کے پاس ہی تین سپاہی لمبے لمبے زمین پر پڑے تھے اور انہیں
کے بیچ میں گنتھ کھڑا تھا۔ اُس کے بائیں پہلو پر بری جال اومی لینا تھی جو اُس کے
بازو پر سہارا دیے کھڑی تھی۔ جلدی میں جو کپڑے پہن سکی اُس نے پہن
لیے تھے۔ چہرے پر مردنی جھائی ہوئی تھی۔ لمبے لمبے سنہرے بال جو اُبھکے ہوئے
تھے شانوں اور پیٹھ پر ڈور تک بکھرے ہوئے تھے۔ گھنی زلفوں پر چاندنی ٹیج
ہمارے چمک رہی تھی۔ اور سفید کپڑے جو نہایت ہی بے ترتیبی سے جسم میں
پلٹے ہوئے تھے اُن سے بالکل یہ معلوم ہوتا کہ وہ انسان نہیں کسی یونانی
دیوی کی صورت ہے۔ اور واقعی اس وقت وہ انسان نہیں آسمانی جو کہ
معلوم ہوتی تھی جو انسانوں کے اس بایک جھگڑے اور فساد کے فرو کرنے
کے لیے آسمان سے اُتر آئی ہو۔ اُس کے برابر فوجان گنتھ اس آن بان سے
کھڑا تھا۔ کہ داہنے ہاتھ میں خون آلود تلوار تھی۔ بائیں ہاتھ سے جو روش و
بری جال اومی لینا کو سنبھالے ہوئے تھا۔ چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔
آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اُس کے ہتھکے چھوٹے ہوئے تھے۔ اور
گوکہ چہرے سے بچپن کا بھولا پن نمایاں تھا۔ مگر پھر بھی اُس کسں بہادر کے شکل
و شمائل سے بلا کا رعب و دبدبہ اور جلال و جبروت ظاہر ہوتا تھا۔

دونوں شخص جماعتوں نے چور دروازے سے نکل کے یہ سفر
تورہ مابھول نکلیں۔ مگر ایک لمحہ ہی کے لیے کیونکہ جیسے میکا لپین کے

سپاہیوں نے یہ حالت دیکھی کہ ایک طرف سر اٹھ لٹ خون میں لقمہ پڑا ہے۔
دوسری طرف سر اٹھ زخموں سے مجھڑا اور بیکار پڑا ہے تو فوراً انتقام
پر آمادہ ہو گئے۔ اور غصے میں بھرے ٹھوکے بھیڑیوں کی طرح کھنکھ پر ٹوٹ
پڑے۔

یہ دیکھتے ہی اووی لینا کے منہ سے چیخ کی ایک نہایت ہی وحشت انگ
اور بھانک آواز نکلی کھنکھ نے فوراً اسکی بنی کمر چھوڑ دی اور یہ کہہ کہہ خدا
کے لیے میرے پیچھے خاموش کھڑی رہو۔ خود اُس کے آگے آگیا اور سب
حملہ آواروں سے مقابلہ کرنے لگا۔ تمام باتیں ایک چشم زدن میں ہو گئیں اور
اُس کے بعد ہی سات آٹھ تلواریں ایک ساتھ کھنکھ کی تلوار پر پڑیں۔ مگر افسوس۔
اب کی قسمت نے کھنکھ کا ساتھ نہ دیا کیونکہ کایک اٹھ تلوار بچنے کے پاس سے
ٹوٹی۔ اور جھن سے الگ جا پڑی۔ اور اُس کے ایک لمحہ بعد دیکھا تو اووی لینا کے
قدموں پر وہ بیہوش پڑا ہوا تھا۔

اس کے بعد جب اُسے ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک بچھوٹے پر لٹا ہوا
اور دن کا وقت ہے۔ کیونکہ کھڑکی سے دھوپ نظر آ رہی ہے۔
بچھوٹے اور چادر کو دیکھا تو اپنے ہی سے معلوم ہوئے۔ اور کمرہ بھی
ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کبھی میں اسے دیکھ چکا ہوں۔ لیکن دماغ اب تک جھک گیا
تھا۔ خیالات پریشان تھے۔ کوئی بات دماغ میں گھرتی نہ تھی۔ اور نہ کوئی بات اچھی طرح
سمجھ میں آتی تھی۔ گھڑ کے آنکھیں بند کر لیں اور سوچنے لگا۔ اس فکر میں وہ تمام واقعات
جن کو ہم بیان پہلے ہیں ایک ایک کر کے یاد آتے گئے۔ اور اُس نے پھر آنکھیں کھول
دیں۔ اب سمجھا اور پہچاناکہ میں قصر اللہ تل میں خاص اسپتال کے میں ہوں۔ کایک
کانون میں کپڑوں کے سرسرا نے کی آواز آئی نظر اٹھا کے دیکھا تو اس سولہ بچھوٹے
کے پاس کھڑی تھی۔

اُس کی صورت دیکھتے ہی چہرے سے خوشی کی جھلک نمایاں ہوئی۔ اور
اُس سولہ بچھوٹے کے اس نے مجھے پہچان لیا ہے۔ مسکراتی ہوئی آتش دان کے قریب آئی

اور خوشی کے لمحے میں کہا: ”اچھا مار مور۔ دیکھو لڑکا جاگا۔ ہاں خوبصورت نوجوان جاگ رہا ہے۔ اور اب اسے ہوش بھی آ گیا۔“

فرشتہ صورت بوڑھے قوال نے جواب دیا: ”نیک بخت عورت۔ مگر اتنی زور سے نہ بولو۔“ یہ کہتے ہی وہ آتش دان کے پاس سے اٹھا۔ کفّہ کے بستر کے قریب آیا اور مہربانی کی نگاہ سے اُس کی صورت دیکھنے لگا۔ پھر بولا: ”بے شک خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ اس نوجوان کی حالت اب خطرناک نہیں ہے۔ اور وہ سرسای کیفیت دور ہو گئی۔“

”ارسلو! واہ واہ! واہ! انھیں جیسا کمال قویٰ میں حاصل ہے ویسے ہی عارفِ طلب بھی معلوم ہوتے ہو۔“ کفّہ کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ اتفاق سے اس وقت تمہیان موجود تھے۔ ورنہ یہ اندیشہ ناک صدمہ جو اس کے دماغ کو پہنچ گیا ہے۔

”مار مور۔“ بڑی خیریت ہوئی کہ اُلٹی تلوار پڑی تھی کیسین سیدھی پڑ جاتی تو دو ٹکڑے ہو جاتے۔“

کفّہ: ”لیڈی اومی لینا خیریت سے ہیں؟“
مگر یہ الفاظ اگر اس قدر آہستہ سے اور ناتواابی کے ساتھ کہے گئے ہوتے۔
تھے۔ ساتھ ہی چہرے سے تردد بھی نمایاں تھا جو تباہ تھا کہ اس سوال کے جواب کے لیے وہ کس درجہ بے قرار ہے۔

ارسلو! نے کفّہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور شفقت مادی کے وسیلے لمحے میں کہا: ”ہاں میرے پیاری بچی لیڈی اومی لینا! بال بال بچ گئی۔ جس کے لیے وہ بس تمھاری ہی فکر گزار رہے۔ اور تمھارے سوا کسی کی نہیں۔ تمھاری ہی قوت بازو نے اُس کی جان بچائی۔ اس بات کو وہ بخوبی جانتی ہے۔ اور ایک ایک سے بیان کرتی ہے۔ اُس نے شکر گزاری کے طور سے ذوق و شوق کے ساتھ ہر ملنے والے کے سامنے دو ہیرا یا کمر باندھنے کی گرفت سے اُسکو تھمیں نے چھڑایا۔ اور تمھاری بہادری نے اُسے بے شمار لوگوں کے حملہ سے بچا لیا جو اپنے سرداروں کا انتقام لینے کے لیے ہم

پر ایک ساتھ ٹوٹ پڑے تھے۔ تم تو اُس وقت چوٹ کھا کے گر پڑے تھے۔ مگر تمہاری عجیب و غریب بہادری دیکھ کے قصر کے پیرے والوں کو بھی ایسا جوش آگیا کہ اُنھوں نے میک الپین سپاہیوں کو بھگا ہی کے چھوڑا۔ مگر افسوس اتنی غلطی ہو گئی کہ وہ میک الپین والے اپنے دونوں زخمی سرداروں کو اٹھالے گئے۔ ضرورت تھی کہ وہ گھیر کے قید کر لیے جاتے اور آج صبح کو قلعہ الندیل کے اُدپر اُنھیں بھانسی دی جاتی۔“

مار مورؒ مگر مین نے تو یہ سنا ہو کہ جو چند لوگ جا کر شور و غل شُن کے جمع ہو گئے تھے کہ حملہ کرنے والوں کو روک لیں اُنھوں نے یہی بڑا کام کیا کہ لڑی اوی لینا کو صحیح و سالم اُٹھالائے اور میان کنتھ کو بچا لیا۔ ورنہ اندیشہ تھا کہ نزعہ کر کے ان دونوں کو وہ نقصان پہنچا دیں۔ میرے نزدیک تو اُنھوں نے یہی بہت بڑا کام کیا اور میک الپین والوں کا واپس جانا بھی بھانسی نہ تھا۔ فوجی اصول سے تو وہ ایک باضابطہ واپسی تھی۔ لو دیکھو ہمارا کمزور بیمار بھی نہایت جوش و حیرت سے ہماری باتیں سُن رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ دماغ پر ان فکر وں کا بار پڑنے سے اسے نقصان پہنچ جائے۔“

اُس سولائے نہیں۔ اچھے مار مور۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ مجھے تو ڈر ہے کہ ہنگامہ کی کوئی بات اس سے چھپائی گئی تو اُس کے دھڑکے مین یہ زیادہ پریشان ہو گا۔ اور بتانے سے نہ بتلانا زیادہ نقصان کرے گا۔“

اور کنتھ کے تصور دیکھ کے خود بوڑھے قوال کو بھی اطمینان ہو گیا کہ اُس سولائے ٹھیک کہتی ہے۔ اب مار مور نے کنتھ سے کہا: ”تو جوان صاحبہ! کوئی بات مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھ لو۔“

کنتھؒ اس واقعہ کی خبر ازل کلن گائل کو بھی ہو گئی۔“

مار مورؒ اُنھیں کیسے خبر پہنچی؟ خود لیدی اوی لینا نے تمہاری شہزادی کے کارنامے بیان کرنے میں کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی۔ اور حقیقت میں تم سے ایسی بہادری ظاہر ہوئی کہ کسی مبالغے یا کٹانی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس سے

بڑھ کے کیا ہو گا؟

یہ الفاظ سنتے ہی کفعم کے سر پر سے ایک ناقابل بیان مسرت نمایاں ہوئی۔ مگر انوس اس کے بعد ہی اُس کے دل میں ایسے سخت اذیت رسان خیالات پیدا ہو گئے کہ دفعۃً سینے میں ایک آگ سی بھڑک اٹھی اور معلوم ہوا کہ اُس کا سارا پٹا ٹھنک رہا ہے۔ اور اُس کی لپک سے دل دو ماغ تاؤ کھائے جاتے ہیں۔

بہت دیر تک وہ اسی تکلیف دہ حالت میں خاموش پڑا رہا۔ اور دیر کے بعد جب اُس حالت کو ذرا سکون ہوا تو پوچھا: آخر یہ ہنگامہ کیوں ہوا؟ اور اس کی ابتدا کیونکر ہوئی؟

مار مور: اس کو تو ارسولا زیادہ خوبی سے بیان کرین گی۔ مجھے جو کچھ معلوم ہوا یہ ہے کہ میک آلیین والے بڑی مکاری و جالاکئی سے قصر میں گھس گئے اور بیرونی فصیل کے پھانک پر جو پرے والے تھے اُن پر یکٹ کیا حملہ کر کے اُن سے ہتھیار چھین لیے۔ اُنھیں ہاتھ پاؤں باندھ کے ڈال دیا۔ ساتھ ہی اُن کے مومنوں میں کپڑا ٹھونس دیا۔ آہ۔ بڑی جالاکئی کی؟ کاش کسی نیک کام میں ایسی کوشش کرنے تو کیسا اچھا ہوتا؟ اس کے بعد اُنھوں نے یہ کیا کہ جس طرح فصیل کی دیوار کا چور دروازہ کھولا تھا بیرونی عمارت کا دروازہ بھی کھول لیا۔ اور ایک پرے والے کو قتل کی اس قدر دھمکی دی کہ اُس نے چپکے سے لیڈی اومی لینا کا کمرہ بتا دیا۔ اب اس کے آگے ارسولا خوب بیان کرین گی۔

ارسولا: اے! میں تو ہزار سال بھی حیون تو رات کا سانحہ نہ بھولوں گی۔ اے میں اُسی کمرے میں پڑی سو رہی تھی جو میری بچی لیڈی اومی لینا کے کمرے کے برابر ہے اور اُس میں سے بھی اومی لینا کے کمرے میں جانے کا راستہ ہے۔ ہے ہے! جب رات کے سنائے اور اُس وقت کی اندھیری میں بہت سی کرخت آوازیں اور پاؤں کی چاپیں کمرے کے اندر سے میں نے سنی ہیں تو کیا کون کہ کیسی ڈری؟ اور میری کیا حالت

ہوئی، مگر نہ رہا گیا۔ گھبرائے اُمّی اور اپنی بچی کے کمرے میں آئی وہاں چراغ روشن تھا رہا ہے اب جب یہ دیکھا کہ دونوں خود بخود بجائی میری بچی کے بچھونے کے پاس کھڑے ہیں تو پاؤں کے تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ اوی لینا کے دل کو تسلی دے رہے تھے۔ اور خوشامد کرتے تھے کہ دُروہین۔ اور خود ہی اپنی خوشی سے اُٹھ کے چارے ساتھ چلی چلی۔ اوی لینا کی یہ حالت تھی کہ غریب دُر کے مارے سہمی ہوئی تھی۔ اور جو اس ٹھکانے نہ تھے۔ اور اُن کے ہر دُن کو عجب وحشت کی بھیانک نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ اب میں نے بڑھ کے اُن سے رحم کے لیے التجا کی۔ خوشامد کی۔ اُمّی دُر ابا دھمکایا بھی مگر کوئی بات کارگر نہ ہوئی۔ تب میں چلا جلا کے رونے لگی۔ اُس وقت اُن کے ایک ساتھی نے جس کا نام شاید رائفلڈ تھا مجھے اس زور سے ایک گھونسا مارا کہ میں غش کھا کے زمین پر گر پڑی۔

کنٹھ (اپنی کمزور آواز میں) "اُس سولہ۔ تم اس کا فیس نہ کرو۔ اس نے کہ میں نے اُس سے تمہارا بدلہ لے لیا۔ اُسی رائفلڈ کو میں نے چور دُر سے نکلنے وقت مار ڈالا۔"

اُس سولہ نے میرے بچے اُس کی اس حرکت کی دنیا میں کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔ ایک عورت کو مارنے سے بڑی بزدلی کیا ہوگی؟ خیر تو میں اُسی کی چوٹ سے گری اور بیہوش ہو گئی۔ پھر جب ہوش آیا تو کیا دیکھتی ہوں کہ میری بچی کا پتہ نہیں۔ یہ دیکھ کے میں نے گلا بھاڑ بھاڑ کے چیخنا اور رونا بیٹنا شروع کیا جس سے سارے قلعے کے آدمی ہوشیار ہو گئے۔ اور چند سپاہی ہونو کروں کے بڑے کمرے میں پہرہ بدلوانے کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ اُٹھ کے اُن کے پیچھے دوڑے۔ اور چور دروازے کے باہر کا خوفناک ہنگامہ ختم نہیں ہوا تھا کہ مارکوس لٹل اور آرل گلن گال بھی جلدی جلدی ادھورے کپڑے پہن کے ہوتیج گئے۔ اور میں اُس وقت پہونچے جب قصر کے ملازموں نے میکا لینٹن کو

بجگا دیا۔ اور لیڈی اوی لینا کو اور تتھاری بے جان لاش کو اٹھا کے اندر لارہ ہے تھے۔ یہ کہہ کے اُس نے کنتھ پر پیارا اور محبت کی ایک نگاہ ڈالی۔ اور اُس کی طرف جھک کے بہت ہی آہستہ سے کہا: اور یہ تو شاید تم بے کئے جاسے ہو گئے کہ جب تک مار مور نے اس کا پورا اطمینان نہ دلایا کہ تم زندہ ہو اوی لینا کے دل کو عجب پریشانی اور اُکھیں رہی۔ یہ سُن کے ہمارے نوجوان مریض کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ اُکھیں روشن ہو گئیں۔ پوچھا: اور ازل نے کیا کہا؟

ارسلو لارہ صاحب نے نہایت زوردار الفاظ میں صاف صاف طور پر قطعی حکم دیا کہ تتھاری ابھی طرح خبر گیری کی جائے۔ مگر اُس کا اُچھین بڑا تعجب تھا کہ تم کو ٹھہری کی قید سے آدھی رات کو نکل کیسے آئے جو اُن کی پیاری بیٹی کو بد معاش میک آلیسن والون کے ہاتھ سے بچایا۔

مگر یہ الفاظ کہتے وقت ارسلو لانے ایک معنی خیز نگاہ کے ساتھ کنتھ

کو دیکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ میں جانتی ہوں۔

ارسلو لائی نظر نے کنتھ کو لیڈی اوی لینا کے خط کا مضمون یاد دلایا۔

آہ۔ وہی خط جو مارکوس النڈل نے لاکے دیا تھا۔ اب اُسے جو یہ یاد آیا کہ میری مشورۃ نے نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ مارکوس کے ساتھ شادی کرنے کا اقرار کر لیا ہے تو پھر پتہ مردہ ہو گیا۔ ارسلو لانے یہ جو دیکھا کہ مریض کے زرد چہرے پر تیرگی چھائی جاتی ہے تو گھرائی۔ ساتھ ہی اُس کا سبب بھی اس کے ذہن میں آ گیا۔ چاہتی تھی کہ اُسے کچھ اطمینان دلائے۔ مگر افسوس کیسے اور کس امید پر اطمینان دلاتی! لارہ و بلکم کے غائب ہو جانے کے واقعات سب اُسی طرح موجود تھے۔ اور کنتھ پر قاتل ہونے کا پورا پورا شبہ کیا جاسکتا تھا۔ اگرچہ اُس نے اوی لینا کو میک آلیسن والون سے بچالیا۔ مگر اس کا اُس واقعے پر کیا اثر ہو سکتا تھا؟

یہ خیالات ارسلو لانے کے دل میں تھے۔ اور نوجوان کنتھ کو افسوس دیاس کی محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ یکایک کیا دیکھتی ہے

کہ گفتہ کے چہرے سے وہ تیرگی دفعۂ زائل ہو گئی۔ اور ایک غیر معمولی
جوش و مسرت کے ساتھ اُس کا چہرہ پھر چمک اُٹھا۔

مارمور نے بھی اپنے مریض کے چہرے کے یہ تغیرات محسوس
کیے اور نہایت متانت کے ساتھ سر ہلا کے اُس سولہ کے کان میں کہا۔
وہ سرسامی کیفیت پھر عود کرتی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اب کی کسی خوشی
کے جوش کے ساتھ ہے۔

بورٹھے وال کو دھوکا ہوا۔ اُس وقت گفتہ کا چہرہ ایک اور روحانی
کی وجہ سے چمک اُٹھا جو گزشتہ شب کو پیش آیا تھا۔ یہ واقعہ اُن روحانی
شکلوں کا نظر آتا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اُنھیں میری متمسک علاقہ ہے۔ یہ
روحین عالم بالا کو چھوڑ کے دنیا میں اور زندہ آدمیوں کے سامنے
محض یونہی اور بے فائدہ نہیں آئیں یقیناً اُنھیں کسی ذمہ ثروت
نے کسی خاص کام کے لیے بھیجا ہو گا۔ اس کے بعد جب اُس نے خیال
کیا کہ وہ روحین میرے ساتھ کس طرح پیش آئیں۔ اور کس طرح مجھے
قصر النڈیل کی طرف واپس لائیں۔ اس کے ساتھ جب یاد آیا کہ اُنھوں نے
میرے لیے برکت کی دعا کی تھی تو عجیب و غریب امیدیں اور مسرتیں
آرزوئیں اُس کے دل میں پیدا ہو گئیں۔ پھر دفعۂ یہ بات یاد آ گئی کہ اُنھیں
روحانی شکلوں نے کمرس کی رات کو بھی دعوت کے موقع پر آ کے اشاروں
اشاروں میں پوری صفائی کے ساتھ برکت کی دعا کی تھی۔ اور گزشتہ بارہ
گھنٹہ کے اندر اُنھوں نے یہ کیا کہ عین اس موقع پر جب کہ اُسی اوکی لینا
کو جسے اُنھوں نے برکت کی دعا دی تھی بد معاش ڈاکو زبردستی کھٹے
لیے جاتے تھے مجھے زبردستی قصر کے پاس لاکے چوہ دروازے کے پاس
کھڑا کر دیا تاکہ اُسے اُن بد معاشوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں۔ اس معاملے میں
وہ جس قدر زیادہ غور کرتا تھا اُسی قدر زیادہ یقین ہوتا جاتا تھا کہ میری
متمت کو اصل گلن گال کی بیٹی سے کچھ نہ کچھ لگاؤ ضرور ہے۔

یہی خیالات تھے جن کی وجہ سے ہمارے نوجوان مریض کے

چہرے پر اب پھر مسرت و شاد کامی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ مگر اس بار سے میں وہ زبان پر ایک لفظ بھی نہ لایا۔ ساری باتیں دل ہی دل میں رہیں۔ اس لیے کہ یہ اُس کی زندگی کا ایک رات تھا۔ اسی پر اُس کی ساری امیدیں تھیں اور اسی پر اُس کی زندگی کا دار و مدار تھا۔

مگر لوٹھا تو دل میں یہ سمجھا کہ پھر اُس پر سرسامی کیفیت طاری ہوا چاہتی ہے۔ چنانچہ جھٹ پٹ اٹھا۔ جلدی جلدی دو تین اجزاء ملا کے دو تیار کی۔ اور اُسے زبردستی کھٹکے کے حلق میں اندھیل دیا۔ اس دوا کا فوراً اثر ہوا۔ اور کھٹکے پر اطمینان کے ساتھ ایک غنودگی سی طاری ہوئی اور تھوڑی ہی دیر میں وہ بالکل غافل سو گیا۔

سائیسوان باب

اب ہم پھر قلعہ میک آلیمن میں آتے ہیں۔ اور سلسلہ واقعات کو اُس وقت سے شروع کرتے ہیں جب کہ اُس پر اسرارِ عورت نے کمرے کی کھڑکی سے دونوں خوشخوار شکل و شمائل والے بھائیوں کو مع اُن کے ہمراہیوں کے قصرِ اندھیل کی ہم پر روانہ ہوتے دکھایا تھا۔

ہم بتا چکے ہیں کہ یہ عورت محض اس خیال سے قلعے میں ٹھہر گئی تھی کہ ممکن ہو تو اُس قیدی کا راز در یافت کر لے جو قلعہ کے تہ خانے میں بند ہو اور جس کی زنجیر دن کی چھینکار اُس کے کافون میں آتی تھی۔ یہ بھی وہ دیکھ چکی تھی کہ کچھ اُس شخص کے حوالے کیا گیا جس کا نام الیور تھا۔ اور اُسے کچھ تحفہ احکام دیے گئے۔ ان باتوں سے اُسے یقین ہو گیا کہ قلعہ کے تہ خانے میں کچھ قیدی ضرور ہیں۔ اور ارادہ کیا کہ جہاں تک ہو اس راز کو ضرور دریافت کرنا چاہیے۔

تیسرے پہر کو وہ اپنے کمرے میں ہر آنے جانے والے کے پاؤں کی

چاپ پر کان لگا لئے بیٹھی رہی۔ مگر اُس دروازے کے قریب کوئی نہ ٹھہرا جس میں سے تہ خانے کو راستہ گیا تھا۔

برادرانِ میک آلمین کھانا کھا کے جو قلعے سے چلے گئے یہ اُسے بہت غنیمت معلوم ہوا۔ اور اپنے کمرے سے نکل کے چلی کہ آیور کو تلاش کرے۔ اور اب اُس راز کا پتہ لگانے کی کوشش کرے۔ دوپہر کو جب وہ پھاہک پر آیور سے ملی تھی اُس وقت سمجھ گئی تھی کہ اُس کے کمزور دل پر میل رعب جا ہوا ہے۔ آیور کے یہ الفاظ کہ ”ہیان سے جاتے وقت ہمیں اپنی دعا اور مہربانی سے تھو لے لے گا“ اُس کے دل پر نقش تھے۔ اس لیے اُسے خیال تھا کہ بیان آیور ہی ایک ایسا شخص ہے جس کی ضعیف الاعتقادی و سادہ لوحی اسے سمجھ رہی ہو سکتی ہے۔

اپنے کمرے سے نکلنے ہی کو تھی کہ زینے پر کسی کے آنے کی آہٹ پائی۔ پھر معلوم ہوا کہ جیسے کوئی شخص آتے آتے رک گیا۔ اور بڑی بھاری کنجی بھڑے قفل میں ڈال کے گھائی۔

دل میں سمجھ گئی کہ آیور ہی ہے۔ جھٹکمرے سے نکل کے زینے پر پہنچی؟ اور دیکھا کہ کوئی شخص اُسی دروازے کو کھول رہا ہے۔ لہٰذا کاجراغ اُس کے ہاتھ میں ہے اور اُس کے جھلملانے سے ایک دھندلی اور متحرک روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اُس شخص کا سایہ دیوار پر پڑ رہا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی پردے پر انسان کی تصویر کھینچ دی گئی ہے اور وہ ہوا سے لی رہا ہے۔ عورت کے پاؤں کی چاپ اور اُس کے کپڑوں کی سرسراہٹ سُن کے اُس شخص نے پلٹ کے دیکھا۔ ساتھ ہی وہ پراسرار عورت پہچان گئی کہ آیور ہی ہے۔ اُس کی ہمیب صورت دیکھتے ہی آیور بولا ”آخاہ ایک بخت بی بی تم ہو؟“ مگر چہرے کی رنگت اُڑی جاتی تھی۔ اور صاف ظاہر تھا کہ اُسو اُس کے اچانک آجانے سے حیرت میں ہو گیا۔

اب عورت نے قدم بڑھا کے اپنی تیز نظر آیور کے چہرے پر جمادی۔ اور اُس کی طرف اس طرح گھورنا شروع کیا کہ معلوم ہوتا ہے آنکھوں ہی

آنکھوں میں کھائے جاتی ہے۔ اس طرح اپنے شکار کو مغلوب و مرعوب کر کے
تھکمانے لہجے میں کہا "آیو ر تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟"
آیو ر "نیک بخت بی بی میں تو اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں مگر تم اس وقت
اپنے کمرے سے کیوں نکلیں؟ تمہیں تو اس وقت آرام سے سونا اور کل کی
تھکن سنانا چاہیے تھا"

عورت "نہیں! اور آرام! کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے ایسی حالت میں نیند آسکتی ہے؟
جبکہ ایک بد نصیب قیدی نیچے کی تنگ داریک کو ٹھری میں بند پڑا ہوا سسک
رہا ہے! یہ کہتے ہی اُس نے آیو ر کو نہایت ہی مسیب اور معنی خیز لگا ہوں سے
دیکھا۔

آیو ر سر سے پاؤں تک کانپ گیا۔ اور اُس کی صورت کے دیتی تھی کہ گویا
ایک بہت ہی گرا اور اہم راز جسے وہ بالکل پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا کھل گیا۔
کانپتی ہوئی آواز میں بولا "نیک بخت بیوی! تم اپنا مطلب صاف صاف بیان کرو
اور کہو تمہاری کیا مرضی ہے؟"

اس کے جواب میں عورت نے عقاب کی سی تیز لگا ہوں سے دیکھ کے
حکومت کے لہجے میں کہا "میرا مطلب یہ ہے کہ تمہارے ساتھ میں بھی نیچے چلون گی"
ساتھ ہی اُس نے اُسی تہ خانے کے دروازے کی طرف اشارہ کیا جس کے
کھولنے سے آیو ر نے اس کو آتے دیکھ کے ہاتھ روک لیا تھا۔ گو کہ قفل کھل چکا
تھا۔

آیو ر "نیک بخت بیوی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ مجھ سے ایسی جرات غیر ممکن ہے۔ مگر
یہ الفاظ آیو ر نے بہت ہی گھبرائی اور کانپتی ہوئی آواز میں کہے۔ اور اُس کی آواز
صاف بتا رہی تھی کہ وہ کس درجہ خوف زدہ ہے۔

عورت نے اپنا لمبا دُبلّا ہاتھ اٹھایا اور تھکمانے لہجے میں اشارہ کر کے
کہا "خاموش رہو! میری خواہش یا مرضی کے ذرا بھی خلاف کیا تو تمہارے حق میں
اچھا نہ ہو گا۔ چلو آگے بڑھو۔ زیادہ دیر نہ کرو"

اب آیو ر حواس درست کر کے سوچنے لگا کہ اگر کہیں یہ کھل گیا کہ میں نے اتنا

بڑا راز ظاہر کر دیا ہے تو میک آپسین مجھے بڑی سخت سزا دیں گے؟ اور آخر جی کڑا کر کے کہہ دیا: "نہیں بیوی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ بات میرے اختیار سے باہر ہے۔"

مگر آیوہ کی نگاہوں سے وہ عورت سمجھ گئی کہ اُس وقت اس کے دل میں کیسے خیالات پیدا ہو رہے ہیں اور ڈپٹ کے کناہ آیوہ تم نہیں جانتے ہو کہ میرے حکم کی تعمیل نہ کرنے پر انسان کو کیسی سخت سزا ملتی ہے؟ میں غیب کی باتیں جانتی ہوں اور تم یقین جانو کہ مجھے آئندہ کا حال ویسا ہی صاف صاف معلوم ہے جیسے کہ گزری ہوئی باتیں۔

آیوہ: "اچھا تو اچھی بیوی۔ بتاؤ میری قسمت میں کیا ہے؟" یہ کہہ کے کچھ ایسی سہمی ہوئی نظروں سے اُس عورت کی طرف دیکھنے لگا کہ وہ دل میں سمجھ گئی اس پر میرا رعب خوب اچھی طرح ظاہر ہے۔ اور نہایت ہی دہشت زدہ ہے۔

عورت: "تمھاری قسمت میں کیا ہے کہ بہت ہی بڑی عمر پاؤ گے۔ اور ہمیشہ خوش رہو گے۔ اس کے علاوہ آج ہی کل میں تمھیں ایک بہت بڑی دولت ملنے والی ہے۔ مگر اس شرط سے کہ میرے کہنے پر چلو۔ لیکن اگر اس کے خلاف کیا تو اسکا نتیجہ موت کے سوا کچھ نہیں۔ یقینی موت ہے اور چھ ہی دن کے اندر۔"

آیوہ: "اے پاک کنواری ماں! مجھ پر رحم کرو! مگر نیک بیوی یہ سمجھ لو کہ میں اگر تم کو اس تہ خانے کے اندر لے گیا تو اپنے آقاؤں کے نزدیک سخت جرم ہو جاؤں گا۔ اور میک آپسین کی عدول تلخی کر کے بھلا کوئی ایک دن کیسا ایک گھڑی کے لیے بھی جینے کی امید کر سکتا ہے؟"

عورت: "مگر میں تمھیں اُن کے ہاتھ سے بچاؤں گی۔"

ایوہ: "(خوش ہو کے)" اہوہ! مجھے اس بات کا یقین ہو جاتا تو شاید میں تمھارے حکم کے بجالانے پر آمادہ ہو جاتا۔"

عورت: "(آیوہ کو گھور کے)" آدم زاد! کیا اب بھی تجھے میری قوت قدرت میں شبہ ہے؟ کیا تجھے نہیں خبر کہ شیطان میرے قبضے میں ہے۔ اور میری نظروں میں کیسی قوت ہے؟"

آپکو یہ خدا کی نیاہ ایک بیوی! مجھ پر رحم کیجیے۔

عورت: "تو پھر مجھے نیچے لے چل!"

اور یہ کہتے وقت اُس نے اپنے لمبے سوکے ہاتھ سے تہ خانے کی طرف اشارہ کیا۔ اب آپکو زمین غدر کی تاب نہ تھی۔ فوراً دروازہ کھولا اور کہا "چلیے۔ دروازہ کھلتے ہی عورت دروازے میں گھسی۔ اور سیرھون سے اترنے لگی جو نیچے اندھیرے میں چلی گئی تھیں۔ آپکو یہ چراغ ہاتھ میں لیے ساتھ تھا۔ لیکن اُس نے زینے کے دروازے میں قدم نہ رکھتے ہی اُسے بھیسڑ کے اندر سے قفل لگا یا۔ اور لپک کے عورت کے آگے ہو گیا۔ بھرت ہی سنبھل سنبھل کے قدم رکھتا اور چراغ کو اُونچا کیے ہوئے چلا تا کہ عورت روشنی میں نہ آ ساتی چل سکے۔

عورت بھی بہت سنبھل سنبھل کے قدم نہ رکھتی تھی کیونکہ زینے کے پتھر جا بجا سے اُٹھ گئے تھے اور وہ ایک دیوار کے گرد چکر کھاتا ہوا دور تک گرائی میں چلا گیا تھا۔

اب وہ عورت اپنے دہشت زدہ معمول میک آپلین سپاہی کے پیچھے پیچھے چلی جاتی تھی کہ یکایک کان میں کچھ آواز آئی اور معلوم ہوا کہ جیسے کوئی شخص تہ خانے کے اندر آہ و زاری کر رہا ہے۔ اور اُس کی دردناک آواز میں ملی ہوئی کبھی کبھی زنجیروں کے کھڑکھڑانے کی آواز بھی آ جاتی ہے۔ کبھی کبھی اس تنگ و تاریک زینے میں نیچے کی طرف سے ہوا کا ایک سخت جھونکا آ جاتا۔ اور آپکو یہ چراغ کے نیچے دوسرا ہاتھ لگا دیتا تا کہ خاموش نہ ہو۔ اور عورت دل میں تعجب کر رہی تھی کہ اس تہ خانے کے زینے میں ایسی تازی ہوا کے جھونکے کہاں سے آ جاتے ہیں! مگر یہ مناسب نہ سمجھی کہ ساتھ والے سپاہی سے اس بارے میں کوئی سوال کرے۔

کوئی سو فٹ کی گرائی میں اُترنے کے بعد زینوں کا سلسلہ ختم ہوا اور ایک نہایت ہی تنگ گلیار ا ملا جو پہاڑ کو اندر سے تراش کے بنایا گیا

تھا۔ اُس گلیارے کے خاتمے پر صاف اور نکھری چاندنی نظر آئی۔ اور اُس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ تنگ راستہ اُس پہاڑی کے کسی پہلو میں نکلتا ہے جس پر یہ قلعہ بنا ہوا ہے۔ اور اُسی راہ سے تازی ہوا بھی اور پہ کو جاتی ہے۔

زینے کے خاتمے پر میں اُس کے مقابل ایک چھوٹا سا غار تھا جو اس تنگ گلیارے کے ایک پہلو پر چٹان کے اندر کھودیا گیا تھا۔ اور اُس کے آگے لوہے کی نہایت ہی بھدی اور موٹی سلاخوں کا جگلا بنا دیا گیا تھا جسے اُس غار کی شکل بالکل ایک پنجرے کی سی ہو گئی تھی۔ اسی غار نما قید خانے میں ایک قیدی تھا۔ اور اسی کی آہ و زاری کی آواز اور اُسی کی زنجیریں گھر گھر آنے کی جھنکار عورت نے سنی تھی۔ یہ قسمت قیدی اُس لوہے کے کھڑے تین بند ہونے کے ساتھ زنجیروں میں بھی جکڑا ہوا تھا۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اور پاؤں میں بیڑیاں۔ ان باتوں سے پتہ چلتا تھا کہ اسی قدر نہیں ہو کہ یہ مظلوم قیدی بڑی احتیاط کے ساتھ بند اور مقید کیا گیا ہے بلکہ اُس پر سختیاں اور ظلم بھی ہوتے ہیں۔

یہ بد نصیب قیدی پیال پر پڑا تھا۔ اور جب چراغ کی روشنی اُس کی پڑی تو عورت نے دیکھا کہ وہ میں پر آوند سے موندھ پڑا ہے۔ ان لوگوں کے پاؤں کی چاپ اُس نے ضرور سنی ہو گی اور خوب جانتا ہو گا کہ کوئی آیا ہے۔ مگر اُس نے سر نہ اٹھایا۔ اور پڑے ہی پڑے جوش و خروش کے ساتھ اپنے قید کرنے والوں کو گالیاں دینے لگا۔

آپو نے جیب سے ایک روٹی نکالی۔ اور سلاخوں میں سے اُس کے سامنے ڈال کے کہا۔ "لو اپنی رات کی خوراک لو۔"

اس کے بعد آپو نے ایک چھوٹے سے غار میں سے ایک پتھر کا گھڑا نکالا۔ اور جدھر سے روشنی آ رہی تھی اُدھر چلا۔ اور عورت اُس کے حرکات کو نہایت غور سے دیکھتی رہی۔ اتنے میں آپو نے چراغ کو ایک طاق پر رکھ دیا اور اُسی طاق میں سے ایک پیٹی ہوئی رسی نکالی جس کا ایک سر نہایت مضبوط کے ساتھ ایک لوہے کے کھڑے میں جو پتھر کے اندر پیوست تھا خوب مضبوط

بندھا ہوا تھا۔ کرسی کے دوسرے سرے میں اُس نے گھڑے کا منہ لگا بھانسا۔ اور اس تنگ گلیارے کے خاتمے پر سے اُسے نیچے لٹکانا شروع کیا۔

یہ دیکھتے ہی عورت نے چلا کر کہا: "اغا! آلو! یہاں کنواں بھی ہے؟" آلو! "نیک بیوی۔ یہ ایک چشمہ ہے جو اس چٹان کے نیچے واقع ہے۔ یہاں ہم زینے کے دروازے سے تو ایک سو فٹ نیچے ہیں۔ مگر قلعہ کی بنیاد سے اب بھی پچاس فٹ بلندی پر ہیں۔ اور یہ چشمہ جس میں سے مین پانی نکال رہا ہوں یہاں سے ڈیڑھ سو فٹ گہرائی میں ہے۔ اس سے تم اندازہ کر سکتی ہو کہ قلعے کی بنیاد کے پاس یہ کنواں جو سنگلاخ زمین میں بڑی محنت سے کھود کے نکالا گیا ہے محض اس لیے ہو کہ قلعے میں جو فوج ہو اُس کے لیے کافی مقدار میں پانی بہم پہنچا رہے۔ اور میک آپلین لوگ محصور ہونے پر بھی مدت تک لڑ سکیں۔ اس کنوین ایک پہونچنے کے اور بھی کئی زینے ہیں جو قلعے کے مختلف اطراف سے آکے یہاں سے زیادہ گہرائی تک چلے گئے ہیں۔ وہ نیچے کے راستے یہ کام بھی دے سکتے ہیں کہ اگر کبھی محاصرہ کرنے والے غالب آجائیں تو محصورین اُس طرف سے چھپ کے بے آسانی نکل جائیں۔ اب تم کو خوب معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ قلعہ کیسی ہوشیاری کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے؟"

عورت: "ہاں خوب معلوم ہو گیا۔ مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ اس غار کے اس قدر قریب جا کے اور اتنی بڑی گہرائی دیکھ کے باوجود دیکھ و مان کوئی کھڑا یا روک کی چیز نہیں ہے۔ تمہارا سر کیوں نہیں جکڑاتا؟"

آلو! کچھ جواب نہیں دینے پایا تھا کہ دفعۃً اس غار کے اندر نہایت ہی زور و شور سے زنجیروں کے کھڑکھڑانے کی آواز گونجی اور معلوم ہوا کہ قیدی اُٹھ بیٹھا۔ اب اُس نے چلا کے پوچھا: "اے! یہ میں کس کی آواز سن رہا ہوں؟ اس آواز سے تو کان آشنا معلوم ہوتے ہیں!" یہ سنتے ہی عورت بے ساختہ کہ اُٹھی: "خداوند! یہ کیا ماجرا ہے؟ میں بھی تو اس آواز کو سن چکی ہوں اور پہچانتی ہوں!" یہ کہتے ہی اُس نے طاق پر سے چراغ اُٹھایا۔ اور تنگ گلیارے میں سے ہو کر غار کے آگے سلاخوں کے پاس آئی۔

اور چراغ کو اُٹھانے کے قیدی کا چہرہ دیکھنے کی جواہر سرزد کرکھڑا تھا۔ اور اُس کی صورت دیکھتے ہی بے اختیار اُس کی زبان سے نکلا: ”ان دہی ہوا بے شک دہی ہے!“

یہ الفاظ ختم نہیں ہوئے تھے کہ زور سے ہوا کا ایک جھونکا آیا اور چراغ گل ہو گیا۔ اور غار میں بالکل اندھیرا گھپ تھا۔ ان غار کے خاتمے پر چاندنی کی ہلکی روشنی نظر آرہی تھی۔

اٹھائیسواں باب

گنجیان

دفعۃً آیلور کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ پُر اسرار عورت کسی دغا و فریب کے ارادے سے میرے ساتھ قلعے کا تہ خانہ دیکھنے کو چلی آئی ہے۔ ساتھ ہی اُسے یہ بھی یاد آ گیا کہ قلعے کے بھاٹک پر اُس نے رات گئے سے کیا کیا سوالات کیے تھے اور کتنے کا نام اور وہ واقعہ سُن کے کیسی پریشان ہو گئی تھی۔ ان خیالات کی بنا پر اُسے یقین آ گیا کہ اس عورت کا میک آپسین کے قلعے میں آنا اور اس پوشیدہ تہ خانے کو دیکھ لیتا کتنے کی ہمدردی کی غرض سے جو اس یقین کے ساتھ ہی آیلور کے دل میں اپنے مالک کی ہمدردی کا خیال اس پُر اسرار عورت کے خوف پر غالب آ گیا۔

اُس نے گھڑے کی رسی ہاتھ سے چھوڑ دی جو بڑی ہی تیزی کے ساتھ غار کے اندر چلی گئی اور خود جھٹ پٹ جھٹ پٹ کے عورت کے پاس آیا اور اُس کا بازو دیکھنے کے نہایت ہی وحشیانہ لہجے میں ڈانٹ کے کہا: ”این یہ دغا بازی!“

عورت ”دغا بازی! اس طریق سے اور اس لہجے میں گفتگو! اور مجھ سے؟ اور ان الفاظ کے ساتھ ہی اُس کی آنکھیں چراغ کی طرح چمکنے لگیں۔

آیو رہے۔ اب تم چاہے کسی ہی ڈرافٹنی صورت میں اور بھٹنی یا چڑیل بن کے میرے سامنے آؤ مجھ پر تمھارا عیب نہیں پڑ سکتا۔ دغا باز عورت۔ سچ یہ بتا کہ تو بیان کس لیے آئی ہے؟

اب ہوشیار عورت نے دیکھا کہ یہی شخص جو ابھی میری آنکھوں سے مضروب ہو کے میرا غلام ہو گیا تھا ایک آن واحد میں اس قدر بدل گیا کہ اپنے مالک کی خیر خواہی کے جوش میں قابو سے باہر ہے۔ اس لیے اب اُس پر سختی کرنا یا اُس سے لڑنا مصلحت کے خلاف جان کے بہت ہی نرمی کے لیے میں کہتا "آیو رہو دیکھو ہوش میں آؤ۔ اپنا غصہ کم کرو۔ اور میرے الفاظ کو غور سے سُن لو۔"

آیو رہے۔ مگر اب میں کیا خاک سُنبھال چکا۔ اپنے دل کی کمزوری سے یقین بیان آنے کی اجازت دیدی۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ ایک نئی چیز کے دیکھنے کے شوق کے سوا اور کوئی خیال تمھارے دل میں نہ ہو گا۔ اور جو کچھ بیان دکھو گی اُسے اپنے ہی تک نہ کھو گی۔ مگر اب مجھے تمھارا مطلب معلوم ہو گیا۔ اور میں تمھاری دغا بازی سمجھ گیا۔ اس لیے قبل اس کے کہ تم اس قیدی کو کسی قسم کی مدد پہنچا سکو۔ عورت "اچھے آیو رہو۔ اور سنو۔ میں اس وقت تم سے چند بہت ہی ضروری اور اہم باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ اور یہ ایسی باتیں ہیں جو کسی اور سے نہیں کہی جاسکتیں۔ یہ کہہ کے وہ آیو رہو کو قید خانے کے غار کے پاس سے تھوڑی دُور پر ہٹائے گئی۔ اور نہایت ہی آہستہ سے اُس کے کان میں کہتا "آیو رہو۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی تم نے خواہش کی تھی کہ تمھاری قیمت کا حال بیان کروں۔ فقط اتنا ہی نہیں ہے کہ میں تمھاری قیمت کا حال بخوبی بیان کر سکتی ہوں بلکہ میرے اختیار میں یہ بھی ہے کہ اُسے بہت چھپا دوں اور تمھاری خواہش کے موافق بنادوں۔ اس پر نہ جاؤ کہ اس وقت میں تباہ حال ہوں اور بچھے پڑنے کے ڈر سے ہنہ ہون۔ یقین جانو کہ ایک معاملے میں اگر تم میری مدد کرو گے تو میں تمھاری قیمت کو کچھ سے کچھ کم کروں گی۔ اور نہایت ہی عمدہ بنادوں گی۔ مگر وہ معاملہ ایسا ہے کہ اُس میں تین تین بھین بھین کر رہا ہے۔"

کے اور بغیر کسی قسم کا پس پیش کیے میرے کہنے پر چلنا ہو گا۔ بس پھر میں تمھارے نصیب کو اس طرح جگا دوں گی کہ تم کو حیرت ہو جائے گی۔ اور بعد میں دو خوشخوار مالکوں کے غلام بنے رہنے کے جن سے تم اس قدر خوش زدہ ہو تھاکے سناٹے سونے اور اشرافیوں کے ڈھیر لگے ہوں گے۔ ایک بہت بڑے سردار ہو گے۔ ایک بہت ہی اچھی پریناؤنا زمین کے ساتھ تمھاری شادی ہو گی۔ اور اُس کے جہیز میں بیشمار دولت ملے گی۔“

آیوہ۔ ”واہ! اس کا کیا کہنا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ یہ وعدے کب پورے ہوں گے؟“

عورت۔ ”بس آج کے اکیسویں دن سے تھیں اپنی نصیب وری کا حال معلوم ہونا شروع ہو جائے گا۔ پھر تم ایک نہایت ہی عايشانِ محل میں ہو گے۔ سارے شاعر نوکر جا کر اور غلام تمھارے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے۔ تم نکھر کر نکلو گے تو تمھاری کامیابی دوستوں کو متحیر کر دے گی۔ لڑائی پر جاؤ گے تو تمھارے زور بازو پر دوست حد کرین گے اور دشمن سہم سہم کے پناہ مانگیں گے۔ تمھاری پریناؤ دیوی جو جوہر کی بجی معلوم ہوتی ہو گی اُس کے پیٹ سے ایسے خوبصورت اور معصوم بچے پیدا ہوں گے کہ سب“

آیوہ۔ ”واہ رے میں! کاش اس کی ادھی باتیں بھی پوری ہو جائیں تو میں کیسا خوش ہوں!“

عورت۔ ”ہاں آیوہ! ایسا ہی ہو گا۔ اس بارے میں تم کو ذرا بھی شبہ نہ کرنا چاہیے۔ ابھی میں کہہ چکی ہوں کہ میں متمنون کا حال جانتی ہوں۔ گھبراہٹ دیکھتے نہیں کہ میری آنکھیں کیسی تیزی سے چمک رہی ہیں“ یہ کہہ کے اُس نے پھر آیوہ کو گھور کے دیکھا۔

آیوہ۔ (دہشت سے کانپ کے) ”پناہ! بس میں تمھاری آنکھوں کی اس خوفناک چمک کو میں نے دیکھا“ اور یہ کہتے ہی مرعوب ہو کے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا۔ اور کہا ”مجھے آپ کے ہر ہر لفظ کا یقین ہے۔ مگر یہ تو بتائیے کہ آپ مجھ سے کیا خدمت لینا چاہتی ہیں؟“

یہ سن کے وہ عورت آیلور کو اور تھوڑی دور ہٹائے لگی۔ اور اب
گیارہ کا خاتمہ گزیر سے بھی کم رہ گیا تھا۔ اور چاندنی کی ترچھی شعا میں دونوں کے چہرے
بڑھ ہی تھیں۔

عورت ”آیلور تم دیکھتے ہو کہ میں تمھاری کسی دوست ہوں؟ اور میری جو خدمت
اس وقت تم کرو گے اس کے معاوضے میں تجھیں دس ہزار گنا فائدہ پہنچاؤ گا۔“
اس وقت آیلور کا دل مارے خوشی کے بیتاب ہو رہا تھا۔ اور اس نے
ایسی مسرت کے ساتھ جس کا ضبط نہ ہو سکتا تھا کہا ”اچھی اور نیک بیوی۔ میں عمر
بھر تمھارا احسان مند رہوں گا۔ اور یہ تمھاری ایسی اچھی برکتیں ہیں جن پر قبول
کرنے پر مجھے میک آپلین سردار بھی کوئی الزام نہیں دے سکتے۔ جب میں ایک بڑے
سردار ہو جاؤں گا تو پھر بجائے رہایا ہونے کے اُن کا ہمدرد و معاون
بنوں گا۔“

عورت ”بے شک۔ بے شک۔ بلکہ تم اُن سے زیادہ مالدار ہو گے تمھاری
زندگی بہ نسبت اُن کے زیادہ خوشی اور اطمینان میں بسر ہوگی۔ کیونکہ ایک
نہایت ہی صاحب جال پریوش سے تمھاری شادی ہوگی اور اُس کے بطن
سے بہت ہی پیارے پیارے خوبصورت بچے پیدا ہوں گے۔ مگر ان لوگوں
کے نہ بیوی ہیں نہ بچے۔“

آیلور ”واہ واہ! نیک بخت بیوی۔ تم نے تو میری آنکھوں کے سامنے ایسی
اچھی جنت بنا کے کھڑی کر دی ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی؟ مگر یہ تو بتاؤ کہ اس کے
عوض میں تم مجھ سے کیا خدمت لینا چاہتی ہو؟ کیا کوئی چیز چاہتی ہو؟“
عورت ”ہاں یہ تمھارا جو بھائی لکڑی کے ہی ہین تھوڑی دیر کے لیے
مجھے دیدو“ اور یہ کہہ کے وہ غور سے آیلور کا چہرہ دیکھنے لگی کہ دیکھو میرے
اس سوال کا اس پر کیا اثر ہوتا ہے۔

آیلور کے چہرے پر ایک فوری تغیر پیدا ہوا۔ اُس نے عورت کو شبہ کی
نگاہ سے دیکھا اور کہا ”یہ تمھارا بھائی لکڑی کے ہی ہین تھوڑی دیر کے لیے
مجھے دیدو“ اور یہ کہہ کے وہ غور سے آیلور کا چہرہ دیکھنے لگی کہ دیکھو میرے
اس سوال کا اس پر کیا اثر ہوتا ہے۔

موجود تھے نہیں۔ نہیں۔ اس تنگ گھیرے تین بٹھ کے جوہنڈے کے اندر تراش کے نکالا گیا ہے۔ مجھے ایک عمل پڑھنا ہے۔ اور اس عمل کے لیے یہ گنجمان ضروری ہیں۔ ایک حلقہ بنا کے اُس کے بیچ میں یہ رکھی جائیں گی۔

آئیورٹ بس اتنا ہی کام ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیجیے یہ گنجمان حاضر ہیں۔ اور یہ کہتے وقت اُس کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُسے بالکل اطمینان ہے۔ عورت نے گنجمان کا گچھا لیا۔ اور لیتے ہی اپنا سارے زور لگا کے یکایک آئیور کو ایک ایسا دھکا دیا کہ وہ غار میں جا رہا اور سر کے بل بیٹھے چلا۔ اُس کے مونہ سے ایک چیخ کی آواز نکلی اور نہایت بیتابی کے ساتھ ہاتھ پھیلائے جا رہا کہ رستی کو پکڑ لے۔ مگر اتنے میں وہ نظر سے غائب ہو گیا۔ اب عورت چٹان کے سرے پر آئی۔ اور اُس کو پکڑ کے جو اندر کڑے میں بندھی تھی نیچے جھک کے غار کے اندر جھانکنے لگی۔ تھوڑی دیر میں اُسے یہ معلوم ہوا کہ رسی نیچے کے طرف کھینچی ہوئی ہے۔ جس سے خیال ہوتا تھا کہ آئیور نے نیچے پونچنے سے پہلے اس کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد وہ رسی یکایک بالکل ڈھیلی ہو گئی۔ مگر غار کے اندر باریکی میں اندھیرے کے سوا دکھائی کچھ نہ دیتا تھا۔ اب وہ عورت غار کے پاس سے ہلٹی مگر سارے جسم سے کانپ رہی تھی۔ چکر پھرا رہا تھا اور دل بیٹھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک جگہ گھبرا کے بیٹھی اور اپنے دل میں کہا: "افوہ! میں نے کتنا بڑا خوفناک جرم کیا ہے! مگر اس کی ضرورت تھی۔ خدا جانتا ہے کہ اس سے بڑا اور کوئی ایسا جرم نہیں تھی۔ اسے پاک پروردگار میرے اور تمام سخت گناہوں کے ساتھ اسے بھی معاف کرے!"

اب وہ ایک فوری جوش کے ساتھ اٹھی قید خانے کے دروازے کے پاس آئی۔ اور قتل کرنے لگی کہ قفل کہاں ہے۔

قیدی اس آواز سے چونک پڑا اور اُس نے چلا کر پوچھا: "عورت بتا کہ کیا ہوا؟ یہ دھکم دھکے کی سی آواز۔ اور اُس شخص کا بیتابی کے ساتھ چیخ مارنا۔ آخر ماجرا کیا ہے؟"

عورت: "چپ! چپ! ہتھاری آواز کے گونجنے سے عجب وحشتناک شور

پیدا ہوتا ہے۔ میں کہیں نہیں جانے کے لیے آئی ہوں۔ کیا تو اب تک اُس خوفناک جرم کو نہیں سمجھ جو تھیں رہائی دلانے کے لیے مجھ سے ہوا؟

قیدی: ”ان نیک بیوی۔ اب میں سمجھ گیا۔ مگر موجودہ حالت میں یہ کوئی جرم نہیں ہے۔“

عورت: ”اچھا تو تم خاموش رہو۔ اب اُس نے قفل کھول لیا۔ غار کے کھڑے کے اندر گھسی۔ اور پوچھا: ”کیا تھاری نہ نجس دیا رہین بندھی ہوئی ہیں؟“

قیدی: ”ان۔ مگر اُس کی کبھی بھی اسی گچھ میں ہے۔“
عورت: ”بے شک ہوئی۔ یہ تو پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ یہاں کی سب کجیاں اسی گچھ میں ہوں گی۔“ یہ کہہ کے اُس نے اچھے کی سب سے چھوٹی کجی لی اور کہا ”یہی ہو گی۔“ اُس کا اندازہ ٹھیک ثابت ہوا۔ قیدی اُس کے ہاتھ کو پکڑ کے اپنی نہ نجسوں کے قفل کے پاس لے گیا۔ اور ایک ہی منٹ کے اندر ہتھکڑیاں اوپر بیڑیاں دونوں الگ پڑی تھیں۔

قیدی: ”نیک عورت۔ اب یہ تو بتاؤ کہ ہمارے یہاں سے نکل چلنے کے بارے میں تم نے کیا تدبیر سوچی ہے؟“

عورت: ”فقط ایک بات میرے ذہن میں آتی ہے۔ وہ یہ کہ اس چٹان کے خاتمے پر جو غار ہے اُسی نکل کے نیچے اتر جائیں۔“

قیدی: ”(خوف سے کانپ کے)۔“ تمھاری باتوں سے تو مجھے ڈر لگتا ہے۔ افواہ اس غار میں اترنا! بہت مشکل ہے۔ آخر تم جاہلی کیا ہو؟“

عورت: ”تم تو مجھے بڑے بُرے دل اور نہایت ڈر پوک معلوم ہوتے ہو۔“
قیدی: ”عورت مجھے بخوبی معلوم ہے کہ تجھے میرے ساتھ اس قدر محبت اور ہمدردی ظاہر کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اور یہ سچ یہ ہے کہ ابھی تک مجھے اس کا بھی پتہ نہیں لگا کہ تو نے مجھے کیوں رہائی دلانے کا ارادہ کیا؟“

عورت: ”اب اس وقت مجھے اتنی فرصت نہیں ہے کہ اس کی تشریح کروں جلدی چلو۔ جو کچھ فیصلہ کرنا ہو جلدی کرو۔ پس دو باتوں میں سے

ایک کو اختیار کر لو۔ یا تو اسی رسی کو پکڑ کے اور جی مضبوط کر کے غار میں اُتر دو۔ اور یا بین ٹھہر کے میک آلیپین کے قہر و غضب کا شکار بنو۔
 قیدی ”اور تم کیا کر دگی؟ آخر تم اس مقام سے کیونکر نکلو گی؟“ اور یہ کہہ کے وہ عورت کو شبہ کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔

عورت ”خوب! تم مجھ پر شبہ کرتے ہو! اور اتنے ہیوقت ہو کہ اس بات کو بھی نہیں دیکھتے کہ فقط تمہارے بچانے کی کوشش میں خود اپنی جان میں نے خطرے میں ڈال دی ہے۔ بے شک تم میں کوئے کی سی جالاکئی ہے۔ اور ہوشیار ہو۔ مگر میں ایسی نہیں ہوں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کسی شکل کام کو ایک عورت کر کے دکھا دے تب تو تمہیں اتنی جرأت ہو گی کہ اُس کی پیروی کرنے پر آمادہ ہو جاؤ۔“

قیدی ”اچھا چلو۔ میں کوشش کروں گا۔“
 یہ کہہ کے دونوں غار کے کنارے آئے۔ قیدی نے تاریکی کو کھیا ہو کے دیکھا۔ اور کہا ”اچھا پہلے تم چلو۔ میں تمہارے بعد اُون گا۔“
 عورت ”نہیں۔ اب غور کرنے سے مجھے ہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تم چلو۔ میں یہاں سے دیکھتی رہوں گی کہ تم صحیح و سالم نیچے پہنچ گئے یا نہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ میرے اُتر جانے کے بعد تم سے مارے خوف کے ہرگز ایسی جرأت نہ ہو گی کہ ایسے خطرناک غار میں اُتر دو۔ اس لیے تم پہلے چلو تمہارے بعد میں اُتر دوں گی۔“

قیدی ”اچھا کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم اس زینے سے ہو کے نکل چلیں؟“
 سب لکھیاں تو تمہارے پاس موجود ہی ہیں۔“
 عورت ”بزدل اور ڈر پوک شخص! قطعے کے پرے کے سبباہوں سے بچ کے تم کیسے نکل سکو گے؟ اب سارا اس کے کہ ہم دونوں اس غار کے ذریعے سے اُتر کے نکل چلیں اور کوئی تدبیر نہیں ہے۔“ اور یہ کہتے ہی اُس نے کچھون کا گھمانہ ور سے باہر پھینک دیا۔
 قیدی ”اچھا یہی سہی“ یہ کہہ کے اُس نے رسی کو خوب مضبوط پکڑا اور

ہر تہا ہی اختیار کے ساتھ ساتھ پہنچنے کے اترنے لگی۔ عورت ٹھک کے اُسے غار میں اترتے دیکھتی رہی تھوڑی دیر میں قیدی غار کے اندر میرے میں غائب ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ دیر تک وہ اپنی رہی اور ہلتی رہی۔ اور پھر بالکل ڈھیل ہو گئی۔

عورت نے دل میں خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے اب وہ صبح و سلم غار کی تہ میں پہنچ گیا اور بغیر کسی پس و پیش کے خود بھی رستی پکڑ کے غار میں اترنے لگی۔ مگر تھوڑی ہی دور پہنچے گئی تھی کہ اُس کے پاؤں ایک چٹان پر ٹک گئے جو باہر نکلی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے بڑی زور سے اُس کا دامن باز دیکھ لیا۔

ساتھ ہی آوے کی غضبناک آواز اُس کے کانوں میں آئی جو کہہ رہا تھا "چڑیل۔ اب تو مجھ سے بچ کے کہاں جائے گی؟" یہ کہتے ہی اُس نے عورت کو اٹھا کے پھر لی زمین پر دے مارا۔ اُس کے دونوں ہاتھ اور بازو ایک رستی سے کس کے باندھ دیے۔ اب عورت کے کان میں ذرا فاصلے سے اُس قیدی کی آواز کی آواز آئی۔ اور سمجھ گئی کہ میری طرح وہ بھی پکڑ لیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ اندر میرا گھپ تھا اس لئے دکھائی کچھ نہ دیتا تھا۔

آوے ہایت ہی غیظ و غضب کے ساتھ کہہ رہا تھا "افسوس! میں کیسا بے قوت تھا کہ دم بھر میں اُن تو بن کے تیری باتوں میں آ گیا۔ مگر بوڑھی چڑیل۔ اب میں تجھے اس کی پوری پوری سزا دوں گا۔ میں تیرے بچ گیا۔ ورنہ تو نے میری جان لینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی؟"

یہ کہتے ہی وہ عورت کو اُسی چٹان پر اندر کی جانب تھوڑی دور تک گھسیٹ لے گیا۔ اور اُس کے پاؤں بھی کسی چیز میں خوب مضبوط باندھ دیے اور اس ٹھنڈی چٹان پر اُسی طرح اُسے پڑا ہوا چھوڑ کے چلا گیا۔ اُس کے پاؤں کی چاب سے عورت کو معلوم ہوا کہ وہ تھوڑی دور تک تو اُسی چٹان کے غار میں گیا۔ اور پھر ایک زینے پر چڑھ گیا۔ یہ وہ پہلے ہی سن چکی

تھی کہ اس کنوین کے اور بھی راستے ہیں جو قلعے کے دوسرے مقامات سے آئے ہیں۔ اور اب اُسے یقین تھا کہ یہ کنوین کا وہی نیچے کا راستہ ہے جہاں میں بندھی پڑی ہوں۔

اب آئیور کے پاؤں کی چاب نہیں سنائی دیتی تھی۔ اور جب اُسے گئے بہت دیر ہو گئی تو عورت نے کہا: ”دوست قیدی۔ کہاں ہو؟“

قیدی ”تمہارے قریب ہی ہوں۔ لیکن میرے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں اور جس رسی میں بندھے ہیں وہ ایک لوسے کے گڑبڑ میں پھنس چکی ہوئی ہے جس پر میرا سر رکھا ہے۔ اب بھی کوئی ایسی تدبیر ہے کہ ہماری جان اس عذاب سے چھوٹے اور جو نہیں ہے تو میں مجبور ہوں کہ اس بیکار و بے تحیہ ہمدردی پر تمہیں برا بھلا کہوں اور گالیوں دوں؟“

عورت: ”تم بڑے ناشکرے آدمی ہو۔ اور اس قابل نہیں کہ تمہارے ساتھ کوئی ہمدردی کرے؟“

قیدی: ”مگر اس وقت تو تمہاری ہمدردی نے میری مصیبتیں بچائے کم کرنے کے اور بڑھا دیں؟“ اور یہ کہہ کے وہ پہلے سے زیادہ زور زور سے رونے اور چلانے لگا۔

انہیں چند باتوں پر ان دونوں اسیرانِ بلا کی گفتگو کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ایک گھنٹے سے زیادہ گزر گیا۔ جس مدت میں عورت تو بالکل خاموش پڑی تھی۔ مگر قیدی مسلسل روتا پیٹتا رہا تھا۔ اب پھر زینے پر سے کسی کے پاؤں کی چاب آنے لگی اور معلوم ہوا کہ کوئی شخص زینے سے اتر کے آ رہا ہے۔ اور جیسے ہی وہ پچھلے زینے سے اتر غار میں روشنی ہو گئی۔ اس لیے کہ اُس کے ہاتھ میں ایک چراغ تھا۔ اب عورت نے دیکھا کہ پہلے اُوپر والے گلیارے کی طرح یہ بھی ایک تنگ گلیارہ ہے جس کے خاتمے پر وہ غار ہے۔ مگر اس غار کا سرا اُتنا خطرناک نہیں جس قدر کہ اُوپر والے غار کا سرا تھا۔ کیونکہ اس گلیارے کے خاتمے پر غار کے دہانے سے تقریباً دو فٹ آگے نکلا ہوا ایک برآمدہ ہے جس پر

سے آئیوں نے اپنے قیدی اور عورت دونوں کو بیچ اترتے وقت آسانی سے پکڑ لیا۔

اب چراغ کی روشنی میں دونوں اسیروں نے دیکھا کہ اوپر کے خان بیان کے تہ خانے میں چار جڈا جڈا کوٹھریاں ہیں جن کے دروازے آہنی اور خوب مضبوط ہیں۔ یہ وہی ہیں جن سے دروازے اترتے ہیں ان دونوں قیدیوں کی رسیاں باندھ دی گئی تھیں۔ یہ بھی نظر آیا کہ جو شخص چراغ لایا وہ آئیوں ہی تھا۔ اور اُس کے ہاتھ میں گنجیوں کا ایک بہت ہی بڑا پچھا تھا۔

آئیوں نے نہایت ہی طیش و غضب سے "تم نے اوپر کے تہ خانے اور اُس کے راستے کی گنجیاں باہر پھینک دی تھیں۔ مگر لو دیکھو میں اس تہ خانے کی گنجیاں لے آیا۔ اور اب یہ ہولناک کوٹھریاں جو اُس سے بدرجہا زیادہ اذیت دسان ہیں تم دونوں کے لیے کھل سکتی ہیں۔" اُف وہ احرام زادی جڑیل! تو تو اپنے دل میں سمجھ گئی ہو گی کہ میرا کام تمام کر دیا۔ لیکن گرتے وقت خوش قسمتی سے میرے ہاتھ میں رسی آگئی جس کی مدد سے میں آہستہ آہستہ اتر کے آسانی سے بیان سے صحیح و سالم پہنچ گیا۔ اور اگر میں تیری آرزو کے مطابق گر کے مر گیا ہوتا تو واقعی تیری باتوں میں آجاتے کی مجھے کافی سزا مل گئی ہوتی۔ خیر اب جیسے ہی میرے میک آلیسین سردار قلعے میں آواہیں آئیں گے میں اُن سے سارا واقعہ صاف صاف بیان کر دوں گا۔ اور اس جرم کی سزا میں وہ کل ہی تم دونوں کو پھانگ کے اوپر والے بڑج پر پھانسی دیدیں تو اس میں میرا کوئی قصور نہ ہو گا۔"

یہ کہہ کے اُس نے دو کوٹھریوں کے قفل کھولے اور مرد قیدی کو گھسیٹ کے ایک میں کر دیا۔ اور عورت کو اُس سے زیادہ بے رحمی کے ساتھ گھسیٹ کے دوسرے میں ڈال دیا۔ جس کے بعد آہنی دروازے بڑے زور و شور کی آواز کے ساتھ بند ہوئے۔ اور اُن کی کھینچنے کی آواز دیر تک پہاڑی تہ خانے میں گونجتی رہی۔ مرد قیدی تو اپنی وضع کے مطابق جوش و خروش سے گایاں دیتا رہا۔ مگر عورت بالکل خاموش تھی۔ دروازے بند کرنے کے بعد آئیوں باہر کھڑا ہو کے کہنے لگا: "تم نے تمہیر بہت ہی اچھی سوچنی تھی اور یہی چالاکي سے کام لیا تھا کہ تمہارے کامیاب

ہونے میں کوئی کسر نہیں آتی رہی تھی۔ مگر جس وقت تم اوپر کھڑی اپنی خیالی کامیابی پر خوش ہو رہی تھیں اُس وقت تمہیں اس کی خبر تھی کہ پھر میرے ہاتھ میں گرفتار ہونے والی ہو۔ میں غار کے اوپر برآمدے میں کھڑا ہوں رہا تھا کہ تم نے کنجیاں غار کے اندر چھینک دین اور ساتھ ہی مجھے یقین ہو گیا کہ اب سو اس رسی کے تمہارے نکلنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمہارے وہ دل خوش کن منصوبے سب خاک میں مل گئے اور اگر میرے اختیار میں ہوتا تو کل ہی صبح کو اوپر لیجا کے تم دونوں کیمتوں کو بھانسی دیدیتا۔ خدا کی پناہ! مجھے رہ رہ کے غصہ آتا ہے۔ اور جی چاہتا ہوں کہ اپنا سر دیوار سے ٹکرا کے توڑ لوں کہ ایسا بے وقوف کیوں ہو گیا تھا کہ تیری فریب کی چکنی چوڑی باتوں میں آ گیا؟“

یہ کہہ کے آلوہ چلا گیا۔ اور قیدی پھر اندھیرے گھپ میں تھے۔

اُمیسوان باسپ

کنبتہ کا کمرہ

قصر النذیل پر میک آلیین کے قزاقانہ حملے کو دودن ہو چکے ہیں۔ اس اثنائیں پیش بندی کے طور پر اس بات کی پوری تدبیریں کر لی گئی ہیں کہ پھر ایسا حملہ نہ ہونے پائے۔

مگر کوس النذیل اور آدل گلن گائل دونوں نہایت ہی پریشان ہلاک کیا۔ حد تک ناراض تھے کہ اُن کے نوکروں نے برادران میک آلیین کو گرفتار کیوں نہ کر لیا۔ تاکہ اُنہیں اس گستاخی کی پوری پوری سزا دیجاتی خصوصاً کوس تو اس قدر بے وفادار و خنہ تھے کہ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ اپنے علاقے کے تمام نوکر چاکروں اور کاشتکاروں کو جمع کر کے فوراً قلعہ میک آلیین پر دھاوا کریں۔ مگر مگر کوس نے اُنہیں سمجھا بچھا کے روکا۔ اور بتایا کہ قلعہ میک آلیین اس قابل نہیں کہ کوئی اسے فتح کر سکے۔ از منہ ماضیہ میں بار بار توں محصور رہا۔ نہ اتنے زمانے تک محاصرے کو برداشت کرے گیا کہ ہائی لینڈ کا کوئی اور

قلعہ ہرگز نہ برداشت کر سکتا۔ مار کو س کے تباہی سے اُنھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ بارہ ما
یہ واقعہ پیش آیا کہ محاصرہ کرنے والی فوجوں کو یقین ہو گیا کہ قلعہ میں اب غلہ اور
سامان رسد بالکل ختم ہو گیا ہے مگر محصورین نے قلعہ کی چوٹی پر غلہ اور دیگر اشیاء کے
بڑے بڑے بندوق دھکادے اور محاصرہ کرنے والوں کو یقین آ گیا کہ قلعہ کے اندر اتنا
سامان موجود ہے کہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ آخر ان باتوں کو س کے ارل گلن گائل
کو مجبور کیا اپنا ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے ارادے سے باز نہیں آئے۔
فقط چند روز کے لیے اُسے ملتوی کر دیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اُنھیں اندلہف
اور ایٹھ میک آلیپین کی گستاخوں پر متور اغصہ نہ تھا۔

پہلی گزشتہ باب میں بیان کر آئے ہیں کہ اُس چور دروازے کے پاس کے
واقعات جب ارل گلن گائل کے سامنے بیان کیے گئے تو اُنھیں سب زیادہ حیرت
اس بات پر ہوئی کہ کتنے کیونکر بھڑکے وہاں پہنچ گیا؛ لیکن اس کے بعد
مار کو س اندلہف کے حکم سے جب تحقیقات ہوئی تو یہ ظاہر ہوا اور ارل کو بھی اس کا
یقین آ گیا کہ کتنے اُس رات کو دغا بازی اور سکاری سے قید خانے سے نکل چکا
تھا۔ اور عین اُس وقت جبکہ وہ چور دروازے سے نکل کے بھاگنے کو تھا میک آلیپین
برمنشون نے حملہ کر دیا۔ ارل گلن گائل کو اپنے بیٹے کا بچہ صدمہ تھا۔ اور اس کا
بھی بڑا رنج تھا کہ میک آلیپین نے اوی لینا کو لے بھاگنے کی کوشش کی۔
اس کے ساتھ ہی یہ خیال کر کے بڑا قلق ہوتا تھا کہ وہی کتنے جس نے میری بیٹی کو بچایا
ہے میرے بیٹے کا قاتل ہے۔ ان سب واقعات نے اُن کو اس قدر پریشان اور
بدحواس کر دیا تھا کہ وہ کتنے کے نکل بھاگنے کے معاملے پر کافی طرح سے غور
نہ کر سکے۔ اور بے سمجھے مان لیا کہ واقعی کتنے نے نکل بھاگنے کا ارادہ کیا ہو گا۔
اور موجودہ واقعات کے لحاظ سے اُنھوں نے اس بات کو مناسب نہ جانا کہ
خود جا کر کتنے سے ملیں۔ خصوصاً اس خیال سے کہ وہ خود اُس کو اپنے بیٹے
کے قتل کا ملزم ٹھہر کے سارا ماجرا اُدھر میں کجا بنیابت اور حکم عدالت کے
عمدہ داروں کے پاس لکھ کے بھیج دے۔ لیکن اگرچہ بذات خود وہ کتنے
کے پاس اپنی بیٹی کے بچانے کا شکر ادا کرنے کو نہیں آئے تو اب بھی غامض

کہتے: "اگر اُنھوں نے مجھ سے یہ پوچھا تو میں یہ جواب دوں گا۔ کہ اُس رات کہ
 میرے تمام افعال کی رہبری خدا کی طرف سے ہوئی۔ پس اس کے سوا میں
 کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ مجھے کہنا چاہیے۔"
 اُس سولہ "غریب لڑکے" یہ کہہ کے وہ کتھ کے بستر کے پاس سے واپس
 گئی تو آہستہ آہستہ کہتی جاتی تھی "مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک اس کے
 دماغ میں خلل باقی ہے بعض اوقات یہ ایسی باتیں کرنے لگتا ہے جو ایک عجیب
 راز ہوتی ہیں۔ اور بالکل سمجھ میں نہیں آتیں۔"
 عین اُس وقت آہستہ سے دروازہ کھلا اور نظر آیا کہ مارکوس
 النڈیل اندر جھانک رہا ہے۔ وہ اس بات کا اطمینان کر کے کہ کتھ کے پاس
 اُس سولہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے اندر داخل ہوئے۔ اور خاموشے اشارہ
 کیا کہ باہر جاؤ۔ وہ جب دروازے سے جانے لگی تو آہستہ سے اُس کے کان
 میں کہا "دیکھتی رہنا کہ کوئی شخص اس کمرے کے پاس نہ آئے۔"
 اُس سولہ اگرچہ مارکوس النڈیل سے قطعی نفرت تھی مگر وہ قصر کے
 مالک تھے اس لیے اُن کی نافرمانی کی جرأت کیسے کر سکتی؟ ادب سے جواب
 دیا "آپ کے حکم کے خلاف نہ ہو گا" اور کمرے سے نکل گئی۔
 اب مارکوس کتھ کے پاس آئے اور کہا "نوجوان شخص تم نے جس پر
 استقلال کے ساتھ آرل گلن گائل کی بیٹی کو بچایا ہے اُس کی بے شک تعریف
 نہیں ہو سکتی۔ اور اُس کے لیے میں اور اُن کے باپ دونوں تمھارے نہایت
 شکر گزار ہیں۔ لیکن اب جبکہ تم میں اتنی قوت آگئی ہے کہ آسانی کے ساتھ باتیں
 کر سکو اور اپنے خیالات کو مجتمع کر کے خواب دے سکو تو ضرورت ہے کہ چند
 نہایت اہم معاملوں میں میں تم سے گفتگو کر لوں۔ پہلے تو یہ بتاؤ کہ پر سون رات
 کو انگلستان جاتے جاتے تمھارے دل میں کیا انقلاب ہوا کہ تم نے اپنا خیال
 بدل دیا۔ اور اُس کی وجہ سے یہی نہیں ہوا کہ تم نے لیڈی اوری لینا کے
 ہاتھ کی گھٹی ہوئی درخواست کو کمال بے اعتنائی سے مسترد کر دیا بلکہ اُس سے
 زیادہ سنگین جرم میں مبتلا ہو گئے۔ کیونکہ اس میں شک نہیں کہ اپنا خیال بدل

دینے سے تم نے ایسا کام کیا جس کی وجہ سے تم کو خود اپنے ہاتھ خون میں رنگا
پڑے۔

کنہتہ: "اے ایسا! کیا اپنی حفاظت میں کوئی فعل کرنا جرم میں داخل ہے؟"
کنہتہ کے خیال میں آیا کہ شاید مارکوس اُس موقع کی طرف اشارہ
کر رہے ہیں جب پہلی بار جنگلی کی طرف اور سڑک کے موڑ پر اُس سے ٹیک لینے
سے مقابلہ ہوا تھا۔

مارکوس: "نوجوان شخص۔ کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ میرے اُن نوکرانوں نے
تم پر پہلے حملہ کیا تھا؟ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ تم ہی نے اُن پر تلوار
اٹھائی ہو گی۔"

کنہتہ: (نہایت تعجب سے) "مارکوس صاحب میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"
مارکوس: "خدا کی قسم کنہتہ شیطان کو بھی تم سے زیادہ بننا نہ آتا ہو گا! کیا تم
یہ کہنا چاہتے ہو کہ میرے دونوں خدمت گار تمہارے ہاتھ سے نہیں مارے گئے؟
کیا تم مجھے یہ یقین دلانا چاہتے ہو کہ اُن کی لاشوں کو بیچ سڑک پر سے جہان وہاں
گئے تھے تم نے گھسیٹ کے جھاڑی کے اندر نہیں ڈال دیا؟ آج ہی چند گھنٹے ہوئے
کہ اُن کی لاشیں جنگلی کے چوکیدار کو ملین۔ اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا کہ اُن کو
تم ہی نے مار ڈالا ہو گا۔ لیکن فقط تمہاری خاطر سے میں اس وقت تک اس معاملے
میں اپنی زبان روکے رہا۔ اور لوگوں کو اس بھلاوے سے بچائی میں ڈال دیا
ہے۔ کہ اُنھیں ڈاکوؤں نے قتل کیا۔ لیکن اگر تمہارا یہی طرز عمل رہا اور اس
معاملے میں انکار ہی کرتے رہے تو پھر میں بھی دامن جھاڑ کے الگ ہو جاؤں گا
اور تمہارے بچانے کی کوشش نہ کروں گا۔ تمہارا یہ نیا جرم اُس پہلے جرم کی
تائید کرے گا۔ اور اسی بات کے ثبوت میں پیش کیا جائے گا کہ مارکوس کو مار ڈالنے
کے بعد جب اُس الزام سے بچنے کے لیے تم چھپ کے بھاگے تو اُن لوگوں نے تمہارا
تغائب کیا اور تم نے اُنھیں بھی مار ڈالا۔"

مارکوس کی اس تقریر کو جسے وہ بڑی تیزی کے ساتھ اور جوش
کے لہجے میں کر رہے تھے کنہتہ تعجب و خیر خاموشی سے سنتا رہا۔ اور جب وہ کہہ چکے

تو نہایت شہانت کے ساتھ بلا لاار ڈ صاحب۔ آپ کہتے ہیں کہ دونوں آدمیوں کی آشن
جو پرسوں رات کو میرے ساتھ گئے تھے جنگل میں پائی گئی ہیں۔ یہ تو میں خود جانتا ہوں
کہ وہ مارے گئے۔ لیکن وہ میری حمایت میں اور میری طرف سے لڑتے ہوئے مارے گئے
نہ میرے ہاتھ سے۔ جنگل کے قریب بڑک پر میک آپسین کی جماعت سے ہم سے
مقابلہ ہو گیا۔ اور یقیناً اُس وقت آدمی رات کو وہ لوگ اسی قصر پر حملہ کرنے کے لیے آئے
ہوں گے۔ اُسی لڑائی میں دونوں آدمی جن کو آپ نے میرے ساتھ کر دیا تھا مار ڈالے
گئے۔ اور بظن غالب میک آپسین لوگوں ہی نے اُن کی لاشوں کو کھینچ کے جھاڑی
کے اندر ڈال دیا ہوگا۔ جہاں وہ آج طین۔ مجھے اُس لڑائی میں کسی قسم کی چوٹ
آئی۔ اور نہ کوئی زخم لگا پھر اُس کے بعد میں قصر انڈیل کی طرف واپس آیا۔ اور عین
اُس وقت پہنچا جب کہ سرانڈلف لیڈی اومی لینا تو چور دروازے میں سے
نکال کے لیے جاتے تھے۔

کنتہ یہ بیان کر رہا تھا اور مار کو س الیڈیل اُس کے چہرے کو نہایت ہی
غور سے دیکھ رہے تھے۔ گویا اس بات کا اندازہ کرتے تھے کہ اُس کے دل میں کس قسم کے
خیالات گزر رہے ہیں۔ مگر کنتہ کی نظروں سے ویسی ہی سچائی اور راستبازی ظاہر
ہوتی تھی جیسی صفائی سے کہ وہ زبان سے بیان کر رہا تھا۔ اور گو کہ تم کوں سچی نہ چاہتا
تھا مگر اُنھیں مجھ پر ہمارے نوجوان کے بتائے ہوئے واقعات پر لینا پڑا۔ مار کو س کے
دل میں پہلے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ کنتہ ہی نے میرے نوکر دن کو مار ڈالا ہوگا۔ مگر
اب کنتہ کے بتانے سے معلوم ہوا اور اُنھیں یقین بھی آ گیا کہ ایسا نہیں ہے لیکن
کنتہ کو بے گناہ تسلیم کر لینا اُن کے اغراض و مقاصد کے خلاف تھا۔ اُنھوں نے معصوم
ارادہ کر لیا کہ جہاں ایک بنے بدقسمت نوجوان کے غلام و اوقات اور بدترین الزام
کو قائم کر دیں۔ کیونکہ اُنھیں اُس وقت ہی کہ نقطہ اسی طریقے سے میں کنتہ کو بالکل اپنے
پس میں کر کے اور اُس کی زندگی کو اپنے رحم پر منحصر ثابت کر کے اُسے انگلیت نان
بھاگ جانے پر مجبور کر سکوں گا۔ یہ سُن کے ہمارے ناظرین کی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ مار کو س
نے جان بوجھ کے کنتہ کے بیان کو کیوں غلط بتایا۔
مار کو س۔ ”نوجوان شخص! بے شک تمھارا فقرہ بہت ہی قابل تعریف ہے۔

میں تمہاری تعریف کرتا ہوں کہ یہاں سے اپنے جانے اور اسی وقت میک آپلیمن کو بھی قلعے کے باہر دیکھ لینے سے قائدہ اٹھا کے تم نے میرے ملازمین کے قتل کا الزام ان کے سرخو ب تھوپ دیا۔ مگر تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ ایک ایسی لڑائی میں جس میں میرے ایسے بہادر اور وفادار سپاہی مار ڈالے گئے ہوں تم بغیر چوٹ یا زخم کھائے بچ کے نکل جاتے۔“

کننگھم: ”مگر لارڈ صاحب۔ یہ واقعات جو میں نے بیان کیے بالکل سچ ہیں۔“
مارکوس: ”اچھا تھوڑی دیر کے لیے میں سچ بھی ماننے لیتا ہوں۔ مگر تو بتاؤ کہ تم اس قصر کی طرف واپس کیوں آئے؟ تم تو انگلستان جا رہے تھے؟ تمہارا وہ سب پر جوش ارادے کیا ہوئے جن کی بنا پر تم کہہ رہے تھے کہ میں لیڈی اومی لینا کی خوشی پر اپنے آپ کو قربان کر رہا ہوں!“

کننگھم: ”ایک قوت نے جو مجھ پر غالب تھی اور ایک اثر نے جو میرے ارادوں پر حاوی ہو گیا تھا مجھے اس قصر کی طرف واپس آنے پر مجبور کر دیا۔“
مارکوس: ”خوب۔ تم نے یہ بات بھی ویسی ہی خوبی کے ساتھ بتائی جس طرح کہ میک آپلیمن کا قصہ تصنیف کر لیا تھا۔“

کننگھم: (نہایت تنہا کے ساتھ) ”مگر لارڈ صاحب جو کچھ مشہور ہو رہا ہے اگر وہ سچ ہو تو اس غیر معمولی قوت اور اثر کے کرشمے اسی قصر کے کھانے کے کمرے میں آپ بھی بہت کچھ دیکھ چکے ہیں۔ ایک مرتبہ آج سے تیس سال پہلے اور پھر اگلی کمرس کی دعوت کے موقع پر۔ میں پھر کہتا ہوں کہ ان خلاف قیاس واقعات کو جھوٹا نہ جانیے۔“

مارکوس: ”(ستیر ہو کے) ”نوجوان شخص میں نہیں سمجھا تھا ارا کیا مطلب ہے؟ اگر ساتھ ہی ایک غیر معمولی خوفناک تیرگی مارکوس کے چہرے پر چھا گئی۔“

کننگھم: بس اب اس معاملہ میں زیادہ گفتگو نہ کیجیے۔ آپ اس کمرے میں مجھ سے کچھ سوالات کرنے کو قہر قہر لائے تھے۔ لیکن آپ کے ہر سوال کا جو سچا جواب میں نے دیا آپ نے اسے جھوٹا جانا۔ اور حضرات کے ساتھ رد کیا۔ تو یہ زیادہ بوجھنے نہ کھنے کی کیا ضرورت ہے؟ آہ لارڈ صاحب اگر آپ ان

تمام واقعات کو اُنھیں کی حالت پر چھوڑ دین۔ اور جو واقعات جس عنوان سے پیش آتے جائیں اُنھیں اسی طرح پیش آنے دین تو گو کہ ابھی وہ باتیں بالکل رازِ سرِ بستہ معلوم ہوتی ہیں۔ مگر مجھے کمال یقین ہے کہ آپ کا انتظار کرنا بیکار نہ جائے گا۔
 مار کو س "بورہا قوال مار مور کتنا تھا کہ تم سرسامی کیفیت میں عجیب باتیں کہتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک اُس بنجار کا اثر تمہارے دماغ میں باقی رہ گیا ہے۔"

کنفٹھ "نہیں لارڈ صاحب۔ اس وقت میرا دماغ ویسا ہی صحیح اور درست ہے جیسا کہ خود آپ کا۔"

مار کو س "ایسا ہے تو پھر جو بات تمہارے فائدے کی اور تم سے سمجھا کے کہی جائے گی اُسے شاید تم مان لو گے؟ اچھا بناؤ اس پر راضی ہو کہ اسی وقت یہاں بھاگ جاؤ اور انگلستان میں جا کے دم لو؟"

کنفٹھ "این۔ پھر وہی بات! نہیں۔ جناب لارڈ صاحب مجھے اب معلوم ہو گیا ہے کہ یہ بات میری قسمت میں نہیں ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں اب ہمیں ٹھہر کے واقعات کا انتظار کروں گا۔ غالباً واقعات خود ہی مکمل ہو کے ایسا نتیجہ نمایاں کر دیں گے جو خدا کی مرضی کے موافق ہو گا۔"

مار کو س۔ (غصے کی نگاہوں سے دیکھ کے) "ضدی لڑکے! تو اب تیرا ہی فیصلہ ہے؟"

کنفٹھ "ممانت سے) "بے شک میں ذیہی فیصلہ کر رہا ہے۔"
 مار کو س "کیا تم لیڈی اوی لینا کی مرضی اور خواہش کی بھی قدر نہیں کرتے؟ کیا تمہیں اس بات کا یقین نہیں ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اور جس بات کے لیے تم سے التجا کرتا ہوں وہ پرسوں رات کی طرح آج بھی خاص اُنھیں کی مرضی کے مطابق ہے؟"

کنفٹھ "لیکن ایسے اہم معاملے میں کوئی کارروائی کرنے سے پہلے مجھے نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود لیڈی اوی لینا کی زبان سے سُن لوں کہ وہ مجھ سے اسی خواہش کرتی ہیں۔"

مارکوس: ”تھارے الفاظ سے پایا جاتا ہے کہ ایک نہایت ہی ذلیل طریقہ سے تم بہانہ پیدا کرنا چاہتے ہو کہ اُس نازنین سے باتیں کر دھکی نسبت میرے ساتھ ٹھہر چکی ہے۔ مگر یہ نہایت درجہ ذلیل خواہش ہے اور مناسب نہیں۔“

کننگھم: ”لارڈ صاحب! محض اس وجہ کہ میں کمزور ہوں لیستمر مرض پر پڑا ہوں۔ اور اٹھ نہیں سکتا مجبور ہوں کہ آپ کی باتیں سن لوں۔ لیکن میں بھی آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ذلیل اور بزدلانہ طریقے سے آپ خواہ خواہ اس کمرے میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ اب آپ کے الفاظ سے میری توہین اور مجھ سے نفرت ظاہر ہونے لگی ہے۔“

مارکوس: ”اھاہ! میرے ہی گھر میں اور مجھ ہی سے یہ سخت کلامی!“

کننگھم: ”(نہایت متانت سے)۔“ مہمان نوازی اور یہ بھی خیال رکھنا کہ ان کے معمولی انسانی تہذیب اس بات کی مقتضی ہے اور مجھے یقین دلاتی ہے کہ جب تک میں بیماری کی حالت میں اس کمرے میں پڑا ہوں اُس وقت تک یہ کمرہ میرا ہے۔“

مارکوس: ”اچھا خیر! ان باتوں سے کچھ غرض نہیں۔ اب تم میرا فیصلہ سن لو۔ لیڈی اومی لینا کی خواہش کے مطابق میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ فوراً انگلستان چلے جاؤ۔ اور یوں اُس خوفناک الزام کے نتیجے سے جو لارڈ ملکم کے قتل کی نسبت تم پر عائد کیا گیا ہے بچو۔ اس لیے تم کو تیار ہو جانا چاہیے

کہ جس طرح بنے آج ہی رات کو سرحد انگلستان کی طرف کوچ کر دو۔ لیکن اگر تم یہ طریقہ اختیار کرنے سے انکار کرتے ہو تو تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ میں تمہارا نہایت ہی سخت اور بدترین دشمن ہوں۔ اور تمہارے ساتھ میں

اس قدر نفرت اور ایسی حقارت کے ساتھ پیش آؤں گا اور ایسی بے رحمی کا سلوک کروں گا کہ تمہاری باقی ماندہ زندگی کا ایک گھنٹہ طرح طرح کی کیفیوں، اذیتوں اور ناامیدیوں سے لبریز ہو گا۔ تم کو فقط ایک ہی قتل

کا الزام لگانے پر میں بس نہ کہ ون گا بلکہ اس کمرے سے نکلنے ہی شہور کر دوں گا کہ تم نے مجھے بیان بلا کے اپنے جرائم کا اقرار کر لیا ہے۔ ہاں۔ اسی وقت یہاں سے جا کے سب سے کہہ دوں گا کہ تم نے خود اپنی زبان سے

اقرار کر لیا اور قبول کر لیا کہ میرے دونوں وفادار نوکر دن کو بھی تم ہی نے دغا باز کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

کنٹھہ۔ (ایک جوش کے ساتھ بستر پر اٹھ کے) ”افوہ ہلا رڈ صاحب آپ اتنے بڑے شیطان ہیں؟“

مار کو س۔ ”گستاخ بڑے ایسے ہیں اور بڑا گستاخ ہی تک رکھ۔ مگر میں صاف صاف کہہ دیتا ہوں کہ اگر تو نے میری مرضی کے خلاف کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو بے شک میں تیرے حق میں ایک بدترین شیطان ہی بن جاؤں گا۔“

کنٹھہ۔ ”لیکن میں اُن تمام خوفناک جھوٹے الزاموں سے جو آپ مجھ پر قائم کر رہے ہیں یا آئندہ کریں صاف انکار کر دوں گا۔“

مار کو س۔ (ہنس کے) ”انکار کرو گے! لیکن تمہاری بات کا یقین کون کرے گا؟“
 کون ہی جو میرے مقابلے میں تم کو سچا جانے؟ اور تم خود ہی دیکھ لو کہ واقعات تمہارے کس قدر خلاف ہیں؟ سارے ضلع میں یہ مشہور ہی ہو چکا ہے کہ پر سون رات کو بغیر کسی مدد کے تم خود ہی قلعے سے نکل بھاگے۔ پھر کون ہے جو اس بات کا یقین نہ کرے کہ میرے اُن دو ملازموں نے تم کو بھاگتے دیکھ لیا۔ وہ تمہارے بچاؤ میں روانہ ہوئے۔ اور تم نے اُنہیں مار ڈالا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ بڑے عداوارو غنہ سنگھ نے اقرار کر کے لگا کہ خود اُس نے تم کو بھاگتے دیکھا تھا اور اُن دونوں آدمیوں کو تمہارے تعاقب میں روانہ کیا تھا۔ یہ سب شہادتیں تمہارے خلاف جمع ہو جائیں گی۔ اور تم ساری دنیا کی نظر میں لارڈ ملکم کے اور میرے دونوں وفادار خادموں کے قاتل قرار پا جاؤ گے!“

کنٹھہ۔ (متانت سے) ”لارڈ صاحب۔ آپ کے خیالات اگر ایسے ہی ذلیل و بیہوش ہیں اور آپ اسی طرح ہاتھ دھوکے میرے پیچھے پڑے ہیں تو پھر میرے لیے سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہیں ہے کہ خدا پر پھروسہ کر کے بیٹھ رہوں۔“

مار کو س۔ ”یہ سب ہے مگر تم انگلستان نہ جاؤ گے! اور میری تباہی ہوئی تدبیر پر عمل کرنے سے تمہیں انکار ہے۔“

کنٹھہ۔ ”لارڈ صاحب بے شک مجھے انکار ہے۔“

مار کو س۔ اچھا تو بس اس وقت سے آج مجھے اپنا نہایت ہی سخت اور بدترین دشمن سمجھنا۔

یہ کہتے ہی مار کو س کمرے سے نکلے اور دروازہ بھڑکتے ہی آوروں کے جوش سے چلا کے کہا: خدا کی پناہ! ایسا نوجوان۔ اور اس قدر کم عمر اور پھراتے بڑے گناہ! توبہ توبہ! معاذ اللہ!

خادمہ ارسولا جو برآمدے میں کھڑی انتظار کر رہی تھی اُن کے یہ الفاظ سنتے ہی گھبر کے بولی: لارڈ صاحب مریم عذرا کا واسطہ جلد بتلائے کہ کیا ہوا؟

مار کو س نے گفتہ کے کمرے کی طرف اشارہ کر کے کہا: اس نوجوان شخص نے جیسے جیسے ہولناک واقعات اس وقت میرے سامنے بیان کیے ہیں اُن کو زبان پر لاؤں تو میرے پاؤں تک کانپ جاتا ہوں۔ ابھی اس نے میرے سامنے اقرار کر لیا کہ لارڈ ملکہ کو اسی قتل کیا اور یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ میرے اُن دونوں وفادار خادموں کی جانیں بھی اسی نے اپنے ہاتھ سے لیں جن کی لاشیں آج عتوڑی دیر ہوئی برآمد ہوئی ہیں۔

ارسولا جھوٹ۔ لارڈ صاحب۔ بالکل جھوٹ۔ آپ اپنا مطلب نکالنے کے لیے بہت ہی ذلیل جھوٹی باتیں بنا بنا کے بیان کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اُس بد نصیب نوجوان کی جان لیں۔ اُس نے مجھ سے عداوت بیان کی تھی کہ لارڈ ملکہ کے معاملے میں وہ بالکل بیگناہ ہو۔ اور آپ کے دونوں خادم تمسک لیں کے مقابلے میں مارے گئے۔

مار کو س۔ (غصے کے لمحے میں) "اٹھا! معلوم ہوتا ہے تو بھی اُس نوجوان کی چکنی چپڑی باتوں میں آگئی ہے۔ اور اُس کی باتوں کا یقین کر لیا۔ مگر ابھی ابھی میرے سامنے اُس نے بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا۔" ارسولا: اچھا آپ سچے ہیں تو ابھی چل کے اُس سے میرے سامنے دوبارہ کہلا دیجیے۔ میں مان لوں گی۔

مارہ کو سنا۔ ذیل عورت! میرے سامنے اور میرے منہ پر میری توہین کرتی ہے! جاوے ہو میرے سامنے سے! اور ابھی چلی جا۔ اور آئندہ خیال رکھ کہ مجھ سے ذی عزت رئیس کے سامنے کن آداب سے گفتگو کی جاتی ہے۔ مشکل نہیں ہے کہ اہل کلن گائل سے کہہ کے بن تجھے اس گھر سے نکلوا دوں۔ جا اپنے کمرے میں جا اور کتھ کے لیے اگر ضرورت ہوئی تو دوسری خادمہ بلا دی جائے گی۔

اسو لاکھ جواب دینا چاہتی تھی مگر دل میں خیال کیا کہ اب ایک لفظ بھی میری زبان سے نکلا تو مارہ کو سس کو اور چوش آجائے گا۔ اس کے ساتھ دل میں ڈری کہ ایسا نہ ہو میں ہمیشہ کے لیے اپنی پیاری بیوی کی خدمت سے جدا کر دی جاؤں بہر حال اس اندیشہ سے خاموش رہی۔ اور مارہ کو س کے سامنے سے ٹل گئی۔

اب مارہ کو س برآمدے میں اکیلے کھڑے تھے۔ چند لمحوں تک سوچتے رہے کہ اب کیا کارروائی کروں اپنے اور کتھ کے متعلق جو فیصلہ کر لیا تھا اس پر غور کر رہے تھے کہ کیونکر اسے ہوشیاری۔ اور احتیاط کے ساتھ آگے بڑھاؤں۔

اسی فکر میں تھے کہ برآمدے کے اُس طرف داروغہ اینگس فٹن نظر آیا۔ اس وفادار خادم کی صورت دیکھتے ہی ایک بات دل میں آگئی۔ فوراً اُسے اشارے سے اپنے قریب بلا یا اور کہا « اینگس۔ فوراً دوڑ کر ایک سپاہی کو توڑ بلا لاؤ تاکہ یہاں کتھ کے کمرے کے دروازے پر کھڑا ہو کے پہرہ دے اور اُسے اور اور سب سپاہیوں کو جو یہاں پہرے پر آئین تاکہ کر دینا کہ خبردار کوئی کتھ کے پاس نہ آ سکے۔ اگر ضرورت ہو تو فقط مامور اُس کے علاج کے لیے آ سکتا ہے۔ بس اور کسی کی ضرورت نہیں۔ اور مامور کو بھی حکم دینا کہ سوا علاج معالجے کے اور کسی قسم کی باتیں کتھ سے نہ کرے مطلب یہ کہ کتھ کو نہایت ہی سخت قید میں رکھا جائے۔

اینگس۔ (مخفیہ نگاہوں کے ساتھ) «جی حضور میں سمجھ گیا»

اس کو پانچ ہی منٹ ہوئے ہوں گے کہ ایک سپاہی کتھ کے کمرے

کے دروازے پر لاکے کھڑا کر دیا گیا۔ لیکن چونکہ کفتمہ نے مارکوس کے جانے کے بعد اُن کی برآمدے کی گفتگو نہیں سنی اس لیے اُسے ایک گھنٹہ بھر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ قیدی ہوں۔ اُسے اس کا پتہ اُس وقت لگا۔ جب مارکوس رات کو دو بجائے لیے آیا۔ اُس کو بوڑھے قوال کے ساتھ سیاہی بھی اندر آیا۔ اور کفتمہ سمجھ گیا کہ خادمہ اہل سولائیری تیار داری سے علیحدہ کر دی گئی۔ میرے دروازے پر پہرا ہے۔ اور میں اب سیاہی کی عدم موجودگی میں کسی سے بات نہیں کر سکتا۔ غرض اُس فوجوان طرم پر اب صاف آشکارا ہو گیا کہ مارکوس اللٹیل سیدی دشمنی اور انتقام پر آمادہ ہیں۔

اسی اثنا میں مارکوس ارل گلن گائل کے پاس گئے اور یہ باتیں اپنی طرف سے بنا کے اُن سے بیان کرنے لگے۔

ابھی فوجوان کفتمہ نے درخواست کی کہ اُس کے کمرے میں جا کے میں اُس سے ملوں۔ مجھے مناسبانہ معلوم ہوا کہ اُس کی یہ ایک اونٹنی سی درخواست نہ دکر دی جائے۔ چلا گیا۔ اُس نے نہایت خوشامد اور عاجزی کے ساتھ اس بات کی خواہش کی کہ میں اپنے اثر سے کام لے کے اُسے قانونی سزا سے بچاؤں۔ اور وہ صاف صاف الفاظ میں اپنے جرم کا اقرار کرے۔ میں نے کہا پہلے تم صاف صاف بیان کر دو پھر مجھ سے جہاں تک ہو سکے گا کوشش کروں گا۔ یہ سنتے ہی اُس نے اقرار کر لیا کہ واقعی لارڈ ملکم کو میں ہی نے قتل کیا۔ اور آپ کے دونوں نوکر دن کو بھی میں ہی نے مار ڈالا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ پرسوں رات کو جب کفتمہ بیان سے نکل کے بھاگا تو اُن لوگوں نے اُس کا تعاقب کیا۔ اور اُسے پالیا۔ اور مدد بھی کیا کہ سیدھی طرح قصر میں پھردا پس چلا آئے۔ وہ لوگ اُسے لیکر واپس آ رہے تھے کہ کفتمہ نے دھوکا دے کے دفعتاً ایک شخص پر ایسا بھربور ہاتھ مارا کہ وہ گرا اور مر گیا۔ اُس کے بعد چھ دوسرے شخص کو مغلوب کر کے اُس نے قتل کر ڈالا۔ اتنے بڑے دو جرم کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے وہ پھبتایا۔ اور اس دہشت میں کہ میں نے یہ کیا کیا۔ ایک بخود ہی کے عالم میں خود ہی قصر کی طرف واپس چلا آیا تاکہ اپنے آپ کو آپ کے قدموں پر ڈال سکے۔ کل گیارہ

کا اقرار کر لے اور رحم کا خواستگار ہو۔ چور دروازے کے قریب تک پہنچا تھا کہ اُس سے مسک آپسین سے مڈبھڑ ہو گئی۔ اور اس واقعے سے اُس کی حالت میں بھر ایک تغیر واقع ہوا۔ لیکن اب پھر کھینچا یا۔ اور یہ خیال کر کے کہ آپ سے چار آنکھیں نہ ہو سکیں گی مجھے بلا بھیجا اور میرے سامنے اقرار کر لیا۔ اب مجھے یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ لیڈی اوی لینا کی غاومہ اُس نوجوان خونی لزم کے پاس رہے اس لیے میں نے اُس کو اُس کے کمرے میں جانے سے منع کر کے ایک سپاہی اس کے دروازے پر پہرے کے لیے کھڑا کر دیا ہے کہ شاید اُس کے خیالات میں بھر کوئی تغیر واقع ہوا اور نکل بھاگنے کی کوشش کرے۔

ارل گلن گائل لارڈ صاحب! آپ نے جو کچھ کیا مناسب کیا۔ بس اب ہمیں یہی کرنا چاہیے کہ جب تک اڈنبرا سے کوئی اطلاع نہیں آتی ہے اس نوجوان کو اچھی طرح قید رکھیں۔ آہ! کتنی! کتنی! قیمت میں یہ کھاتا تھا کہ تیرے ہاتھ سے میں اپنے عزیز اور پیارے بیٹے سے محروم کیا جاؤں؟ آہ! لارڈ صاحب۔ آج کل میری قیمت ایسی پلٹی ہے کہ جلد ہر دیکھتا ہوں ادبار ہی ادبار نظر آتا ہے۔ یہ کہہ کے ارل گلن گائل نے اپنا نمونہ دوسری طرف پھیر لیا تاکہ مارکوس آنسوؤں کو نہ دیکھ سکیں جو اُن کی آنکھوں سے جاری ہو گئے تھے۔

اب ہم قصے کے اس حصے کو زیادہ طول دینا نہیں چاہئے۔ خلاصہ یہ کہ دس دن ہو گئے کتنی اپنے کمرے کے اندر سخت قید اور حراست میں پڑا رہا۔ اُسے کسی سے بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اور نہ کوئی شخص اُس کے پاس جاسکتا تھا۔ کیونکہ جیسے ہی علاج کی ضرورت نہ رہے ہو گئی مار موہ کو بھی اُس کے پاس جانے کی ممانعت کر دی گئی۔ اس اثنا میں ہمارے نوجوان بہادر کو اگرچہ نہایت ہی سخت روحانی تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ لیکن وہ نہایت استقلال کے ساتھ ان سب مصیبتوں کو برداشت کرتا رہا۔ اور وہ جیہ کہ اُسے پورا بھروسہ تھا کہ وہ عالم الغیب خدا جس نے غیر معمولی طریقوں سے میری مدد کی ہے۔ مجھے بھول نہ جائیے گا۔

دس روز کے بعد اڈنبرا سے خبر آئی کہ محکمہ نیابت نے حکم دیا ہے کہ کتنی کا مقدمہ قصر انڈیل ہی میں اعلیٰ حاکمان عدالت کے سامنے پیش ہو جو اسی مقدمہ

کے لیے دارالسلطنت سے روانہ ہو چکے ہیں۔

میسوان باب

مقدمہ کی تیاریاں

جیسے ہی خبر اڈنبرا کے محکمہ نیابت سے آئی مارکوس النڈیل نے مقدمہ کے متعلق تمام انتظامات اپنے ذمے لے لیے۔ اور اپنا ایک خاص قاصد بھیج کر سرولیم و س ہارٹ کو بلا بھیجا جو اس ضلع کے شریف تھے۔ یہ شریف چنانچہ ایسے بزرگ تھے جو نہایت ذلیل طریقوں سے اپنے اعلیٰ عہدے داروں کی خوشامدین کر کے بہت ہی ادنیٰ نوکری سے ترقی کر کے شریف ہو گئے تھے۔ اور ایک چھوٹے موٹے لارڈ کی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ لیکن خاندان کو کیا کرتے؟ سب کچھ ہوا اگر اعلیٰ خاندانی حیثیت نہ نصیب ہوئی۔ جو اس زمانے میں بڑی چیز سمجھی جاتی تھی۔ اس لیے خاندانی امراؤں کو اپنی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے نہ دیتے۔ جس کی وجہ سے وہ خوشامد درآمد سے کام لے کے اور امیرون کی دلجوئی کر کے ان میں ملنے کی کوشش کرتے۔ اب مارکوس النڈیل کے ایسے ایک اعلیٰ طبقے کے خاندانی لارڈ نے بلا بھیجا تو دفعۃً مارے خوشی کے ان کا دماغ نوین آسمان پر پہنچ گیا۔ اور فوراً ہمارا ہیون کی ایک شاندار جماعت ساتھ لے کے قصر النڈیل کی جانب چل کھڑے ہو گئے۔

جس دن اڈنبرا سے اطلاع آئی تھی اس کے دوسرے ہی دن سرولیم و س ہارٹ قصر النڈیل میں آ پہنچے ان کے سب ہمراہی ہائی لینڈ کی وضع کے کپڑے پہنے تھے۔ اور بڑی بڑی تلواروں اور تیروں کے علاوہ خنجروں سے بھی مسلح تھے۔ اینگس و مین اٹھین قصر کے نعمت خانے میں لے گیا جہاں ان قوی پہنکل لوگوں نے الوان نعمت پر اس آزادی سے ہتھے مارے اور اس بیباکی سے بادہ گلگون کے جام لٹھاے کہ سب کو حیرت ہو گئی۔ مگر ان کے آقا سرولیم و س ہارٹ اس کمرے میں پہنچا دیے گئے جہاں مارکوس النڈیل

بیٹھے ان کا انتظار کر رہے تھے۔

کھا: لکھنے کے بعد شریف صاحب نے نہایت ادب کے ساتھ مار کو س سے اس مقدمے کے حالات دریافت کیے مار کو س الٹھیل نے فوراً ادا قات بیان کرنا شروع کر دیے۔ مگر اُنھوں نے جو کچھ بیان کیا اُس میں کنتھ پر ایسی چالاکی سے الزام لگائے کہ شریف کی رائے بے کچھ کے سنے خود ہی اُس فوجوان ملزم کے خلاف ہو گئی۔ مار کو س الٹھیل چاہتے بھی یہی تھے کہ سرولیم دس ہارٹ اُن کے ہم خیال ہو جائیں۔ اور یہی ہوا۔ شریف صاحب کو قصر میں داخل ہوئے پورا گھنٹہ نہ ہوا ہو گا کہ اُنھیں کال یقین ہو گیا کہ کنتھ کے مقدمہ کی کارروائی فقط قانونی ضابطے کی تکمیل ہے ورنہ اُس کے مجرم ہونے میں تو کسی قسم کا شک و شبہ ہی نہیں ہے۔

بہر حال اپنے خیال کے مطابق مقدمے کے سچے حالات معلوم کر لینے کے بعد سرولیم نے مار کو س سے پوچھا "اور جناب لارڈ صاحب۔ جیوری میں کون کون لوگ ہوں گے؟"

اب ناظرین کو قصہ چھوڑ کے ذرا یہ سُن لینا چاہیے۔ کہ اسکاٹ لینڈ میں اُن دنوں فوجداری مقدمات کا فیصلہ اگرچہ برائے نام جیوری کے ذریعے سے ہوا کرتا تھا۔ مگر اُس جوری کا طریقہ موجودہ جیوری سے بالکل جداگانہ تھا جیوری میں اکثر وہی لوگ منتخب ہوتے جو اُس مقدمے کے گواہ ہونے یا وہ جن کی نسبت سمجھا جاتا کہ اُسی مقام پر یا اُسی قرب و جوار کے باشندے ہونے کے باعث مقدمے سے آگاہ ہوں گے اور ملزم سے واقفیت رکھتے ہوں۔ شریف جو جیوری کا انتخاب کرتا وہ کسی عام فہرست میں سے اُن کے نام نہیں چنتا اور نہ اس بات کی کوشش کرتا کہ وہ لوگ غیر جانبدار ہوں بلکہ اُس کا فرض سمجھا جاتا کہ جیوری میں ایسے لوگوں کو منتخب کرے جو مقدمے کے حالات اچھی طرح جانتے ہوں۔ جیوری والوں کو صرف اس بات کا اقرار کرنا پڑتا کہ "ہم سچ بولیں گے" آج کل کی طرح یہ اقرار نہ کرنا پڑتا کہ "ہم شہادت کی بنیاد پر صحیح فیصلہ کریں گے" اگر شریف کا منتخب کیا ہوا کوئی شخص جیوری میں مقرر

ہو کے عدالت کے سامنے پیش ہوتا اور بیان کر دیتا کہ میں اس مقدمے کے متعلق کچھ نہیں جانتا تو اُسے علیحدہ کر کے دوسرا شخص طلب کیا جاتا جو مقدمے کے زیادہ حالات جانتا ہوتا۔ زہر خورانی کے سوا قتل کے تمام مقدمات اسی قسم کے جوہری کوڈ بیجے سے فیصلہ ہوا کرتے۔ زہر خورانی کے مقدمات اس بنیاد پر علیحدہ کر دیے گئے تھے کہ اس جرم کا ارتکاب عموماً اس طرح خفیہ طور پر ہوا کرتا ہے کہ اور لوگ اُس سے واقف نہیں ہو سکتے۔

یہ سن کے چارے ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ سر ولیم وِس ہارٹ نے مار کو س سے جوہری کے انتخاب کے متعلق کیوں سوال کیا۔
 مار کو س الڈیل - (نہایت دوستی اور بیعتی کے بلجے میں) "سر ولیم۔ میں نے ایک فرست مرتبہ کر تی ہے جن میں اُن اُمرا اور سرداروں کے نام ہیں جو اتفاق سے اُس وقت قصر الڈیل میں موجود تھے جب لارڈ ملکم کا واقعہ پیش آیا تھا۔ کیا آپ اس فرست کو دیکھیں گے۔"

سر ولیم "نہیں لارڈ صاحب۔ اس کی کیا ضرورت ہے؟ اس معاملے میں مجھے آپ پر پورا اعتماد ہے۔ اور اگر آپ مہربانی فرما کر انہیں امر اور وسایں سے نپید سولہ حضرات کو بلوادیں تو یقین ہے کہ اعلیٰ حاکم عدالت کے پہونچنے تک بارہ آدمیوں کی ابھی خاصی جوہری ہو جائے گی۔"

مار کو س "بہت اچھا میں اپنے آدمیوں کو ابھی بھیجے دیتا ہوں۔ اور جناب سر ولیم چونکہ آپ سے نیاز حاصل کر کے مجھے بے انتہا مسرت ہوئی ہے اور ہیں آپ کی میزبانی کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ اس لیے امید ہے کہ آپ جب تک قصر الڈیل میں رہیں گے اسے اپنا ہی گھر سمجھیں گے۔ اور جناب۔ آپ اسے خوشامد یا چاہو سی سمجھیں کہ آپ کے ایسے شریف آدمی کے اس چارہ دیواری میں رونق افروز ہونے پر مجھے بڑا ناز ہے۔ اور میری طرح میری دوست ارل گلن گائل بھی آپ سے مل کے بہت خوش ہوں گے۔ تھوڑی دیر میں آپ کو اُن سے ملاؤں گا۔ ان الفاظ پر شریف صاحب کی خوشی کی کوئی انتہاء تھی۔ مار سے خوشی کے اس وقت اُن کو اس کی بھی حس نہ تھی کہ میں پاؤں کے بل کھڑا ہوں۔ یا سر کے بل

نتیجہ یہ کہ اُن سے جواب دیتے نہ بن پڑا اور گھبراکے بولے "لارڈ صاحب۔ آپ بہت ہی اچھے شریف اور خلیق آدمی ہیں۔"
 مارکوس النڈل - (ناموں کی فہرست دیکھتے دیکھتے گویا دلفتہ کوئی بات یاد کر کے)
 "اور ہاں۔ یہ تو میں آپ سے کہنا بھول ہی گیا کہ اس مقدمے کے خاص خاص شاہد یا تو اسی قصر کے رہنے والے ہیں یا وہ ادنیٰ لوگ ہیں جو میری ملازمت میں داخل ہیں۔ ایک بھاٹک کا دربان ہے۔ دو جنگل کے چوکیدار ہیں۔ ایک میرا نادار داروغہ انیس فٹن ہے۔ اور ایک خادہ ہر جوار گلن گلن کی ملازمت میں ہے۔"

سرولیم جو بالکل تیار تھے کہ لارڈ النڈل جیسا فیصلہ چاہیں کر دیں بولے "تو حضور۔ اس میں کیا مضائقہ ہے؟ یہ تو گ جن کے آپ نے نام لیے ہیں یہ بھی جو رمی میں شریک کر لیے جائیں گے۔"
 مارکوس "تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اگر گرد و نواح کے سات آٹھ سرداروں کو آپ کی طرف سے اور آپ کے نام سے بلا بھیجوں تو کافی ہو گا۔"
 سرولیم "بہت مناسب مجھے بھی آپ کی رائے سے بالکل اتفاق ہے۔"
 مارکوس "میں آپ کی اس تجربہ کاری اور زود فہمی کا قائل ہو گیا۔ اس سے بڑھ کے کیا ہو گا جو چھوٹی چھوٹی باتیں میں کمال بے لوثی سے پیش کرتا ہوں آپ انہیں ایک اونے اشارے میں سمجھ جاتے ہیں۔"

سرولیم - (ذرا سرا و بچا کر کے) بے شک ان معاملات کا مجھے تھوڑا بہت تجربہ ضرور ہو گیا ہے۔ اور مجھے اس پر ناز ہے کہ جس طرح میں اپنے فرض منصبی کو انجام دیتا ہوں اُس کی نسبت حضور ایسی اچھی رائے رکھتے ہیں۔"
 مارکوس "دست سرولیم میں مٹن پچکا ہوں کہ آپ اس ملک کے تمام شریفوں سے اچھے اور سب سے زیادہ تجربہ کار ہیں۔"

غرض اسی قسم کی چالاک اور بکاری کی باتیں کر کے لارڈ النڈل نے جو رمی میں ایسے لوگوں کو منتخب کر لیا جو بالکل اُن کے ہم خیال تھے۔ اُن کے اثر میں تھے۔ اور شریفانہی خوشامد اور تعریفیں کر کے اُن

حضرت لارڈ صاحب نے مقدمہ گویا اپنے ہی قصبے میں کر لیا۔
 دوسرے دن اعلیٰ حاکم عدالت۔ اُن کے ایک مددگار اور وکیل
 سرکار علی اور اہل کاروں کی ایک مناسب جماعت کے ساتھ قصر النڈیل
 میں آئے۔ یہ اعلیٰ حاکم اسکاٹ لینڈ کی کل عدالتوں کے افسر اعلیٰ تھے۔
 اور مددگار اُن کی مدد کے لیے نہ تھے بلکہ بطور محترم اور اسیسر کے ساتھ آئے
 تھے۔ اور وکیل سرکار کے متعلق تو بتانے کی ضرورت نہیں کہ دعوے
 کی طرف سے وکیل تھے قصر میں اُن اعلیٰ حاکم عدالت اور اُن کے ہمراہوں
 کے استقبال کے لیے بڑی بڑی تیاریاں کی گئی تھیں۔ لیکن چونکہ یہ نیابت
 کا زمانہ تھا۔ اور جو لوگ نائب تھے وہ سخت متعصب کتھو لک تھے اس لیے
 یہ حکام مارکوس النڈیل اور ارل گلن گائل سے زیادہ خلق اور نشاۃ
 دلی سے نہیں ملے۔ ہمیں اپنے ناظرین کو اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت
 نہیں ہے کہ ارل گلن گائل اور محکمہ نیابت میں اختلاف ہی نہ تھا بلکہ
 ارل پراسٹنٹ ذہب کے پابند تھے۔ اور اسی سبب سے وہ اڈنبرا سے
 جلا وطن کر دیے گئے تھے۔ لہذا اعلیٰ حاکم عدالت کو اُن کے ساتھ زیادہ
 اخلاق برتنے کی کوئی خاص وجہ بھی نہ تھی۔ لیکن وہ لوگ مارکوس النڈیل
 سے بھی جو اچھی طرح نہ ملے اس کی یہ وجہ تھی کہ مارکوس نے آرل کی
 کی تھی۔ اُن کے ہم مذہب تھے۔ اور آرل کی بیٹی کی نسبت بھی اُن کے ساتھ
 تھی۔ لہذا اعلیٰ حاکم عدالت قصر النڈیل میں پہنچ کے مارکوس اور آرل دونوں
 سیرکے پر کمر تیر لیموس ہارٹس بہت ہی خندہ جیمنی سے ملے۔ کیونکہ انھیں وہ بہت
 دنوں سے جاسے تھے اور اڈنبرا کی ہائی کورٹ کی طرف سے وہ اس ضلع
 کے ناظم عدالت تھے۔ غرض اعلیٰ حاکم عدالت۔ اُن کے مددگار اور وکیل
 سرکار تینوں نے بڑے کھانے کے کمرے میں کھانا کھانے میں غور کیا۔ اور
 آتے ہی اپنے کمرے میں چلے گئے جو اُن کے لیے مقرر کر دیے گئے تھے اس کے
 بعد تینوں نے مل کے کھانا کھایا اور سرشام ہی سے سو رہے۔
 جو سپاہی کتھو کے کمرے کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا اس نے

خود اُسے اطلاع دی کہ اعلیٰ حاکم عدالت اڈمبراسے آگئے ہیں۔ مگر گنتھ کے چہرے پر اس خبر سے کوئی خوف یا پریشانی نہیں پیدا ہوئی بلکہ برخلاف اس کے اُس کی چتونوں سے اطمینان کے آثار ظاہر ہوئے۔ اُس نے دل میں کہا کہ اب میری بیگناہی بہت جلد ظاہر ہو جائے گی۔ دوسری خبر جو گنتھ کو پرے کے سپاہی سے ملی یہ تھی کہ تمھارا مقدمہ کل ہی پیش ہو گا۔ اب وکیل سرکار کے حکم سے اُس کے پاس وہ فرسٹ پہنچائی گئی جس میں اُن گواہوں کے نام لکھے تھے جو جوہری مقرر ہونے والے تھے۔ اور اجازت دی گئی کہ اگر گواہوں میں تم اور نام بڑھانا چاہتے ہو تو بڑھا سکتے ہو۔ مگر گنتھ اپنی سچائی کے جوش میں جواب دیا کہ میں کوئی گواہ نہیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ فقط اپنا صاف اور سچ بیان دونوں کا کہ واقعات کس طرح پیش آئے۔ یہ جواب دے کے وہ اپنے کمرے میں بیٹھ گیا۔ اور اپنے حالات پر غور کرنے لگا۔ اسی استغراق میں تین گھنٹے گزر گئے۔ اور اب رات کے گیارہ بجے تھے کہ یکایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک انداز نے جس سے کان آشنا تھے دستاں لہجے میں آہستہ سے کہا "میان گنتھ!"

گنتھ (پہچان کے) "ابن جافرے! تم ہو" اور یہ کہتے ہی دروازے کی طرف لپکا اور کہا "کئی دن سے تجھیں نہیں دیکھا۔ اس گھڑی اپنے ایک نئے دوست کی صورت دیکھ کے دل کو بڑی تسلی ہوئی" پھر آٹھ پونچھ کے تعجب کے لہجے میں کہا۔ "مگر یہ کیا! تم تو فوجی کپڑے پہنے۔"

جافرے "ابن! تم ابھی تک نہیں سمجھے؟ میں اس وقت میان پر ہر دے رہا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جس شخص کا اس وقت گیارہ بجے سے دو بجے تک پہرہ تھا وہ شراب کے نشہ میں مہوش بڑا ہے۔ اسی وجہ سے اُس نے مجھ سے خوشامد کر کے التجا کی کہ اُس کے کپڑے پہن کے اُس کی جگہ کھڑا ہو جاؤں۔ یوں میں بیان کر رہا ہو گیا۔ اگرچہ اُس کی ٹوپی بہت بڑی ہے اور اُس کی زبردستی بھی میرے جسم میں اس قدر ڈھیلی ہے کہ بلائے جان ہو رہی ہے لیکن اس مصیبت کو برداشت کر رہا ہوں کیونکہ میں ہی نے اُس سپاہی کو اتنی شراب پلا دی تاکہ وہ آپے سے باہر

ہو گیا۔ اور مجھے اُس کی جگہ پہرہ دینے کا موقع مل گیا۔
 کنتھہ: ”ہاں میں سمجھا۔ شاید تمہارے دل میں کوئی جھلس بات ہوگی میرے سچے دوست
 میں خوب جانتا ہوں کہ تمہیں مجھ سے بڑی محبت ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ میرے
 لیے تم ہر خطرے اور ہر مشکل کا مقابلہ کر لے کو تیار ہو۔ لیکن اگر کوئی ایسی بات
 تمہارے ذہن میں ہو کہ میں یہاں سے بھاگ جاؤں اور اس طرح کل دالے
 مقدمے سے بچنے کی کوشش کروں تو جعفری تم غلطی پر ہو۔ یقیناً یہ بڑی
 بھاری غلطی۔“

جعفری: ”نہیں۔ نہیں۔ میان کنتھہ میرا یہ خیال ہرگز نہ تھا۔ کوئی ایسی تجویز پیش
 کر کے میں آپ کی توہین نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن مجھے اس کا بھی پورا اطمینان ہے
 کہ آپ بالکل بیگناہ ہیں اور امید ہے کہ کل کی کارروائی میں آپ ہر طرح بے
 جرم ثابت ہوں گے اور اس الزام سے صاف بری ہو جائیں گے۔ اصل یہ ہے
 کہ اُس نیک بخت خادمہ ارسلولا نے آہستہ سے میرے کان میں کہا اور مجھے
 اطمینان دلادیا کہ آپ بیگناہ ہیں۔ اور اُس کے کہنے سے میں نے اس وقت پہلے
 کو شراب پلا کے مہوش کر دیا۔“

کنتھہ: ”مگر یہ تو بتاؤ کہ آخر تمہارا کیا مطلب ہے؟ اور ارسلولا اپنی مہربانیوں
 کا کون سا تازہ ثبوت دینا چاہتی ہیں؟“
 جعفری: ”میان کنتھہ۔ ابھی آ کے کہتا ہوں۔“ یہ کہنے کے وہ کرے کے باہر گیا۔

اور سارے برآمدے پر ایک سرسری نظر ڈالی جو آہنی چلا غون سے روشن تھا اور
 جب اطمینان ہو گیا کہ اُس پاس کوئی نہیں ہے تو پھر کمرے میں واپس آیا اور کہا۔
 نیک بخت خادمہ ارسلولا نے میرے کان میں کہا کہ اس چار دیواری کے اندر
 ایک ایسا شخص ہے جو اس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ وہ بچپن میں آپ کے ساتھ
 رہا۔ آپ کے ساتھ کھیل کود کے بڑا ہوا اس وقت آپ دنیا میں بالکل بے یار و مددگار
 ہیں اور ایک ایسے الزام میں گرفتار ہیں کہ اگر شہادت پوری اُتر گئی تو نہایت
 ہی خطرناک۔“

کنتھہ: ”اھا! میں سمجھ گیا۔ تمہاری مراد لیڈی اوی لینا سے ہے۔ جعفری میں

سمجھ گیا کہ تمہارے دل میں کیا ہے۔ شاید لیڈی ادوی لینا! مجھے اجازت دیتی ہوں گی کہ چند منٹ کے لیے اُن سے ملنے کی عزت حاصل کروں۔“

جافر نے (دفعۃً چونک کر) ”چپ! چپ! دیکھو کوئی آتا ہے۔“

کنٹھ نے نہایت ہی آہستگی سے فوراً دروازہ بند کر لیا۔ اور جافر نے برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ لیکن آخر میں گھلا کہ یہ اُرسولا کے پیروں کی چاپ تھی۔ اُس کا اشارہ پاتے ہی جافر نے کنٹھ کو اُس کے کمرے سے نکالا۔ اور چارہ انوجوان بہادر اُس نیک لہس عورت کا محبت بھرا چہرہ دیکھ کے خوش ہو گیا۔ بڑھ کے نہایت ہی گر محوشی سے ہاتھ ملا یا مگر اُرسولا نے اشارہ کیا کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ چنانچہ برآمدے سے گزرنے کے پتھر کے زینے پر لے گئی۔ اور پھر وہاں سے اوپر وائے گرجے میں۔

اکتیسواں باب

قصر کا گرجا

اس کا تھک وضع کے گرجے میں اس وقت تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ فقط ایک دھندلا چراغ ایک کونے میں ٹٹمار ہاتھا۔ اُرسولا نے گھبراہٹ کے لہجے میں کنٹھ کے کان میں کہا تم اُس مقام پر جاؤ جہاں چراغ روشن ہے۔ اور۔ میں یہاں دروازے کے پاس کھڑی دیکھتی رہوں گی کہ کوئی آتا تو نہیں۔“

کنٹھ نے اس کی تعمیل کی اور چراغ کے قریب پہنچنے کے دیکھا کہ ایک عورت جس کے قد و قامت ہی سے وہ سمجھ گیا کہ کون ہے ایک ستون پر سہارا دیے کھڑی ہے۔

دیکھتے ہی قریب گیا اور جاتے ہی اس کے قدموں پر گر پڑا۔ پتھر مار کے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ مگر اتنی جرات نہ ہوئی کہ اُس سے اپنے منہ تک لاکے چومے۔ ایک جوش کے ساتھ زبان سے نکلا ”ادوی لینا!“

ساتھ ہی دل جو ہر آیا تو زبان نے یاری نہ دی کہ اور کوئی لفظ کہ سکے۔ اب وہ

ایک گھٹنے کو طے ہوئے معشوقہ دلنواز کی موہنی صورت کو ایسی شوق و
معذرت کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا کہ اس سے بڑھ کے کوئی گفتگو اس
کی بیگناہی کو نہ ثابت کر سکتی۔

اگرچہ روشنی بہت دھندلی تھی مگر کتنھ نے دیکھ لیا کہ اوی لینا
کا چہرہ سنگ مرمر کا سا سفید ہے۔ خون کی چھینٹ ہنسن۔ اور خیم و ابرو
سے ظاہر ہوتا ہے کہ جبین ناز پہ ناامیدی کی نہایت ہی سخت تیرگی چھائی
ہوئی ہے۔ اُس کا نازک ہاتھ جو اُس کے ہاتھ میں تھا نہایت ہی سرو تھا۔ بر
پاؤں تک کانپ رہی تھی۔ اور دل کی یہ حالت تھی کہ گویا رنج اس حد کو پہنچ
گیا ہے کہ اب اُس میں کسی تازہ جوش کے برداشت کرنے کی تاب نہیں۔ اُس
کا پنڈا اُس کی نظریں۔ اور اُس کے خط و خال سے بھی نمایاں تھا۔ گویا سنگ مرمر
کی ایک صورت ہے۔ جس میں کسی کامل فن سنگ تراش نے دلی رنج و الم کے جذبات
دکھانے میں اپنا پورا اقبال صرف کر دیا ہے۔

بڑی دیر کے بعد کتنھ کی زبان سے نکلا: «اوی لینا تمہیں میرے اُن
بیانات میں شک تو نہیں ہے جو میں نے تمہاری رحمہ دل خادمہ اُرسولا کی
زبانی کہلا بھیجے تھے؟»

اوی لینا (نہایت غلغلہ آواز میں) «بالکل نہیں۔ مجھے تو تمہارے کہنے
سے پہلے ہی تمہاری بیگناہی کا پورا یقین تھا آہ! خدا کرنا کہ تمہاری بیگناہی کوئی
ثابت ہو جاتی»

اب اس نازک اندام نازنین کے دلی جذبات اُس کے جسم سے بھی
ظاہر ہونے لگے۔ جس طرح ہوا کے تند جھونکے ایک تالاب کے ٹھہرے ہوئے پانی
کی چابی اور شفاف سطح کو جو سنگ مرمر کی سل کے مانند خاموش اور مسطح
ہو آتا تھا، میں زیر و زبر اور درہم برہم کر دیتے ہیں بعینہ وہی حالت اُس
اوی لینا کی ہوئی۔ اُس کے چہرے سے جو رنج و درد و تکلیف کے آثار
نمایاں ہوئے۔ زور زور سے ٹھنڈی سائیں بھرنے لگی اور جو گورا
نازک ہاتھ کتنھ کے ہاتھ میں تھا کانپنے لگا۔

نہتھم۔ (گھبرائے) "یا خدا! یہ کیا ہوا؟ میں آرمی لینا تم اس قدر پریشان اور مضطرب کیوں ہو؟ پروردگار ایسی حسین و نازک اندام گل سیرین کو تو نے ایسی سخت تکلیف میں کیوں مبتلا کر دیا؟" اور یہ کہتے ہی او می لینا کا ہاتھ چھوڑا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے آنسو پونچھنے لگا۔

اب او می لینا نے ہونٹوں سے تسکین کی آواز مکنے لگی۔ اُس نازنین کے دل میں یک بیک ایک جوش پیدا ہوا۔ اور نہ تھینے والے آنسوؤں کا دریابہ نکلا۔ اور ستون پر پورا سہارا دے کے کھڑی ہو گئی۔ آہ بابہ کیسا دردناک وقت تھا۔ دونوں مشتاق دل کیسی سخت تکلیف میں مبتلا تھے، اور دونوں شکستہ دلوں میں سخت تکلیف کے ساتھ مختلف عنوانوں سے ایک دوسرے پر خیال پیدا ہو گیا۔ کتنے کو یاد آیا کہ "او می لینا نے ایک دوسرے شخص کے ساتھ شادی کرنے کا اقرار کر لیا ہے۔ اور او می لینا نے یہی خیال گزر رکھا کہ "ہاں میں نے ایسا ہی کیا ہے۔"

دفعۃً کتنے سرو قد کھڑا ہو گیا اور او می لینا کے ہاتھ کو پھراپتے ہاتھ میں لے کے کہا۔ "پیارے او می لینا! اپنے جوش و اضطراب کو روکو اور میں التجا کر کے کہتا ہوں کہ اپنی حالت سنبھالو!"

او می لینا "آہ کتنے" تم تو مجھ سے کہتے ہو کہ اپنی حالت سنبھالو۔ مگر میں بیان نہیں کر سکتی کہ انتہائی رنج سے اس وقت میری کیا حالت ہو رہی ہے؟ یہ کہہ کے وہ عجب بھولے پن سے کتنے کی صورت دیکھنے لگی۔ اب کتنے کی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہے اور کس طرح اُسے تسلی دے۔ حقوڑی دیر کی خاموشی کے بعد او می لینا نے اپنی فتم خیر اور دل کش آواز میں کہا "آہ اب کیا رہ گیا ہے جس کے لیے مجھے جینے کی تمنا ہو؟ کتنے مجھے تم سے محبت تھی۔ اور خدا ہی خوب جانتا ہے کہ مجھے تم سے کیسی دلی محبت تھی۔ اور اب بھی میں تمہیں کو چاہتی ہوں۔ لیکن جب یہ یاد آتا ہے کہ خدا کو ہماری محبت نہیں پسند تو بڑا ہی رنج ہوتا ہے۔ یوں صاف صاف بیان کیے دیتی ہوں کہ میں نے لاؤڈ المنڈل سے کیونکر اقرار کیا۔ سمجھ تو غالباً تم خود ہی گئے ہو گے مگر پورا واقعہ یقیناً یہ تھا کہ

ہوا ہو گا۔ ارسلو لا کو سب باتین معلوم تھیں لیکن اُس نے بڑی عقلندی کی کہ ساری کی حالت میں وہ واقعات تمھارے کافون تک نہیں پوچھنے آئے۔ میری زندگی میں یہ ایک نہایت ہی دردناک قصہ ہے! اُسے یاد کر کے مجھے ویسی ہی اذیت ہوتی ہے جیسے کوئی لوسبے سے جو خوب گرم اور لال انگارا ہو گیا ہو میرے جسم کو داغ یا کچلا ہو اگر مہنگا میرے اوپر اُنڈیل دے۔ اور جب تم اس واقعے کو سنو گے تو تمھاری حالت بھی ویسی ہی ہو جائیگی جیسی کہ میری ہے۔ اسی وجہ سے میں ہی نے ارسلو لا کو منع کر دیا تھا کہ تم سے اس کا تذکرہ نہ کرے مگر گفتیم۔ اب تم اس خوفناک مقدمے میں پھنسے ہو تو مجھ سے وہ واقعہ بیان کیے بغیر نہیں رہا جاتا۔ کھائی جان کے غائب ہو جانے اور تمھارے قید ہونے کے دوسرے دن کا ذکر ہے کہ اباجان یکایک میرے کمرے میں آئے۔ اور مجھ سے کہا اب سخت ضرورت ہے کہ مارکوس النڈیل کو کوئی قطعی جواب دیدیا جائے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ اس معاملے میں تم پر کوئی جبر نہ کیا جائے گا مگر ان اُس کے بعد جب مارکوس النڈیل تنہائی میں مجھ سے دریافت کریں گے تو مجھے ہان یا نہیں کہہ دینے پورا اختیار حاصل ہو مجھے یاد ہے کہ اباجان سے میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس بارے میں میرا فیصلہ کیا ہو گا۔ لیکن اُنھوں نے مجھ کو اکا اور کہا کہ پہلے ہی سے اپنے خیالات کے ظاہر کر دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہتے ہی وہ مجھے ایک کمرے میں لے گئے جہاں لارڈ النڈیل میری ہی زبان سے اُس امر کا فیصلہ سننے کے منتظر تھے۔ اباجان مجھے وہاں چھوڑ کے چلے گئے اور میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اُن سے کیا باتیں ہوں گی۔ مارکوس النڈیل نے سب کے پہلے تمھارے ذکر چھیڑا۔

گفتیم۔ (تعجب سے) میرا ذکر! خیر اب میں سمجھا۔ مگر تم ہی بیان کرو۔
 اویس لیتا ہاں۔ مارکوس نے تمھارے ہی ذکر سے گفتگو شروع کی۔ اور مجھے بتایا کہ تمھارے اوپر کیسا سنگین جرم عائد کیا گیا ہے۔ میں نے کہا وہ بالکل بیگناہ ہیں۔ وہ لوسبے! اس سے بحث نہیں کہ وہ مجرم ہیں یا نہیں قابل عور اور سب سے اہم یہ معاملہ ہی کہ واقعات اس طرح پیش آئے ہیں کہ حاکم عدالت چاہے کوئی ہو اُنھیں سزا

دینے کے سوا بری چیزیں کر سکا اور خاصہ یہ کہ اگر کوس نے شہر و قون اور
واقعات کی ایسی غفلت تصور میری آنکھوں کے سامنے کھینچی کہ میں بہت ہی
دُری میرے ہوش اُڑ گئے بیٹا ! اس وقت بھی میں اُن باتوں کو یاد کر کے
جو مار کوس نے بیان کی عین کاٹ جاتی ہوں ! اُنہوں نے بتایا کہ تھاری
کیسی نازک حالت تھی۔ اور تھاری قسمت میں کیا پیش آنے والا ہے کہ تھو
تم سمجھ سکتے ہو کہ اُس گھڑی میری کیا حالت ہوئی ہوگی۔ اور پھر اس کے بعد
جب مار کوس نے تھارے بچا دینے کا وعدہ کیا تو میں سدا اس کے کہ وہ جو
کچھ میں منظور کر لوں اور کیا کر سکتی تھی ؟ اور یہ بھی سمجھے کہ اُن کی شرطیں
کیا تھیں ؟ اُن کے اخلاق نے اس کو بھی رد کر دیا تھا کہ اُنہوں نے اُسی وقت
مجھ سے وہ شرطیں قبول کرالیں یعنی یہ کہ میں اُن سے کسی آئندہ زمانے میں
شادی کرنے کا اقرار کر لوں۔ پس یہی ایک شرط تھی۔ یا پاک پروردگار ! تھاری
جان کا معاملہ تھا۔ ممکن تھا کہ اپنی خود غرضی کی محبت کو میں تھاری زندگی پر
ترجیح دوں ؟ ہرگز نہیں۔ یہ میرے امکان سے باہر تھا۔ اُس ناامیدی اور
مایوسی کے صدمے سے اگر میرا دم بھی نکل جاتا تو اپنی اس قربانی کو بھی میں
نہایت ہی خوشی بلکہ بے انتہا مسرت کے ساتھ قبول کر لیتی۔ پس یہ وجہ تھی
کہ میں نے اُن کی شرط منظور کر لی۔ میں نے اُن سے وعدہ کر لیا کہ اُن کے
ساتھ شادی کر لوں گی بشرطیکہ وہ تھیں اس بات کا موقع دیدیں کہ تم
یہاں سے چھپ کے نکل جاؤ اور انگلستان میں ہو رہو۔ خلاصہ یہ کہ اُنہوں
نے تھاری جان بچانے کا وعدہ کیا اور میں نے اقرار کر لیا کہ اُس کے
بدلے میں میں اُن کے نکاح میں آنا قبول کر لوں گی۔ اس کے بعد اس خیال
سے کہ وہ تھیں جان بچانے کا یہ طریقہ اختیار کرنے پر راضی ہو گئیں کیونکہ
اُس وقت میرے نزدیک تھاری جان بچنے کی اور کوئی تدبیر تھی ہی نہیں
میں بیٹھ گئی اور وہ خط لکھا جو مار کوس نے تھیں دیا تھا۔ ”
” لکھو آہ ! وہ قسمت پٹنے والا خط ! افسوس اُسی نے میری ساری امیدوں
اور آرزوؤں کا خون کر دیا۔“

اوی لینا لیکن کنتھ ابھی اور صبر کرو میں اپنا پورا قصہ نہیں بیان کر چکی ہوں۔ جب مارکوس مین اور مجھ مین یہ گفتگو ختم ہوئی ابا جان پھر اُس کمرے مین آ گئے۔ مجھے نہیں خبر کہ دلی صدمے اور سخت پریشانی کی وجہ سے مین اُس گھر کی اپنے جذبات کو کیوں نہ دبا سکی۔ ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے میرے مُنہ سے بے ساختہ چیخ کی آواز نہ نکل جائیگی۔ اور اُسی کے ساتھ میری اس پرالم زندگی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن کنتھ جب یہ خیال آیا کہ یہ تمھاری زندگی اور موت کا معاملہ ہے اور مجھ سے جہان تک بنے تمھاری جان بچانے مین کسی بات سے دریغ نہ کرنا چاہیئے تو مین نے اُس چیخ کی آواز کو دل ہی دل مین روکا۔ اپنا دل مسوس کے رہ گئی اور ایک آہ بھی میرے مُنہ سے نہ نکل سکی۔ غرض اس عالم مین جیسے ہی مین نے بیان کیا کہ مین نے فیصلہ کر لیا اور اقرار کر لیا ہے کہ اگر کوئی کی بوی بن جاؤں گی تو ابا جان نہایت پریشان ہوئے اور تردد کی نگاہوں سے دیکھ کے رہ گئے۔ بس اس کے بعد کے واقعات تو تم جانتے ہی ہو۔ اس وقت مین نے جو یہ واقعات تم سے صاف بیان کر دیے تو اس لیے کہ کل کے مقدمے کا چاہے جو نتیجہ ہو لیکن تم یہ نہ سمجھ لینا کہ مجھے تمھارے ساتھ جو محبت ہو اُس مین مین نے کسی قسم کی کمی کی۔ یا اُس مین بے وجہ چھوٹی ثابت ہوئی۔“

کنتھ: ”اوی لینا۔ مین تمھارا بہت شکریہ گزار ہوں۔ آہ خدا ہی خوب جانتا ہے کہ تمھارا کس قدر احسان مند ہوں۔ آج رات کو دل کے تم نے یہ واقعات مجھ سے بیان کر دیے۔ مگر جس طرح تمھیں اس وقت تک میری بیگناہی مین کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے اُسی طرح مجھے بھی تمھاری محبت مین کوئی شک نہیں۔ اور اوی لینا تم مجھے چاہے گستاخ ہی خیال کرو لیکن مین تم سے اتنا ضرور پرے چھوٹا ہوں گا کہ اگر کل مقدمہ میرے موافق فیصلہ ہوا تو آئندہ کے لیے میرے تعلقات تمھارے ساتھ کیسے رہیں گے؟ کل اگر شہادتوں کی قوت یا جانب داری میرے سچے اور سیدھے سادے بیان سے زیادہ قوی ثابت

ہوئی تو میں نہایت ہی بدنامی و رسوائی کے ساتھ اپنی جان و سے دون گاہ۔ اور اس حالت میں میری ساری امیدیں بھی میرے ساتھ قبر میں دفن ہو جائیں گی۔ لیکن برخلاف اس کے اگر میری بیگناہی ثابت ہوگئی اور میں پھر آزاد ہو گیا اور میرے چال چلن پر سے یہ بدنام و جہہ مٹ گیا۔ تو اومی لینا کیا مجھے تم سے کوئی امید رکھنی چاہیے یا نہیں؟

اومی لینا۔ (باوہسی کے بلجے میں) ”کنتھ۔ اب میں کس امید پر سہارا دے سکتی ہوں؟ میں نے سچے دل سے اقرار کیا کہ اگر مارکوس النڈیل تمہاری جان بچانے کے خیال سے تمہیں یہاں سے بھاگ جانے کا موقع دیدین گے تو میں اُن کے ساتھ شادی کر لوں گی۔ اور اُنھوں نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا۔ گو کہ کسی خاص وجہ سے جس کی مجھے خبر نہیں تم پھر اس قصر میں واپس آ گئے۔ لیکن اب یہ بدعہدی اور وعدہ خلافی ہوگئی اگر میں اپنے قول سے پھر جاؤں گی۔ اور مجھے تو اب کنتھ یہ نظر آتا ہے کہ خدا نے تعالیٰ کو بھی ہمارے محبت نہیں پسند ہے۔ اور مجھے غالباً یہ سب سزائیں اسی کی بنا پر ہی ہیں کہ میں نے اپنے والد کی مرضی کے خلاف کیا تھا۔ کیونکہ جس دن ہم نے بی بی چین کی بے غرض اور پاک دوستی کو چھوڑ کے اس نئی محبت کے علاقے میں قدم رکھا عین اُسی دن سے یہ ساری تباہیاں اور پریشانی پیدا ہو گئی ہیں۔ اور ایک مصیبت نہیں دور ہوتی ہے کہ دوسری آ کے ہمیں ایک خوفناک سبق دیتی اور چونکاتی جاتی ہے۔“

کنتھ۔ ”اومی لینا۔ ایسی باتیں نہ کرو۔ میں بھی تو تم سے کئی بار کہہ چکا ہوں کہ میرے سامنے بھی بہت سے خلاف عقل اور بُرا سرا و واقعات پیش آچکے ہیں۔ اور وہ سب اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ اُن پریشانیوں اور مصیبتوں کے بعد میں ایک پر لطف امید کی توقع رکھنی چاہیے۔ اور اس وقت بھی مجھے محسوس ہوا ہے کہ جیسے یہی بات کوئی میرے کان میں کہہ رہا ہے۔ کہ سمس کی رات کو مرحوم مارکوس النڈیل اور اُن کی بیوی کی روحوں نے قصر کے کھانے کے کمرے میں آ کے تمہیں برکت دی تھی۔“

اومی لینا۔ ”اس کا سبب تو ظاہر ہے اُن روحوں کو آئندہ قسمت کا یہ فیصلہ ملے گا۔“

دو لون یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ معلوم ہوا چراغ میں یکایک
بر روشنی پیدا ہو گئی۔ اور اُسی روشنی میں وہی دو لون روحانی شکین
نمودار ہو گئے جن کا تذکرہ ہوا تھا۔ مگر اس وقت اُنہیں دیکھ کے کنتھ
اور اوی لینا کے دو لون پر کوئی غیر معمولی خوف نہیں طاری ہوا۔
بلکہ ایک غیر معمولی خوشی اور ایک قسم کی دلی شکین و مسرت محسوس ہوئی۔ اور
دو لون بے اختیار اُن روحانی پیکروں کے آگے گھٹنوں پر جھک کے کھڑے
ہو گئے۔ اب اُس سبب سے اپنے خود کا اگلا حصہ اٹھایا اور عورت
نے اپنی نقاب الٹ دی۔ اُن کے چہرے اگرچہ سنگ مرمر کے مانند سفید تھے
مگر خط و خال سے اس وقت اطمینان اور خاطر جمعی ظاہر ہوتی تھی۔ دو لون
کے سروں کے اوپر اُن دو لون روحوں نے اپنے ہاتھ اٹھا کے اس طرح
اشارہ کیا کہ گویا وہ دو لون روحین ان دو لون پر ایک ساتھ خدا سے
اپنی برکت نازل کرنے کی دعا کر رہی ہیں۔ اس طرح دو لون کو دہری
برکت دینے کے بعد اُن روحوں نے گرجے کے دروازے کی طرف اشارہ
کیا جس سے صاف سمجھ میں آتا تھا کہ وہ کنتھ اور اوی لینا سے کہہ رہی
ہیں کہ اب فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ یہ اشارہ پاتے ہی دو لون عاشق و
معتوق اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ دو لون شکین نظر سے غائب تھیں۔

اب کنتھ اور اوی لینا ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے
گرجے کے دروازے کی طرف چلے جان اور سولا نظر آتی جیسے وہ اس وقت
کی باتوں میں بالکل بھولے ہوئے تھے۔ وہ ایک تپائی پر بیٹھے بیٹھے رہے
تھی۔ اوی لینا کا ہاتھ کتے ہی جاگی اور آنکھیں کھلنے غور کرنے لگی کہ میں
کہاں ہوں۔ لیکن کنتھ اور اوی لینا اُن روحوں سے فوری اور
ضروری اطلاع پا چکے تھے اس لیے اپنی خادمہ کو لے کے اُسی وقت
گرجے سے نکل گئے۔ اور جیسے ہی اس برآمدے میں آئے جس میں گرجے
کا دروازہ لگا ہوا تھا کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی مگر انہیں گھبراہٹ
ہاتھ نہیں سمجھائی دیتا تھا۔ اس وجہ سے کنتھ۔ اوی لینا اور سولا

تینوں کو موقع مل گیا کہ دوستوں کے بیچ میں کھڑے ہو جائیں اور اُس شخص کا سامنا ہونے پائے جو ان سب کے لیے نہایت خطرناک تھا۔ ایک لمحہ بھر میں پاؤں کی چاب قریب آتے آتے عین اُس مقام پر پہنچ گئی۔ جہاں یہ لوگ ہٹ کے کھڑے ہو گئے تھے۔ لیکن وہ شخص چاہی کوئی ہو کر بظاہر اُس کے پاؤں کی چاب سے معلوم ہوتا تھا کہ عورت نہیں مرد ہے۔ اور بجائے اُس کے کہ برآمدے میں آگے بڑھتا چلا جاتا دفعۃً مڑا اور گرجے کے اندر چلا گیا۔ ایسی سخت تاریکی میں کنتھ۔ اوی لینا اور ارسولا کے لیے یہ بالکل غیر ممکن تھا کہ اُس شخص کی شکل یا قد و قامت کا اندازہ کر سکیں۔ لہذا انھیں یہ بالکل نہ معلوم ہو سکا اور نہ عقل ہی کچھ کام دے سکی کہ کون تھا۔ مگر کنتھ کے دل میں دفعۃً ایک شبہ پیدا ہو گیا کہ یہ شخص جو اس وقت گرجے میں گیا وہی اپنے اوپر ملامت کرنے والا مجرم ہے جس کو میں اس سے پہلے دیکھ چکا ہوں۔ اور اُس مرتبہ بھی نہ پہچان سکا تھا۔ اب کنتھ اور اوی لینا دونوں کی سمجھ میں آ گیا کہ ان دونوں نے ان دونوں سے گرجے سے چلے جانے کا کیوں اشارہ کیا تھا۔ اس شخص نے گرجے میں داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر لیا۔ اب کنتھ۔ اوی لینا اور ارسولا اُس مقام سے آگے بڑھنے ہی کو تھے کہ کانوں میں کسی کے کپڑوں کی سرسراہٹ کی آواز آئی۔ اور دفعۃً گرجے کے دروازے کے پاس ایک زرد روشنی کی چمک نمودار ہوئی۔ اب تینوں پر نہایت ہی خوف ظاری تھا۔ اتنی بھی جرأت نہ ہوئی تھی کہ ایک دوسرے کے کان میں کوئی لفظ کہیں اتنے میں اُسی زرد روشنی کے اندر ایک سایے کی سی شکل نمودار ہوئی۔ اور کیا دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص سیاہ بلبہ یا پادریوں کا سا چو غنہ پہنے اور سر پر ایک رومال ڈالے کھڑا ہے۔ ابھی یہ لوگ اُس کی شکل شناسا ہٹ کا اچھی طرح دل میں اندازہ بھی نہیں کرنے پائے تھے کہ اُس شکل نے اپنے سر کے اوپر کارومال الٹ دیا اور اب کیا دیکھتے ہیں کہ بے گشت پوست کی ہڈیوں کا ایک ہڈیاں اور بے بالوں کی ٹہنی ہے!

اُرسولا کے منہ سے آواز سناجھٹل گئی۔ اوی لینا کتھ کے جھٹ گئی۔
ساتھ ہی وہ روشنی غائب ہو گئی۔ کپڑوں کی سرسراہٹ موقوف ہوئی۔ اور
پھر پہلے کی طرح خاموشی تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

اب کتھ لیڈی اوی لینا اور اُرسولا دھڑکتے ہوئے دلوں کے
ساتھ جلدی جلدی قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور نیچے کے برآمدے
میں آئے۔ یہاں ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر
اُن سپاہیوں کے لیے جو کتھ کی حراست پر امور تھے چراغ روشن تھے۔
اُن کی روشنی میں جب اُن تینوں نے ایک دوسری کی صورت دیکھی تو غور
آیا کہ سب کے چہرے مارے خوف کے بالکل زرد پڑ گئے ہیں۔ کتھ اور
اوی لینا کے دلوں میں اُن پہلی روحانی شکون کے دیکھنے سے جو اچھا
اور مسرت کا اثر پیدا ہوا تھا اس دوسری ناگوار اور مافوق العادت
صورت کے دیکھنے سے بالکل زائل ہو گیا تھا۔ اُرسولا کا چہرہ دھوے
ہوے کپڑے کی طرح سفید تھا۔ لیکن تینوں کی یہ حالت تھی کہ جہانگیر بنتا
اس خوفناک اثر کے چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔

اب کتھ نے نہایت شوق کے ساتھ اوی لینا سے ہاتھ ملایا
اور کہا: "اوی لینا۔ پیاری اوی لینا۔ رخصت"
اوی لینا۔ (کاہنتی ہوئی آواز میں) "خدا حافظ۔ کل کے مقدس میں
خدا تمہاری مدد کرے"

اتنا کہتے ہی اوی لینا اُرسولا کے ساتھ چلی گئی اور کتھ آہستہ
سے اپنے کمرے میں ہو رہا جس کے دروازے پر وفادار جافر
کھڑا ہرہ دے رہا تھا۔

بتیسواں باب

مقدسے کا آغاز

دوسرے دن صبح کو تڑکے ہی سے قصر کے پیشوا ملازم بڑے لگاتار

کے کمرے کو اجلاس کے لیے آراستہ کرنے لگے۔ بڑی اور بھدی کھانے کی میز و بان سے نکال لی گئی۔ اور کمرہ خالی کر دیا گیا تاکہ اُس کی شکل ایک عدالت کے کمرے کی سی ہو جائے۔ دروازہ دن کے مقابل دوسری جانب ایک چوترہ قائم کیا گیا۔ اور اُس کے اوپر ایک بڑی آرام کر سی اعلیٰ حاکم عدالت کے لیے بچھا دی گئی۔ اور ایک پیچی کر سی اُس کے مددگار و معتمد کے لیے رکھ دی گئی اُن کے سروں پر ارغوانی رنگ کے مخل کا ایک شامیانہ تان دیا گیا۔ جس پر سلطنت آسکاٹ لینڈ کا شاہی مارکہ نہایت آب تاب سے چمک رہا تھا۔ اس چوترے کے داہنے جانب چھ چھ کی دو قطاروں میں بارہ کرسیاں رکھ دی گئیں جو ممبرانِ جیوری کے بیٹھنے کے لیے تھیں۔ بائیں جانب ایک میز تھی اور ایک بڑی آرام کر سی جو وکیل عدالت کے لیے تھی۔ چوترے کے آگے ایک اور میز تھی جس پر قلم و دوات اور کاغذ وغیرہ رکھے تھے۔ یہ عدالت کے مجرور اور اُن لوگوں کے لیے تھے جو مقدمے کے بیانات وغیرہ قلم بند کرنے کے لیے مقرر تھے۔

کمرے کے عین وسط میں ایک متم کاکھڑا قائم کر دیا گیا جو فرش سے تقریباً دو فٹ اُونچا تھا۔ اور مہدی بھدی لکڑیوں سے بنالیا گیا تھا۔ وکیل عدالت کی بڑی کر سی کے پیچھے تین اور کرسیاں رکھ دی گئیں جو اکرسیں اور آئل گلن گائل اور سرڈولیم و س ہارس ہارٹ کے بیٹھنے کے لیے تھیں۔ صبح کو نو بجے کے قریب گرد و نواح کے سردار جو بحیثیت جیوری کے گواہوں کے طلب کیے گئے تھے قصر میں آ بیٹھے۔ انھیں میں سرڈولیم لکڑی سرجمیں لنڈ سے۔ سربراہ ہارٹ بار بار۔ اور بیرن کیلڈ روڈ تھے۔

اس کے بعد فوراً اعلیٰ حاکم عدالت اور اُن کے مددگار جو سرخ رنگ کا عدالتی لباس پہنے تھے اور جن کی جھال میں سفید نرم پیر لگے ہوئے تھے آکے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ سرشتہ دار اور محرر سامنے کے میز پر بیٹھ اور اپنے گلے کی چیزیں درست کرنے لگے۔ وکیل عدالت سیاہ لباس میں اور بالوں کی ڈوپی پہنے ہوئے آئے اور اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد ہی

مار کوئس اللہ زلی اور دل گلن گناہیں کر رہی تھیں۔ رشتہ ان کے تینو بھتی
اور آہستہ و آہستہ بگڑنے لگا۔ لارڈ اللڈیل کے چہرے سے اُسوقت نہایت سخت مہماری
ظاہر ہو رہی تھی اور اس بات کا بالکل شہ نہیں چلتا تھا کہ ان کے دل میں کیا خیالات جوش مار رہے
ہیں۔ لیکن آرل گلن گناہ کا چہرہ بالکل زرد تھا اور ان کی حرکت اور ہر نظر سے جھٹکا
ہو رہا تھا ان کے دل میں کیا خیالات ہیں۔ مار کوئس نے قطعی ارادہ کر لیا تھا کہ اپنے
رقیب دشمن کو پا مال کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں گے مگر آرل کے دل میں اپنے
عزیز بیٹے کے غائب ہو جانے کا دردناک خیال پھر پیدا ہوا اور یہ خیال کر کے انھیں
اور بھی سخت تکلیف ہوئی کہ وہی فوجوان جس کو میں نے اس قدر مہربانی کے ساتھ
پرورش کیا تھا میرے اُس گم شدہ وارث کا قاتل ہے!

سرو تلم و س ہارٹ جو کہ اس ضلع کے شریف تھے اب ان بارہ لوگوں
کو اپنے ساتھ لیے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے جو اس مقدمے میں جیوری
تھے۔ کمرے کے دروازے بند کر دیے گئے۔ اور مقدمے کی سیر کرنے والوں
یا تماشائیوں کو وہاں آنے کی اجازت نہ تھی اس بات کی بھی احتیاط کر لی گئی
تھی کہ کوئی شخص اُس برآمدے میں نہ رہنے پائے جہاں سے اس کو یہ یوچ
بچہ نظر آتا تھا۔ کیونکہ اُس زمانے میں فوجداری عدالتوں کی کارروائیاں
نہایت پوشیدہ طور پر عمل میں آتی تھیں۔

جیوری کے لوگوں سے اقرار لینے سے پہلے اعلیٰ حاکم عدالت نے
ایک مہر شدہ نشانہ کھولا اور حکم نہایت کا حکم پڑھا۔ یہ حکم انھیں کے نام
تھا اور اُس میں انھیں اس بات کا اقتدار دیا گیا تھا کہ قصر اللڈیل میں
جا کے اُس مقدمے کی سماعت کریں جو کہ ایک فوجوان شخص پر قائم کیا گیا جو
اُسی حکم میں یہ بھی لکھا تھا کہ چونکہ وہ امیر جو اس مقدمے کے متشیف ہیں
اور جن کا نام راسٹ آئرلینڈ آرل گلن گناہ ہے چند خاص وجوہ سے
اڈنبرا میں نہیں آسکتے ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ اُس مقام پر بہت
سے گواہ مقدمے کے حالات سے واقف بن سکیں گے لہذا حکم و تمایات
کے نزدیک یہ مناسب اور موزون نظر آتا ہے کہ فوجدار راسٹ آئرلینڈ

لآءِ زمانِ طبعہ اسکاٹ لینڈ کے اعلیٰ حاکم عدالت کو حکم دیا جائے کہ وہ قصرِ اندیل میں جائیں اور اس مقدمے کی سماعت کریں اور مناب فیصلہ صادر کریں۔

اس حکم کے پڑھے جانے کے بعد سرولیموس ہارٹ جیوری کے لوگوں کو اُن کی جگہ پر لے گئے۔ اور اُن کے ناموں کی فہرست سرشتہ دار کو دیدی جس نے ایک ایک کر کے اُن کے نام پکارنا شروع کیے۔ جیوری میں یہ لوگ تھے۔ سرولینڈ کین مور۔ سر جیمس لنڈ سے۔ بیرن کیلڈروڈ۔ سر رابرٹ۔ ہار بور۔ اینکس وٹن۔ قلعے کے بھانٹک کا دربان دو جنگل کے چوکیدار ایک آرل گلن گائل کا خادم اور تین اور ہائی لینڈ کے مزدور بھی تھے جن کے نام بتانے کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ جیوری کے اُن لوگوں سے اقرار لیا گیا کہ سچ تو لین گئے۔ اور سچائی کی بنا پر فیصلہ کریں گے۔ اس رسم کے ادا ہو جانے کے بعد شریف کمرے سے چلے گئے۔ اور تقریباً دس منٹ کے بعد کفہہ کو لے کے واپس آئے۔ اب پھر کمرے کے بڑے بڑے بھدے دروازے خوب مضبوطی سے بند کر دیے گئے۔ مگر کم کمرے میں ہو جانے کے بعد سرولیموس ہارٹ آرل کو سٹینڈیل اور آرل گلن گائل کے پاس جا کے اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ کفہہ کا چہرہ زرد تھا مگر اُس سے بالو سی نہیں ظاہر ہوتی تھی اُس کے رخساروں پر خون کی تو کوئی چھینٹ نہ تھی مگر آنکھوں سے اطمینان کی روشنی جھلک رہی تھی۔ اُس کا لبہ خوبصورت قہر اور حیرت ابدان آنکھوں کے سامنے استقلال و استواری سے قائم نظر آتا تھا سر اُدھر کو اٹھا ہوا تھا۔ لیکن اِس کے ساتھ ہی اُس کی وضع قطع اور اُس کی نگاہ سے نہ کوئی گستاخانہ بے پردائی ظاہر ہوتی تھی نہ قبل از وقت اطمینان نمایان تھا۔ وہ خاموشی و مستقل مزاجی سے کھڑے تھا باطلت کی طرف مخاطب ہو کے قیظاً جھکا۔ پھر اور سب لوگوں کی طرف تو جہ کی۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی آرل گلن گائل کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اور انھوں نے اپنے دل میں کہا "یا پاک پروردگار! کیا یہ شخص مجرم ہو سکتا ہے؟
ممكن ہے کہ باوجود ان تمام ہوتوں کے یہ بے گناہ ہو! مگر نہیں۔ یہ غیر
ممكن ہے۔ بالکل غیر ممكن!"

مارکوس انڈیل ارل گلن گائل کے جہنم دابر کو غور سے دیکھ رہے
تھے۔ اور سمجھ گئے کہ ان کے دل میں کیا ہے۔ اس لیے جبکہ سے ان کے کان
میں کہا "افوہ! آپ دیکھتے ہیں؟ چہرے سے کس قیامت کا شکر و فریب طناہر
ہوتا ہے؟"

مارکوس انڈیل نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ جیسے سنا ہی نہیں۔
سمرولیم وس ہارٹ۔ (آہستہ سے مارکوس انڈیل کے کان میں تھارڈ وٹا
اگر آپ نے مجھے بتا نہ دیا ہوتا کہ یہی شخص نوجوان لارڈ ملکم اور آپ کے دو
وفادار خادموں کے قتل کا ملزم ہے تو خدا کی قسم مجھے اس کی صورت دیکھ

کے ہرگز یقین نہ آتا۔"
ارل گلن گائل۔ (مارکوس کے کان میں) "لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کتنے اس
گھڑی عدالت کے سامنے اپنے جرم کا اقرار نہ کرے گا جیسا کہ وہ ہفتے
ہوئے آپ کے سامنے کر چکا ہے۔"

مارکوس انڈیل۔ "لارڈ صاحب آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ اس وقت
یہ شخص کیسا مضبوط اور تینا کھڑا ہے مگر جس وقت اس نے اقرار کیا تھا
اُس گھڑی بیماری کی وجہ سے اس کا دل کمزور تھا۔ اُس وقت اس کے
دل میں ایک ندامت پیدا ہوئی۔ تو بہ کا جوش ہوا۔ اور یہ خیال کر کے
کہ اس جرم کے پاداش میں یقیناً مار ڈالا جائے گا اس نے کوشش
کی کہ اسی طریقے سے ہم دونوں کے سامنے رحم کی التجا کر کے اس سزا
سے بچ جائے۔"

ارل گلن گائل نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ ان کی سمجھ ہی
میں نہ آتا تھا کہ کس بات پر غور کریں۔ اور کس بات کو باور کریں۔ ایک
طرف تو شہادت اس نوجوان کے بالکل خلاف نظر آتی تھی۔ مگر

دوسری طرف اُن قسین کسی طرح یقین نہ آتا تھا کہ ایک یا شخص میں نے عہد اتنا بڑا
جرم کیا ہو ایسی شریفانہ وضع سے خاموش و مطمئن کھڑا ہے۔ آرل کی اس وقت
یہ حالت تھی کہ گویا ایک خواب پریشان دیکھ رہے تھے۔ اور کٹھکے اقرار
جرم کے متعلق آثار کوئس انڈیل کے بیان پر جس قدر غور کرتے تھے اُسی قدر
اُن کی پریشانی اور بڑھتی جاتی تھی۔ اور یہ بات کسی طرح سمجھ میں نہ آتی تھی
کہ ایک شخص جو اس طرح اقرار کر چکا ہو وہ ایسی مستقل مزاجی سے سراونچا
کچھ ہوئے عدالت کے سامنے کیسے کھڑا ہو سکتا ہے؟

جو معزز و وساجیوری میں تھے اُن میں سے بھی کئی پر کٹھکے کی
شریفانہ وضع اور اُس کے ظاہری اطمینان کا بڑا اثر پڑا۔ اور اس کے ساتھ
ہی اُس کے قد نہ پیا اور غیر معمولی درجے کے حُسن مردانہ نے اثر کیا لیکن عہدہ
داران عدالت سرشتہ دار تھے۔ اور وکیل سرکار خاموش تھے اور ایسا تبین
بصرہ بنائے ہوئے تھے کہ بالکل سمجھ میں نہ آ سکتا تھا کہ کٹھکے کی ظاہری شکل صورت
اور وضع قطع دیکھ کے اُس کے مجرم یا بے گناہ ہونے کے بارے میں اُنھوں
نے بھی کوئی رائے قائم کی ہے یا نہیں۔

سرشتہ دار اُس نوجوان شخص پر ایک نہایت ہی سخت جرم عائد کیا گیا ہے۔
لیکن عدالت کے سامنے یہ اُس وضع میں نہیں آیا ہے جس طرح کہ ایسے
مجرمون کو سمجھا دیا جاتا ہے۔

شریف - (اپنی جگہ سے اٹھ کے اور عدالت کی طرف مخاطب ہو کر) "جناب
کے اس اعتراض کو میں سمجھا بے شک قبضہ ہنگریوں اور بیٹرلون میں نہیں
"ایک بار مگر یہ غیر معمولی رعایت شخص آرل گلن گائل کی درخواست کی بنا پر
موجود رکھی گئی ہے۔"
اصلی حاکم عدالت "خیر اب اس امر میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں بقدر
کی کہ وہ واقعی شریف کا چاہے؟"

کٹھکے نے آنکھوں میں آنکھوں میں آرل گلن گائل کا شکریہ ادا کیا
اور وکیل عدالت نے کرسی سے اٹھ کے اور عدالت کی طرف مخاطب

ہو کے یہ تقریر شروع کی:-

”برین عرض کہ جناب والا کو اس مقدمے کی حالت سے پوری آگاہی ہو جائے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ میں جو ان شخص جس کا نام کفیلہ ہے اور اس وقت عدالت کے سامنے کھڑا ہے۔ اُس نے نہایت ہی صغیر سنی سے آرل گلن گائل کے گھر میں پرورش پائی ہے گو کہ اسے آرل کے خاندان سے کوئی قرابت نہیں ہے۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے اس شخص کے والدین کا بھی نام کوئی نہیں جانتا۔ لیکن اتفاق سے جبکہ یہ بالکل بچہ تھا۔ آرل گلن گائل کے سرورڈ گیا۔ اور ہوا یہ کہ کسی نامعلوم شخص نے یہ سمجھ کے کہ آرل کی ہمدردی و فیاضی سے پیشتر غور و خیر کیا جائے گا۔ اور نہایت حفاظت و آرام سے بڑھا گا۔ لاکے اُن کے یہاں چھوڑ دیا۔ چنانچہ اس لاوارث (اور حقیقت میں یتیمی) اسی نام سے یاد کیے جانے کا مستوجب ہے) لڑکے کو آرل گلن گائل نے نہایت محبت اور بڑے لاڈ پیار سے پالا۔ اگرچہ اُنھوں نے اسے اپنا بیٹا بیٹا نہیں تسلیم کیا لیکن بالکل اپنے بچوں کی طرح رکھا۔ اس کو بہت برس گزر گئے اور آج سے تین چار مہینے پیشتر کسی خاص وجہ سے جسے میں بیان نہیں کرنا چاہتا) آرل گلن گائل کو مجبوراً اڈنبرا چھوڑ دینے کی ضرورت ہوئی۔ مگر کوس انڈیل نے اپنے شریف دوست کے رہنے کے لیے اپنا یہ قصر دیریا۔ اور آرل اور اُن کا خاندان جس میں لارڈ وکلم گلن گائل جو ایک ہونہار نوجوان تھا اور جس کی اکیس برس کی عمر تھی اور لیڈی اوی لینا گلن گائل جس کا ابھی اُنیس برس کا سن ہے یہاں آ گئے۔ کفیلہ بھی اُن کے ساتھ تھا۔ اور آرل کا خاندان اپنی حیثیت اور اپنے رہنے کے موافق نو کر چاکرون کے ساتھ قصر انڈیل میں رہنے لگا۔ یہاں آنے کے دو ہفتے بعد آرل گلن گائل کو یہ معلوم ہوا کہ کفیلہ لیڈی اوی لینا پر اپنا عشق ظاہر کرتا ہے۔ یہ خیال کر کے کہ اس نوجوان شخص کا اپنے محن اور سرپرست آقا کی بیٹی پر عاشق ہونا نہایت ہی ناشکری کو رنجی اور گستاخی ہے اور نیز اس اندیشے سے کہ

اُن کی عالی خاندان و شریف نسب پہنچے کہیں اس جہول النسب نو جوان کے ہند
 میں پھنس کے شادی کرنے پر نہ راضی ہو جائے آمل گلن گائل نے اظہار
 ناراضی ہی نہیں کیا بلکہ جاہک اس نو جوان کا لیڈی اوی لینا
 سے ملنا روک دیں۔ چنانچہ انہوں نے حکم دیا کہ کنتھ بجائے اُن کے
 ساتھ کھانا کھانے کے اپنے کمرے ہی میں کھا لیا کرے۔ اپنے ساتھ بیٹھے
 اُٹھنے سے بھی روک دیا۔ اس کو چند ہفتے گزمر گئے اور اس درمیان میں
 مارکوس انڈیل بھی آپہنچے۔ اس لیے کہ آمل گلن گائل کی بیٹی کے ساتھ
 اُن کی نسبت ٹھہر چکی تھی۔ اور وہ لیڈی اوی لینا کے شوہر ہونے والے
 تھے اُن کے آنے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ اسی نواح کے سرداروں
 نے جو میک اپائن کہلاتے ہیں ایک قسم کی سخت شورش کردی یعنی وہ
 لیڈی اوی لینا کو زبردستی لے بھاگے۔ اس کی تفصیل کی ضرورت
 نہیں۔ لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ کنتھ اُس جوان نازنین کو میک
 آپائن لوگوں کے ہاتھ سے بچالایا۔ اس سے لازمی طور پر یہ خیال قائم ہو سکتا ہے
 کہ اس نے لیڈی اوی لینا پر اپنا حق سمجھ رکھا تھا۔ اس کو بھی چند ہفتے
 ہو گئے اور اب بادی النظر میں کنتھ کو گلن گائل کی بیٹی پر اظہار عشق
 کا کوئی موقع نہیں ملا۔

اتنا کہنے کے بعد وکیل سرکار خاموش ہو گیا اور جب کاقدون
 کو جو میزور اُس کے آگے رکھے ہوئے تھے دیکھنے لگا۔ اور اُن کی مدد
 سے اپنے حافی کو درست کر کے پھر کتنا شروع کیا۔

”جیسا والا اب میں ٹیکہ در قابل یادگار واقعہ بیان کرتا ہوں
 جو اس بد نصیب شخص کی زندگی میں پیش آیا جو آپ کے سامنے بحیثیت قیدی
 اور مجرم کے کھڑا ہے۔ ہمارے نجات دہندہ (سیح) کی پیدائش کے دوسرے
 دن دوپہر کا وقت تھا کہ لیڈی اوی لینا اپنی وفادار خادمہ ارسولا
 کے ساتھ قریب کے جنگل میں جا کے ٹہنے لگیں۔ وہاں یہ نو جوان شخص کنتھ
 بھی جا پہنچا۔ اور جیسا کہ ارسولا کے بعد کے بیان سے معلوم ہوتا ہے یہ

ملاقات محض اتفاقیہ تھی۔ اتفاقاً اُسی وقت لارڈ ملکم بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور
 اُنھوں نے اپنی بہن کو کتھ سے باتیں کرتے دیکھ لیا۔ اس سولا کا یہ بھی بیان ہے کہ
 لارڈ ملکم نے کتھ کو سخت مست کہا۔ گالیان دین اس کی نسبت سخت افادہ احتمال
 کیے۔ اور بہت ہی بدتمیزی سے اسے چھیڑا۔ مگر کتھ نے نہایت ہی جبر و باری و
 تحمل سے کام لیا۔ بس اتنا تو ضرور ہوا کہ بے اختیاری میں اُس کا ہاتھ تلوار کے
 قبضے پر جا پڑا۔ اور میں لازم کی جانبداری میں یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ اُس نے
 بال برابر بھی تلوار میان سے باہر نہیں نکالی۔ بلکہ یہ کہا کہ لارڈ ملکم میں کسی حال میں تم
 سے نہیں لڑنا چاہتا۔ لیڈی اوی لینا نے بہت کوشش کی کہ اپنے بھائی کے
 غصے کو روکیں اور اُنھیں اپنے ساتھ قصر میں واپس لے آئیں۔ مگر اُنھوں نے
 بگڑ کے حکم دیا کہ تو اپنی خادمہ کے ساتھ چلی جا اور خود اپنے ولی جذبات کو صفات
 الفاظ میں کتھ ظاہر کر دینے کے لیے ٹھہر گئے۔ لیڈی اوی لینا یہ سمجھ کے کہ کتھ
 اپنی عقلندی اور شہادت کی بدولت اُن کے بھائی سے ہرگز لڑے گا ورنہ کو جنگل
 میں تنہا چھوڑ کے اس سولا کے ساتھ قصر میں واپس چلی آئیں۔ اس واقعہ کو دو
 گھنٹے گزرے ہوں گے کہ کتھ قصر میں اکیلا واپس آیا۔ اور آتے ہی قصر کے دربان
 سے جو گواہان جیوری میں موجود تھے پوچھا۔ لارڈ ملکم واپس آئے یا نہیں؟ دربان
 نے اس کا نفی میں جواب دیا۔ مگر ساتھ ہی اُس نے دیکھا کہ کتھ کی صورت عجیب
 بدحواسی میں ہے۔ مگر اس نے جو ان نے اس کی کوئی وجہ نہیں بیان کی
 فقط یہ کہہ کے مال دیا کہ کچھ نہیں جنگل میں ایک واقعہ پیش آگیا تھا۔ دربان نے
 جواب زیادہ غور کیا تو دیکھا کہ اس کے کپڑوں میں مٹی بھری ہے اور جا بجا
 خون کے دھبے بھی ہیں۔ اس کی تلوار بھی غائب ہے۔ خالی ہاتھ آیا۔ مگر میں لگا رہا
 ہوں۔ اُس نے پھر پوچھا آخر واقعہ کیا ہے؟ مگر یہ نوجوان عجیب قسم کے جوش کے ساتھ
 فوراً پلٹا اور جھٹ پٹ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اتنے میں جنگل کے ایک چوکیدار نے
 دودھ بھی جیوری میں شامل ہے۔ آ کے بیان کیا کہ اُس نے ایک تلوار کا قبضہ اُس
 تیز رفتاری کے ساتھ پڑا یا جو اس جنگل میں سے ہو کے ہی ہے۔ اور بتایا کہ
 جس مقام پر وہ قبضہ تھا اُس کے قریب ہی تھوڑا سا خون بھی پڑا تھا۔

وہین پر زمین میں انسان کے قدموں کے نشان بھی ملتے تھے۔ ان سے اندازہ لگایا جاتا تھا کہ اُس جگہ کسی سے سخت لڑائی ہوئی ہے۔ برف باری کا موسم تھا اور زمین ہر جگہ سخت ہو رہی تھی۔ لیکن ندی کے کنارے چونکہ ندی کا پانی جہاز کے اُتر گیا تھا۔ اس لیے وہاں کی سٹی نرم تھی اور اسی وجہ سے اُس میں پاؤں کے نشان بن گئے تھے جو جا بجا ہر طرف بنے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک ہی شخص کے پاؤں کے نشان نہیں ہیں۔ تلوار کا جو قبضہ وہاں ملا وہ کنتھ کی تلوار کا تھا۔ لیکن ٹوٹی ہوئی تلوار کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اب میں یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اس مقدمے کے مشتبہ حالات معلوم ہوتے ہی آرل گلن گائل، مارکولس انڈیل۔ اور دیگر سرداروں نے جو اس وقت جیوری میں بھی موجود ہیں فوراً تحقیقات شروع کر دی۔ کنتھ موجود تھا۔ اُس نے بیان کیا کہ مجھے بالکل خبر نہیں لارڈ ملکہ کہاں گئے۔ عین اس تحقیقات کے وقت ایک دوسرا چوکیدار آیا۔ (وہ بھی جیور کی میں شریک ہے) اور لارڈ ملکہ کی کھنی دار ٹوپی اور اُن کی چادر پیش کی۔ اور بیان کیا میں ان چیزوں کو ندی میں اُس مقام سے کچھ دو آگے جہاں خون پڑا تھا اور لڑائی کے نشان نمودار تھے۔ پایا۔ چادر پھٹی تھی اور ٹوپی کی کھنی کے پڑے ہوئے تھے۔ لیکن دونوں چیزیں بخوبی پہچانی جاسکتی تھیں کہ آرل گلن گائل کے بیٹے کی ہیں۔ مگر چونکہ وہ پانی کے اندر ملی تھیں اس لیے اُن سے اصل واقعہ کا کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ جب یہ چیزیں کنتھ کے سامنے پیش ہوئیں تویشیانی اور ندامت کے ساتھ اُس پر سخت ہیبت ظاہر ہوئی۔ چہرے پر ہر مردنی چھا گئی۔ پھر ایک آہ فلک دوز بھینچی اور غش کھا کے زمین پر گر پڑا۔

کنتھ بے شک یہ خیال کر کے لارڈ ملکہ ڈوب گئے ہیں مجھ پر ایسا سخت خون طاری ہوا تھا کہ غش آگیا۔ اور عدالت سے میں یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس بات کا خیال رکھے کہ اُس تفتیش کے وقت میں نے جنگل کا پورا واقعہ نہیں بیان کیا تھا۔ اور نہ مجھے اس کا موقع دیا گیا۔ کیونکہ اُس غشی کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو قید خانے کی ایک کوٹھری میں بند پایا۔

اعلیٰ حضرت عبدالستار نے تحسین ہر بات کی صفائی پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا جا گیا۔
لیکن ابھی تک دکیل سرکار کی باقی تقریر سن لینے دو۔

دکیل سرکار: جس دن یہ نوجوان قید ہوا ہے اُس کی دوسری شب کو مارکوس
الٹڈیل کے داروغہ آنگلے وٹمن نے دیکھا کہ گنتھ قید خانے سے بھاگ گیا ہے
اس لیے اُس نے دو سواردن کو اُس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اُس وقت
اس کا اور تعاقب کرنے والوں کا کچھ حال معلوم نہوا۔ لیکن بعد کو پورا حال
کھل گیا۔ اور تمام شکوک و شبہات رفع ہو گئے۔ سب سے پہلے میں یہ بیان کرنا
چاہتا ہوں کہ اُسی رات کو دو ایک گھنٹوں کے بعد گنتھ قصر میں داخل ہوا گیا۔
اور میں اُسی وقت پہونچا کہ یہ تینک آلمین سردار جن کی نسبت ایک بار لیڈی
اومی لینا کے پڑے جانے کا میں تذکرہ کر چکا ہوں وہ بارہ بار ڈوٹمن گال
کی بیٹی کو اُسی پہلے طریقے سے زبردستی پڑے لیے جاتے تھے۔ میں پھر قیدی کی
تائید میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس نے تینک آلمین سردار وٹمن پر ناقابل بیان
ہادری سے حملہ کیا اور لیڈی اومی لینا کو اُن کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ خود اُس کے
سر میں بھی نہایت سخت چوٹ آئی۔ جس کی وجہ سے وہ بیہوش ہو گیا۔ اب مجھے
اُس کے کہ وہ پھر قید خانے کی کوٹھڑی میں ڈال دیا جائے وہ قصر میں اور خاص
اپنے کمرے میں پہونچا دیا گیا۔ اُس تکلیف اور بخار کی حالت میں دوسرے دن
اس نے سنا کہ وہ دونوں نوکر جو اُس کے تعاقب میں بھیجے گئے تھے اُن کی
لاشیں جنگل میں پڑی ملیں۔ اس وقت گناہوں کے بارے سے وہ اس درجہ متاثر
تھا کہ اپنے لیے یہ پتہ چلا اور مارکوس الٹڈیل کو تھا اپنے کمرے میں بلا کے خود اپنی
زبان سے اُن کے سامنے اپنے تمام گناہوں کا اقرار کر لیا۔

گنتھ خاموشی اور بربادی سے متاثر ہوا تھا کہ اُس پر قید خانے سے بھاگ
جانے کا الزام لگایا گیا۔ جوش و اضطراب سے بار بار کچھ کہنا چاہتا کہ کڑک جاتا تھا
کیونکہ اُسے نظر آتا تھا کہ بغیر لیڈی اومی لینا کا نام لیے میں اس معاملے کو صاف
نہیں کر سکتا۔ اور یہ اسے کسی طرح گوارا نہ تھا۔ وہ یہ بھی نہیں بیان کرنا چاہتا تھا
کہ مارکوس الٹڈیل نے لیڈی اومی لینا کے کہنے سے مجھے بھاگ جانے میں

مدد دی تھی۔ خلاصہ یہ کہ اُسے مرجانا اور اٹھنا مر یہ نہیں تو اور اتھا کہ لیدی
اومی لینا بدنام ہوں۔ اور اُن کا نام کسی ناگوار طریقے سے عدالت میں
لیا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ وکیل سرکار کے اس بیان کو وہ خاموشی سے
سنتا رہا۔ لیکن جب اُس پر یہ الزام لگا یا گیا کہ آد کو س الٹیل کو اپنے
گن ہوں کا اقرار کرنے کے لیے اپنے کمرے میں بلا بھیجا تو ضبط نہ ہو سکا۔
چہرے پر خون دوڑنے لگا۔ آنکھیں جھپک اٹھیں۔ اور اُس کے یونانی شامل
ہونٹ بے اختیار کانپنے لگے اور چلائے کہنا جھجھک۔ جھجھک بالکل جھجھک۔
سرولیموس ہارٹ نے نوجوان شخص۔ خاموش کھڑے نہ ہو۔ اگر غیر تم نے
وکیل سرکار کی تقریر میں مداخلت کی تو میں عدالت سے اجازت لینا چھین
اس کمرے سے ہٹا دوں گا۔ اور یہ نہیں تو تمہارے ہاتھوں میں تھکریان ڈال
دی جائیں گی تاکہ تمہیں اپنی موجودہ حالت یاد رہے۔ اور سمجھ جاؤ کہ تم قیدی
ہو۔

حاکم عدالت: ”بے شک تمہیں خاموش کھڑا رہنا چاہیے۔ جب تمہارے بولنے
کا وقت آئے گا اُس وقت سب واقعات کو صاف کر لینا۔“

اس پر گھٹتہ عدالت کے سامنے تعظیماً جھکا اور اپنے ہونٹھ دانتوں
میں دبالیے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس وقت اپنے جذبات کے دبانے میں
اُسے نہایت سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی ہے۔

مارکوس الڈیل۔ (شریف کے کان میں) ”میرے لائق دوست تین تم سے
پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہ لڑکا نہایت گستاخ ہے مگر آپ کے ایسے باہر
اور با اثر شخص کی زبان سے ایک ہی نقطہ سن کے وہ اپنی حالت پر قائم
رہے گا۔ براہ کرم آپ اُس کو غور سے دیکھتے رہیں تاکہ وہ آپ سے باہر
نہ ہو جائے۔ آپ دیکھیں گے کہ اپنا جواب پیش کرتے وقت کیسی چرب زبانی
اور گستاخی سے بولتا ہے۔ اور میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ اس کے
میں وہ نہایت بیاک ہے۔“

شریف۔ (نہایت آہستہ سے) ”تو لاؤ صاحب آپ ان معاملے کو میرے

اور پھر چھوڑ دین میں اُسے اُس کی حد سے نہ بڑھنے، دن گایہ تو میرا فرض ہے کہ عدالت میں انتظام قائم رہے کھون اور اپنے اس فرض کو پوری طرح بجا لاؤں گا۔

وکیل سرکار نے پھر اپنے کاغذات دیکھ کے اور واقعات کو یاد کر کے کہنا شروع کیا: جناب والا میں یہ کہہ رہا تھا کہ اس قیدی کو کتنے بے جھاک جانے کے بعد واسطے دوسرے دن شام کے وقت مار کو س الٹڈ مل کو اپنے کمرے میں بٹایا بھیجا جس شخص کو کتنے نے مار کو س کے بلانے کے لیے بھیجا تھا وہ تنگیس وٹن انجین کا داروغہ تھا اور آدھ مار کو س اُس کی درخواست کے مطابق اُس نو جوان کے کمرے میں چلے گئے۔ انھوں نے قیدی کو نہایت دماغی کمزوری کی حالت میں پایا اور اُس کا دل بیاری کی وجہ سے اساکرو ہو گیا تھا کہ اپنے تمام گزشتہ گناہوں پر ایکس رقت کا جوش پیدا ہو گیا تھا اس شخص نے نہایت عاجزی اور منت کے نالجے میں قبول کر لیا کہ میں نے نہایت ذلیل ناشکری کی کہ اپنے محن اور سر پرست کی بیٹی لیڈی اوئی لینا کے ساتھ شادی کرنی چاہی پھر جوش رقت سے اُس کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور سسکیاں بھرتے اور آہ و زاری کرتے ہوئے اپنے عام گناہوں کا مار کو س الٹڈ مل کے سامنے اقرار کر لیا۔ اُس اقرار سے معلوم ہوا کہ کتنے نے فقط لارڈ ملکہ ہی کو نندی کنارے نہیں قتل کیا ہے بلکہ اُن دونوں آدمیوں کو بھی دغا بازی سے مار ڈالا جنھیں اینگیس وٹن نے اُس کے تعاقب میں روانہ کیا تھا۔ لیکن اب میں نہیں کہہ سکتا کیا وجہ ہے کہ کتنے اس وقت اپنا سراٹھائے ہوئے اور اطمینان اور بے گناہی کی وضع سے عدالت کے سامنے کھڑے ہوئے یا تو یہ وجہ ہے کہ اس کی صحت ترقی کر گئی اور اس کا دل مضبوط ہو گیا ہے یا تو سے زیادہ سخت ہو گیا ہے۔ اور اب اپنی اُس دلی کمزوری پر فخر کر رہا ہے کہ میں نے کیوں اقرار کر لیا یہ بات نہایت قابلِ غور ہے۔ اگر مار کو س الٹڈ مل کے کہنے کا یقین کیا جائے اور کون شخص ہے

کہ اُن کے بیان میں شک کرے۔ تو یہ قیدی جو کھڑے ہیں کھڑا ہے تین قندوں کا مجرم ہے۔ اگرچہ مار کوں النڈیل کے نوکر دن کے متعلق یہ بحث کی جاسکتی ہو کہ اُنھیں لازم نے اپنی حفاظت خود اختیار کی مین مار ڈالا۔ لیکن پھر بھی وہ مجرم قتل کی حد تک پہنچتا ہے۔ کیونکہ اُس وقت اس کی یہ حالت تھی کہ جیسے ایک شخص قتل کا مجرم ہو اور وہ جیل خانے سے بھاگ گیا ہو اور اُن لوگوں کی یہ حالت تھی کہ گویا ایک فرار شدہ قیدی کے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے۔ لہذا اُن کو مار ڈالنا قتل ہے۔ لیکن مار کوں النڈیل ظاہر کریں گے کہ اُسی اقرار میں کچھ نے اُن سے بیان کیا کہ جب دونوں شخصوں نے اُت پالیا ہے تو وہ خاموشی کے ساتھ قصر میں واپس آئے پھر بھی ہو گیا۔ اور اس حالت میں جبکہ وہ اُن دونوں کے بیچ میں گھوڑے پر سوار چلا آتا تھا تو اُس نے موقع ڈھونڈ کر کے ایک شخص کو دغا بازی کے ساتھ مار کے گرا دیا اور اُس کے ساتھی دوسرے شخص پر حملہ کر دیا۔ کچھ کی زبان سے یہ اقرار سننے کے بعد مار کوں النڈیل اس قدر پریشان اور خوف زدہ ہوئے کہ اُس کے کمرے سے نکلتے ہی اُنھوں نے ایک جوش میں اپنے خیالات کا اظہار کر دیا۔ اور خادمہ ارسولانے جو کہ اُس وقت برآمدے میں کھڑی ہوئی تھی مار کوں کے وہ الفاظ سنے اور اُن کی وہ پریشان حالت دیکھی۔ اس غیر معمولی مگر تکلیف دہ مقدمے کے یہ واقعات ہیں۔ قیدی پر پہلے تو تار ڈالکر کھن گال کے قتل کا الزام لگایا جاتا ہے اور اس کے بعد مار کوں النڈیل کے دو خادموں کے مار ڈالنے کا لیکن عدالت کی آسانی کی غرض سے صرف پہلے الزام کے متعلق بیانات سن لینا کافی ہو گا اور اُس کے بعد اُسی کے متعلق قیدی کے جواب کی سماعت کی جاوے گی اس کے بعد وکیل سرکار نے عدالت کے سامنے تعظیماً جھک کے کہا:

اگر حضور والا یہ فیصلہ کریں کہ یہ مقدمہ جیوری کے سامنے پیش کرنے کے لیے کافی ہو گا تو دوسرے الزام یعنی اُن دو خادموں کے قتل کے متعلق کارروائی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں خود تو یہ کہتا ہوں کہ اگر

یہ نوجوان شخص جو عدالت کے سامنے کھڑا ہے اپنی بے گناہی ثابت کر دے تو مجھے بہ نسبت اس کے بہت زیادہ خوشی ہوگی کہ اس کے اوپر ایک غمناک فیصلہ صادر کیا جائے۔ لیکن پھر میں کہوں گا کہ اگر یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے بہتر اس کے کوئی موقع نہیں ہے کہ برابر سختی کے ساتھ انکار ہی کیے جائے اور دل میں اپنے گناہ پر پچھتا رہا ہے تو اس کے لیے سب سے اچھا یہ ہے کہ اپنے آپ کو عدالت کے رحم پر چھوڑ دے۔ بجائے اس کے کہ ایک بیکار اور بے بنیاد جواب کے لیے تیار ہو۔

اس طرح اپنی تقریر ختم کر کے وکیل سرکار بیٹھ گیا۔ اور ایک منٹ سے زیادہ دیر تک کمرے میں کامل خاموشی رہی۔

اعلیٰ حاکم عدالت: اب گواہوں کے بیان سلسلہ وار پیش ہوں۔

سب سے پہلے قصور کار بان کھڑا کیا گیا اور وکیل سرکار کے سوال پر اس نے سب واقعات بیان کیے جو اس کے نام سے وابستہ تھے اس کے بعد دونوں جنگل کے چوکیداروں نے اپنے بیان دیے۔ وہ تلوار کا ٹوٹا ہوا قبضہ پیش کیا گیا اور پچانا گیا کہ کتنے کا جو اس کے بعد کھنی دار ٹوٹی اور پٹی ہوئی چادر پیش ہوئی اور فیصلہ کیا گیا کہ لارڈ ملکہ کی ہیں۔ پھر سردو ملائین مور جرنیل سے سردار برٹ۔ باربور۔ اور ہیرن کیلڈر دو۔ اور تین دوسرے سرداروں نے گواہی دی کہ آئل گلن گائل نے اپنے بیٹے کے غائب ہو جانے کے بعد تحقیقات کی تھی اور بتایا کہ اسے لارڈ ملکہ کو جنگل میں لکھ اور اومی لینا سے ملنے دیکھا تھا۔ اور لارڈ گلن گائل کے ایک نوکر نے بھی جو اس تحقیقات کے وقت موجود تھا ان سب بیانات کی تصدیق کی لہذا وکیل عدالت نے

خادمہ اسے لارڈ اس وقت عدالت میں بلا تاخیر فرمایا۔

اس کے بعد آئیکس وٹن کا بیان ہوا اور اس کے اٹھتے ہی جنگل کے دونوں چوکیداروں نے ایک دوسرے کی طرف ایک معنی خیز نگاہ سے دیکھا اور وہ نے بیان کیا کہ ایک رات کو چودہ یا پندرہ دن گزرے ہیں نے فیصل کا ایک اندرونی دروازہ کھلا پایا اور مزید تحقیقات سے

یہ معلوم ہوا کہ اُس کے آگے کچھ دور دورہ ہوا تو وہ بھی کھلا پڑا تھا۔ مجھے فوراً شک ہوا اور
جلد ہی سے کتھن کے قید خانے کی کوٹھی میں آیا اور معلوم ہوا کہ وہ بھاگ گیا
ہو۔ لہذا میں نے کتھن کے دو نوکر کو اُس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ پہنچے
بعد اُن لوگوں کو میں نے زندہ نہیں پایا بلکہ اُن کی لاشیں جنگل کی جھاڑی میں
اس واقعے کے تیسرے دن ملیں۔ داروغہ نے یہ بھی بیان کیا کہ اُن کی لاشیں
پلنے کے بعد میں کتھن کے کمرے میں گیا تاکہ اُس سے ان دونوں آدمیوں کے
قتل کا حال دریافت کروں۔ کتھن اُس وقت اپنے کمرے میں اکیلا تھا۔ اور
اُس نے درخواست کی کہ میں فوراً مارکوس انڈیل کو اُس کے پاس بلا دوں کیونکہ
وہ اُن کے سامنے اپنے گناہوں کا پورا اقرار کر لینا چاہتا تھا۔

یہ شہادت تھی انیس وینٹن کی اور اُس کے ختم ہونے کے بعد پھر
اُن دونوں جنگل کے چوکیداروں نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نگاہوں
سے دیکھا۔ داروغہ نے اس بیان کے وقت کتھن کی یہ حالت بھی کہ وہ اپنے
جوش کو اُسی طرح سے دبائے ہوئے تھا جیسے کہ ایک آتش فشان بہاڑا ہوا ہے۔
آرل مگن گائل جو اس مقدمے کی کارروائی کو نہایت غور اور توجہ سے سن رہا
تھے اُنھیں بھی انیس وینٹن کے طرز بیان سے ایک قسم کا شبہ پیدا ہو گیا۔
اور اس وقت اُن کے دل میں مارمور کی وہ باتیں یاد آ گئیں جو مارمور
نے اُس طرز بیان کی رات کو اُنھیں کے کمرے میں بیان کی تھیں اور جن سے
اُنھیں معلوم ہوا تھا کہ انیس وینٹن نے تیس برس قبل کی کمرس کی دعوت
کے متعلق بہت سی باتیں جو غلط بیان کی تھیں۔

اس موقع پر جبکہ مارمور نے اس طرح سے بڑھے داروغہ کی غلط
بیانیوں کو تفصیل سے بیان کر دیا تھا ہم دیکھ چکے ہیں کہ آرل کے دل میں
بموجب دھڑپ خیالات پیدا ہوئے تھے۔ اور اُس وقت جبکہ مارمور گائل
سیٹھے ہوئے داروغہ کی شہادت کو سن رہے تھے، اور اُنھیں اس شخص
کے چہرے سے اس کی طرف سے ایک نہایت خراب خیال پیدا ہو گیا تھا اس وقت
بھی اسی قسم کے خیالات آرل کے دماغ میں پھر کھانے لگے مگر اُنھوں نے

دربان سے کچھ نہیں کہنا کیونکہ اگر وہ گواہ کی شہادت کے متعلق کسی خاص بات پر عدالت کو توجہ دلاتے تو ناموزون نہ ہوتا۔ مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ بیٹھے رہے اور ان کی حالت ایک عجیب و غریب اور ناقابل بیان تھی۔

اب مارکوس الزمٹل سے اس بیان کی تصدیق کرائی گئی جو وکیل عدالت نے اپنی تقریر میں کٹھنہ کے اقرار جرم کی بابت بیان کی تھی۔ انھوں نے جیسا شہادت اور بنجیدگی کے ساتھ اپنی کٹھنہ کے ساتھ وہی گفتگو ہونا بیان کر دی۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ انھوں نے آرٹ گلنگ گائل کے ساتھ کہا تھا اور جو انیسویں باب کے خاتمے پر لکھی جا چکی ہے۔ انھوں نے اس طرح بیان کیا کہ وہ ایک اصلی واقعہ نہایت سچائی کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔ اور انھیں اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہے کہ یہ سب باتیں کے متعلق جرح کی جاسکے گی کیونکہ خاموش کھڑا ہوا ان کے اس بیان کو سخت تعجب اور اشتعال کے ساتھ سن رہا تھا جس کے آثار اس کے چہرے سے ظاہر ہونے لگے۔ اُس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اُس کے شعلے پھولے ہوئے تھے۔ اُس کے گال تپتا اُٹھے تھے۔ اور اُس کے ہونٹوں پر ہراسہ تھا۔ ان سب باتوں سے صاف ظاہر ہوا تھا کہ کیسی ولی تکلیف اور دقت کے ساتھ اُس نے مارکوس کے بیان کو ضبط کر کے سنا ہے۔ آرٹ گلنگ گائل کی نگاہیں مارکوس الزمٹل کے چہرے پر سے دفعہ کٹھنہ پر پڑیں اور پھر وہ پریشانی کے ساتھ مارکوس کو دیکھنے لگے۔ اور اگرچہ انھیں اس بات میں ایک شہدہ برابر بھی شک نہ تھا کہ مارکوس اس سے بڑے جلسہ سازی کے مرتکب ہوں گے مگر اس کے ساتھ ہی اُسی حد تک انھیں یہ دیکھ کے بھی تعجب تھا کہ کٹھنہ کے چہرے سے کیسی گینا ہی ظاہر ہوتی ہے۔ لہذا نہایت جوش و اضطراب کے ساتھ آرٹل اب اُس نوجوان کے بیان کے منتظر تھے۔ کیونکہ تقدیر کی کارروائی اس حد تک پہنچ چکی تھی۔

تفتیسواں باب

صفائی

کنتھ نے کسی قدر کانپتی اور دل پر اثر کرنے والی آواز میں کنا شروع کیا حضور والا ان واقعات کی صفائی میں جو میرے متعلق ہیں میرے پاس کوئی الفاظ نہیں ہیں اور نہ کوئی شہادت ہے کہ میں اپنی تائید میں پیش کر سکوں۔ اُس سو قہ پر جبکہ انسانی فیصلہ ناممکن ہو یا جہان کہ واقعات کچھ ایسے عجیب و غریب طریقہ پر پیش آ گئے ہوں کہ کوئی خاص فیصلہ صادر کیا جاسکے تو بہت ممکن ہے کہ ایک درشتہ بھی شیطان بنا دیا جائے۔ موجودہ حالت میں سلسلہ وار گواہ پیش ہو چکے ہیں اور واقعی اُن کے بیانات سے خاص اثر پڑتا ہے۔ اگر ایک طریقے سے اُن کا مطلب ٹھیک طور پر لیا جائے تو دوسری حالت میں یہ بھی ٹھیک ہے کہ اُنھوں نے صحیح بیان کیا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ابتدائی گواہ بالکل سچے تھے لیکن اُن کا مطلب بالکل غلط سمجھا گیا۔ لیکن جو بیان آئیگس وٹمن نے اور مارکوس انڈیل نے دیا ہے وہ جھوٹا ہے بالکل جھوٹا۔ اُس کا ہر لفظ جھوٹا۔

اعلیٰ حاکم عدالت "نوجوان شخص میں تھیں اس طرز گفتگو کی اجازت نہیں۔ جو شہادت پیش ہوئی ہے اُس کے خلاف کوئی وجہ بیان کر سکتے ہو۔ یا اگر تم چاہو تو کوئی دوسرا واقعہ بیان کر کے اُس کو ادا کر سکتے ہو لیکن اس بات کی میں کسی طرح اجازت نہیں دے سکتا کہ تم کسی شخص کو بدنام کرو یا اُس کے اوپر الزام لگاؤ اور اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ لوگ تم سے خواہ مخواہ حسد رکھتے ہوں۔" کنتھ "لارڈ صاحب مجھے نہایت افسوس ہے کہ میرا بیان حضور کی ناراضگی کا باعث ہوا۔ اور مجھے نہایت افسوس ہے کہ عدالت کے قواعدا کے خلاف چند الفاظ میری زبان سے نکل گئے۔ لیکن اگر کوئی خلاف واقعہ الزام میرے اوپر لگایا گیا تو میرے لیے وہ زندگی اور موت کا سوال ہے بہر حال میں کوشش کروں گا کہ اپنے جذبات کو دباؤں اور اپنے بیان کو خاموشی کے ساتھ اُسی طرح عرض کروں جو میری حالت کے مطابق ہے۔ وکیل عدالت نے حضور سے بیان کر دیا ہے

کہ میں ارل گلن گائل کا پردہ ہوں اور اُن کی فیاضی سے بلا۔ یہ بالکل
 سچ ہے۔ اور میرے دل میں ارل صاحب کی اتنی وقعت اور اتنی محبت ہے
 جو بیان نہیں ہو سکتی۔ اُن کا شکریہ میرے امکان سے باہر ہے۔ مجھے اقرار ہے
 کہ ارل صاحب نے میرے ساتھ وہی کیا جو حقیقی باپ کرتا۔ بلکہ شاید اُنھوں
 نے اس سے کسی قدر زیادہ کیا کیونکہ اپنے محدود ذرائع آمدنی میں میرے حقیقی
 باپ بھی اتنا نہ کر سکتا۔ ارل گلن گائل نے مجھے اُس وقت سے کھلایا یا ہے
 جبکہ میں ایک شیرخوار بچہ تھا۔ اُنھیں کے کپڑے میں نے پہنے ہیں۔ اُنھیں کے بچوں
 پر میں سویا ہوں۔ اور اُنھیں نے مجھے تعلیم دلوائی ہے۔ اُنھوں نے فقط اتنا ہی
 نہیں کیا کہ میری ضروریات کو فراہم کرتے رہے۔ بلکہ اپنی عیش و عشرت اور کلفت
 میں بھی مجھے شریک کیا۔ بہر حال قابل وکیل عدالت نے جیسا بیان کیا ہے مجھے
 ارل نے ہمیشہ خاص اپنی اولاد کی طرح رکھا۔ لاٹ صاحب جیسے اس
 مقدمے کا فیصلہ میرے خلاف ہو اور جیسے آپ کو یقین ہو تبھی کہ میں نے
 لارڈ ملکم کے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہو گا۔ لیکن اتنا تو آپ ضرور
 سمجھتے ہوں گے کہ یہ بات انسانی فطرت کے بالکل خلاف ہے کہ میرے دل میں
 ارل گلن گائل کی شکر گزاری کا احساس ہو۔ آپ یقین جانیں کہ کوئی بیٹا اپنے
 باپ کی اتنی قدر و منزلت نہ کرتا ہو گا جتنی میں اپنے محن کی کرتا ہوں جو میرے
 لیے میرے والدین سے زیادہ ہیں۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میں اس دنیا
 میں اپنی جان دینے سے ارل گلن گائل کی ذرا سی بھی تکلیف کم کر سکتا ہوں
 تو میں بڑی مسرت اور نہایت ہی خوشی کے ساتھ اپنا سر مقتل میں جھکا دیتا۔
 اپنا سینہ خنجر کی نوک پر رکھ دیتا۔ اور اس حالت میں بھی کہ مقدمہ ہی
 نہ پیش ہوتا۔ نہ بیان کوئی حاکم عدالت ہوتا۔ اور نہ میرے اوپر اس قسم کا
 شبہ کیا گیا ہوتا تو بھی اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری جان جانے سے ارل
 کا بڑا بیٹا واپس مل جائے گا تو خدا جانتا ہے کہ میں نہایت جوش و دل
 اور مسرت و رضامندی کے ساتھ اپنی جان دینے کو تیار ہو جاتا۔
 کتنے اتنا کہنے کے بعد چند محن تک خاموش رہا۔ اگرچہ اس وقت

اس نے اپنا سر دوسری جانب پھیر لیا تھا لیکن کھڑکی کے رستے پر
روشنی جو پڑی تو اُس کے خط و خال سے صاف نظر آیا کہ اس کھڑکی کا
کیسی دلی تکلیف میں مبتلا ہے۔

پھر کتھ نے کتنا شروع کیا۔ لارڈ ملکہ کو مین بیگم بھائی کی طرح
چاہتا تھا۔ اگرچہ وہ بہت سے لوگوں کے ساتھ جو اُن کے ساتھ رہتے تھے
اور تمکنت سے پیش آتے لیکن میرے ساتھ وہ ہمیشہ بہادرانہ شفقت سے
سلوک کیا کرتے اور میری عمر اس وقت تک اُن کے ساتھ گزری۔ جب میں اپنے
ابتدائی ایام زندگی پر غور کرتا ہوں تو نظر آتا ہے کہ ہم دونوں ساتھ ہی
ساتھ اڈنبرا کے محلِ گلن گائل کے وسیع باغ میں کھیلا کرتے تھے اس کے
بعد کے زمانے میں لارڈ ملکہ اور مجھ میں کھیل کرتے اور نوجوانی کی بہادر
مشقوں میں مقابلہ ہوا کرتا مگر یہ مقابلہ ویسا ہی تھا جیسا تھامز عزیز دونوں
یا محبت کرنے والے بھائیوں میں ہوا کرتا ہے۔ اسی حالت میں ہم بڑھ کے
جوان ہوئے ہم دونوں میں کبھی کسی کی زبان سے کوئی غصہ کا لفظ دوسرے
کی نسبت نہیں نکلا۔ اور نہ کبھی ایک دوسرے کو غصے کے چشمہ دار دیکھا۔
یہاں تک کہ میری زندگی کا وہ افسوس ناک واقعہ پیش آیا جس کی بدولت
آپ یہ سب واقعات دیکھ رہے ہیں۔ اگر میں باپ پر اپنی جان قربان
کر دینے کے لیے تیار تھا تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اُن کے بیٹے کے لیے بھی ہرگز
دریغ نہ کرتا۔ جس دن سے وہ غائب ہو گئے ہیں میں زار و قطار رو دیا
کرتا ہوں میری آنکھوں سے جلتے ہوئے گرم آنسو ٹپکتے ہیں اور یہ سب اس
وجہ سے ہے کہ مجھے گمان ہے وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ نہ اس وجہ
سے کہ مجھ پر اُن کے قتل کا شبہ کیا جا رہا ہے۔ حضور والا اب آپ سمجھ
گئے ہوں تھے کہ میں آرل گلن گائل کو باپ کی طرح اور لارڈ ملکہ کو بھائی
کی طرح چاہتا تھا۔ لیکن وہی محبت جو بچپن اور نوجوانی کے زمانے میں مجھے
لیڈی اومی لینا کے ساتھ تھی ان آخری ایام میں اُس نے کوئی دوسری
صورت اختیار کر لی ہے تو کیا اس پر مجھے کوئی الزام دیا جاسکتا ہے؟

جیسے میڈی اور سی لٹیا کے ساتھ اگر محبت ہے تو اُس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ یہ تو اُس دل کے پودے کا ایک قدرتی پھول ہے جس کو انسان کبھی جان بوجھ کے نہیں لگاتا۔ اور اور پھول پھلنا اُس کا نشوونما اُس کے اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ ہاں یہ میرا قصور ضرور ہے کہ اس محبت کو میں نے لیڈی اور می لٹیا پر ظاہر کر دیا۔ اصول معاشرت کے لحاظ سے بے شک یہ میری بہت بڑی غلطی تھی۔ اور جیسے ہی وہ غلطی مجھ سے سرزد ہوئی مجھے اپنے دل میں اُس کا درد بھی محسوس ہونے لگا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ بہت بڑے اور نہایت نیک لوگوں کی زندگی میں بھی چند ایسے ضرور ہوتے ہیں جب وہ اپنے جذبات کو نہیں دیکھتے عشق کا اثر انسان پر کس قدر سخت ہو سکتا ہے؟ پھر اُس سے میرا کمزور اور ناتوان دل کیسے متاثر ہوتا؟ مگر اب میں اپنی اس غلطی کے متعلق زیادہ نہ کہوں گا۔

اتنا کہنے کے بعد کتنے پھر خاموش ہو گیا۔ اُس بُرے کھانے کے کمرے میں جس میں عدالت کا اجلاس قائم کیا گیا بالکل خاموشی تھی۔ ارل گلن گائل جو اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے آگے کسی طرف جھکے اور گھٹنوں پر کہنیاں ٹیک کے اپنا سر دو لون ہاتھوں میں چھپا لیا یہ بیان کرنا بالکل امکان سے باہر ہے کہ اس نوجوان کے الفاظ نے اُن کے دل پر کیا اثر کیا۔ کتنے نے پھر کہنا شروع کیا اب میں بعض واقعات کو نظر انداز کر کے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں خاندان سے علیحدہ کر دیا گیا۔ مجھے کھانا علیحدہ ملنے لگا۔ اور میں علیحدہ کمرے میں رکھا گیا تو میں نے ارل گلن گائل کے حکم کی تعمیل میں مطلق عذر نہیں کیا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے اس قصر سے چلا جانا چاہیے۔ اور وسیع عالم میں پھر کے اپنے لیے کوئی ذریعہ معاش پیدا کرنا چاہیے تاکہ محنت کر کے عزت کی روٹی کھاؤں اور اُس تا بعد اری سے نجات ملے۔ لیکن پھر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس حالت میں جب کہ ارل مجھ سے ناراض ہیں میرے اس طرزِ عمل سے صاف ظاہر ہو گا کہ میں نے اُن کی نافرمانی کی اور ایک ایسے گھر سے بھاگ گیا جو خود

میری ہی غلطی سے میرے رہنے کے قابل نہیں رہا تھا بس اس خیال سے میں ٹھہر گیا۔ لیکن کاش میں نے اُس کے خلاف ہی کیا ہوتا۔ ہفتے گزر گئے اور اس اشنا میں مجھے اس بات کا موقع ملا کہ لیڈی اومی لینا کو میک آپسین کے دو ملازموں کے ہاتھ سے چھڑاؤن۔ افسوس اُس وقت جو مجھے لیڈی اومی لینا سے گفتگو کا موقع ملا تو اُن کی محبت میرے دل میں اور زیادہ ہو گئی۔ اب میں اُس یادگار دن کا حال بیان کرتا ہوں جس نے یہ سب واقعات پیدا کیے ہیں۔ میرا مطلب اُس دن سے ہے جس روز سے لارڈ ملکہ غائب ہیں۔ حضور والا کے سامنے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ لیڈی اومی لینا اور اُن کی خادمہ ارسولا اُس دن دوپہر کے وقت جنگل میں ٹہل رہی تھیں۔ حضور والا اس سے بھی واقف ہیں کہ لارڈ ملکہ دفعۃً وہاں آ گئے اور اُن کی آنکھوں سے جوش نمایاں تھا۔ لمحے سے غصہ ظاہر ہو رہا تھا۔ اور زبان پر گالیوں نہیں۔ یہ سب واقعات بالکل ٹھیک ہیں اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ اُن کی طعن و تشنیع نے میرے دل پر ایک لمحے کے لیے برا اثر کیا۔ اور میں اپنا ہاتھ تلوار کے قبضے تک لے گیا۔ لیکن سیر یہ غصہ بجلی کے کوند جانے سے زیادہ دیر تک نہ رہا ہوگا۔ کیونکہ سیری انگلیوں نے تلوار کا قبضہ چھوا اور چھوٹے ہی اُس سے الگ ہوئے اور ساتھ ہی مجھے ہوش آ گیا۔ اور میں غائبین یقین دلا یا کہ چاہے کچھ ہو میں آپ سے رٹنے پر آمادہ نہ ہوں گا۔ پھر لیڈی اومی لینا ارسولا کے ساتھ قصر کے طرف واپس روانہ ہوئیں اور میں لارڈ ملکہ کے ساتھ جنگل میں تنہا رہ گیا۔ جیسے ہی اومی لینا اور ارسولا نظر سے غائب ہوئیں ملک نے نہایت بُرے لمحے میں مجھے گالیوں دینا شروع کیں۔ لیکن میں نے اور کہہ کر دیا تھا کہ اُن سے ہرگز نہ لڑوں گا۔ اس لیے میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور بغیر یہ جانے ہوئے کہ کدھر جاتا ہوں جھٹ پٹ چل نکلا ہوا۔ لارڈ ملکہ بھی میرے ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور مسلسل گالیوں دیتے جاتے تھے۔ آخر میں نے اُن سے قنایت عاجزی کے ساتھ کہا مجھے معاف کیجئے۔

میں غنا تصور تسلیم کر لیا اور اپنے گزشتہ طرزِ عمل سے معافی مانگی بلکہ اُس
گھڑی میں نے ایسے طریقے سے عاجزی کی کہ گوکہ میں اُنھیں کی روٹیوں پر
جی رہا تھا لیکن اِس پر بھی یہ بات مجھے اپنی عزت کے خلاف نظر آتی تھی۔ میرا
جی چاہتا تھا کہ لارڈ ملکہ کسی طرح یہ بے چینی کی زبان روکین جو مجھے
اِس وجہ سے تکلیف دہ نہ تھی کہ ایسا اچھ فطرۃً ہر شخص کو ناگوار ہوتا ہے بلکہ
اِس وجہ سے بھی کہ میں وہ کلمات ایک شخص کی زبان سے سُن رہا تھا
جس کے ساتھ مجھے بالکل گئے بھائی کی سی محبت تھی۔ بہر حال میری تمام کوششیں
بیکار ہوئیں۔ اور ہم دونوں اُسی شان سے قدم بڑھاتے چلے جا رہے تھے
کہ ندی کے کنارے پہنچے جو اُس وقت طغیانی کے وجہ سے بہت بڑھی ہوئی تھی
ہی ہم اُس ندی کے کنارے پہنچے ایک جنگلی سور جھاڑی سے نکلا اور اپنے
سفید سفید دانت نکال کے ہم پر چھینٹا۔ ملکہ نے اور میں نے دونوں اپنی تلواریں
کھینچ لیں اور اِس پر حملہ کیا بلکہ شاید یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اُس کے گلے
کو روکنے لگے۔ اُس جانور نے پہلے لارڈ ملکہ پر حملہ کیا اور وہ اُس کے گلے کو
اپنی تلوار سے روک کے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے۔ اور میں اُسکی پشت کی طرف
سے جا کے حملہ کر رہا تھا۔ یونہی لڑتے لڑتے ہم عین ندی کے کنارے پہنچ
گئے۔ اور اُسی وجہ سے وہاں کی نرم زمین پر ہمارے پاؤں کے نشان بن گئے۔
اب میں نہیں جانتا کہ خوف سے یا کسی زخم کے اندیشے سے جس کو میں نہیں دیکھ
سکا لارڈ ملکہ دفعۃً نہایت تیزی سے جاگے اور گھٹنے جھک کر غائب ہو گئے۔ اب
وہ سور میری جانب متوجہ ہوا اور اِس نے مجھے بالکل زیر کر لیا۔ اِس لیے کہ اتفاقاً
میرا پاؤں پھسل گیا اور میں ایک طرف گر پڑا۔ اسی گرنے کے باعث میرے کپڑوں
میں مٹی بھر گئی۔ لیکن پھر میں سنبھل کے اُٹھا اور اپنی تلوار اُس کی گردن میں چھو
دی۔ لیکن اب اِس کے بعد اُسے کھینچا تو قبضہ ٹوٹا۔ میرے ہاتھ میں رہ گیا۔
یوں دشمن کو زیر کرنے کے بعد میں لارڈ ملکہ کی تلاش میں چلا۔ اور تقریباً
ایک گھنٹے تک جنگل میں جا رہا تھا کہ اُنھیں دُعاؤں کے ساتھ پورا۔ گودہ میں مجھے ملے
اور میں مایوس ہو کے پھر اُسی مقام پر واپس آیا جہاں سے اُن کا ساتھ چھوڑا تھا۔

وہاں پہونچ کے مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ وہ سب عجب و شگراہ تھے۔ ان لوگوں پر
 توار کا ٹوٹا ہوا قبضہ اور زمین پر پاؤں کے نشان اس بات کو ظاہر کر رہے
 تھے کہ یہاں لڑائی ہوئی ہو لیکن یہ یقینی بات ہے کہ کوئی ایسی شخص میری عدم
 موجودگی میں وہاں پہونچا اور میرے اس شکار کو اٹھائے گیا۔ اُس کے بعد
 میں قصر میں واپس آیا اور اُس وقت میری عورت - بے اگر کوئی جو ش
 اور پریشانی ظاہر ہوتی تھی تو وہ کوئی فحش کی بات نہ تھی۔ کیونکہ جنگل میں قہار
 ہی ایسے پیش آئے تھے کہ میں نہایت پریشان تھا۔ میرا یہ خیال کرتا کہ
 لارڈ ملکہ واپس آئے یا نہیں بالکل نامعلوم بات تھی۔ اور اس کی وجہ بھی نہایت سبکی سے سمجھ کر
 ہو کہ میں اپنے کمرے میں کپڑے بدلنے کیوں بیٹھا۔ اپنے کمرے میں جا کے اطمینان سے بیٹھ کر
 اس لیے بھی تھی کہ اُس پر غور کروں کہ لارڈ ملکہ نے مجھ کو اپنی بہن کے ساتھ دیکھا ہے تو آئندہ
 کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے اس کے بعد جب میں اگلے صبح اُٹھا اور دیکر سردار دن کے ساتھ
 گیا یا گیا تو قدرتی طور پر میرے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ لارڈ ملکہ کے قتل کا شہسبازی ہو گیا ہے
 اور اس اندیشے سے جو جوش پیدا ہوا اُس کو میں نہ دبا سکا۔ میں نے جو واقعات جنگلی سفر
 سے مقابلہ ہونے کے بھی ابھی بیان بیان کیے ہیں اُن کو بیان کرنے ہی کو تھا کہ جنگل کا دوسرا
 چوکیدار اُس کمرے میں داخل ہوا اور وہ اپنے ہاتھ میں زوال اور کلنی دار ٹوٹی لے ہوئے
 تھا۔ اُسے دیکھ کے میرے دل میں یہ خیال گذرنا کہ غالباً لارڈ ملکہ ندی میں گرے اور طغیانی کے
 وجہ سے بہ گئے۔ یہ فحشاء خیال پیدا ہوتے ہی کہ ایک ایسا شخص جن کو میں اپنے سگ بھائی سے زیادہ
 چاہتا تھا یوں ضائع ہو گیا میرے دل پر چکر لگایا اور میں بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اُس کے بعد مجھے ہوش
 آیا تو میں تنگ کوٹھری میں تھا اور انگلیس فٹن میرا گلابان وہ جب میرے لے کھا لایا تو میں نے
 اُس سے درخواست کی کہ میرا بیان سنو اور اُسے ارل گلن گائل کی
 متین عرض کر دو مگر اُس نے انکار کیا۔ پھر اس کے بعد جب چور دروازے
 کا دانتہ پیش آیا اور بعد ازاں میں اپنے کمرے میں بیٹھ گیا تو میں نے خود
 ارسولا سے یہ تمام واقعات بیان کیے تاکہ وہ لیڈی اوفی لینا کے گوش
 گزار کر دے۔ اور وہ اس بیان کو اپنے والد تک پہونچا دیں۔ لیکن دوسرے
 دن مجھے معلوم ہوا کہ لیڈی اوفی لینا نے جب یہ واقعات اپنے والد سے

بیان کیا۔ چنانچہ اس نے یہ بیان حکمِ اکبر اور اس کے ساتھ ساتھ میرے ساتھ بھی نہ لیا۔ لہذا انہیں کچھ کہنے کی جرات نہ ہوئی۔ اسی دن شام کو میرے کمرے کے دروازے پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ اور اس وقت سے اس گھڑی تک نہایت سختی کے ساتھ گھسیائی کی جاتی ہے۔ میرے کے سپاہیوں نے میل لکھا ہوا بیان بھی اہلِ گن گاہ کی خدمت میں پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا یہ واقعات اگر اس وقت تک نہ ظاہر ہو سکے تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟ اب میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ بعض گواہوں کی شہادت غلط لفظ بھیج تھی۔ مگر اس سے نتیجہ غلط نکلا لایا۔ چنانچہ اس کے دربان نے بے شک مجھے پریشان اور مضطرب دیکھا اور میرے کپڑوں میں سٹی اور خون بھی اُس نے پھیرا پایا۔ خنجر کا ایک چوکیدار میری ٹوٹی کشتہ لٹایا۔ اور دوسرا لارڈ ملکہ کی ٹوپی اور رومال لایا جن چیزوں کو اُس نے اندھی میں سے نکالا تھا۔ بہت سے سرکار وں اور لارڈ گن گاہ کے نوکر دن نے جب میں اُن کے سامنے بٹایا گیا تو مجھے پریشان و مضطرب الحال دیکھا۔ میں زمین پر بیہوش ہو کے گر بھی پڑا تھا۔ یہ سب واقعات بالکل سچ ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ میں نے کسی کو قتل کیا یا مجھ سے اُس سے لڑائی ہوئی۔ یہ سب اُسی سلسلہ واقعات کے اجزاء ہیں جن کو میں نے اس وقت ظاہر کیا۔

اتنا کہنے کے بعد کتنے چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔ اور پھر اپنے بیان کو ان لفظوں پر ختم کیا: "جو الزام بھاگ جانے کا مجھ پر لگایا جاتا ہے اُس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اس واقعے کے بعد البتہ چند ایسے معاملات پیش آئے جن کی بابت مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ اس کو اس انداز کے دو ملازم جن کے قتل کا مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے وہ میرے ہاتھ سے ہرگز نہیں مارے گئے۔ وہ قمر سے میرے تعاقب میں نہیں بھیجے گئے تھے بلکہ خود اپنی خوشی سے میرے ساتھ گئے تھے۔ ہم گھوڑوں پر سوار چلے جا رہے تھے کہ میک آپسین سے مقابلہ ہو گیا۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ اور وہ دونوں آدمی ہمدردی کے ساتھ میری طرف سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔

مین بچ گیا۔ اور قصر النڈیل کو واپس آیا۔ اور اُس وقت پہرہ بچا جب کہ انڈلٹ اور ایتھ لیڈی اومی لینا کو پکڑے لیے جاتے تھے۔ اس کے بعد مین چند روز تک مین پیار بڑا رہا۔ اور اُسی زمانے مین کہا جاتا ہے کہ انگس وینٹن میرے پاس آیا اور مین نے اُس کی معرفت مار کو س الٹیل کو بلا بھیجا۔ اور وہ آئے تو مین نے اُن کے سامنے اقرار کر دیا۔ یہ واقعات غلط بیان کیے جاتے ہیں اور مجھے ان سے قطعی انکار ہے۔ انگس وینٹن اُس زمانے مین ایک بار بھی میرے گھر سے مین نہیں آیا۔ اور خود مار کو س الٹیل بخوبی جانتے ہیں کہ وہ میرے پاس اپنی ہی خوشی سے آئے تھے۔ نہ میرے بلائے ہوئے۔ اس کے سوا مجھے کچھ نہیں کہنا ہے۔ میری زندگی ارکان جیوری کے ہاتھ مین ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ خوب سوچ سمجھ کے کثرت راے سے میری قیمت کا فیصلہ کریں گے۔“

نوجوان کنتھم خاموش ہو گیا۔ جس وقت کنتھم نے مار کو س الٹیل کی شہادت کو جھوٹ بتایا اُس وقت وہ دفعۃً اپنی کرسی پر سے اچھل پڑے اور جوش کے ساتھ کھڑے ہونے کو تھے مگر ارل گلننگ کائل نے اُن کا بازو پکڑ لیا۔ اور چیخ کے اُنھیں پھر کرسی پر بٹھا لیا۔ اور آہستہ سے اُن کے کان مین کہا: ”لارڈ صاحب۔ اس مقدمے کو ختم ہونے دیجیے جعفر جلد ختم ہو جاتا ہی اچھا ہے۔ میرے لیے یہ ایک دردناک منظر ہے۔ بیشک نہایت ہی دردناک۔“

مار کو س الٹیل۔ (ارل کی طرف گھور کے) ”لارڈ صاحب آپ کو اس شخص کے کہنے کا اعتبار ہے یا میرے کہنے کا؟“

ارل ”مین آپ کے قول کو کیسے غلط کہہ سکتا ہوں مگر میرا مرغ

چکر کھارہا ہے۔ اور میرے خیالات نہایت پریشان ہیں۔“
اب اعلیٰ حاکم عدالت اُٹھے۔ جیوری کی جانب متوجہ ہوئے اور ایسی متانت کے ساتھ کہ ہر لفظ کو آہستہ آہستہ اور قول قول کی

اور کرتے تھے یہ تقریر کی: آمرانہ ٹیٹ۔ شرفا اور معمولی لوگ جو حضرات
 اس موقع پر حیدری میں شامل ہیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس نوجوان
 شخص کا فیصلہ آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ آپ اس مقدمے میں گواہ ہیں۔
 اور آپ نے قسم کھائی ہے کہ اپنے علم و یقین کے مطابق بیچ بولیں گے۔
 میرا یہ بھی فرض ہے کہ آپ کو آگاہ کر دوں کہ اگر آپ عہدہ جھوٹا فیصلہ
 کریں گے یا اپنی لاعلمی کے وجہ سے غلط فیصلہ ہو جانے دین گے تو آپ
 جو مانے یا قیدی نہ لے سکتے ہو۔ اس معاملے میں آپ لوگوں کو
 جو فیصلہ کرنا چاہتے ہیں اسے میں جانتا ہوں۔ ملزم نے جگہ میں سو سے
 مقابلہ ہونے کے جو واقعات بیان کیے ہیں وہ یا تو محض واقعات ہیں
 یا وہ نہایت ہی عمدگی اور ہوشیاری کے ساتھ تصنیف کر لیے گئے
 ہیں اور اس چالاکی سے کہ کل تفصیلی واقعات اس کے مطابق ہو جائیں
 اب اس نوجوان شخص کا یہ قصہ اگر صحیح مان لیا جائے تو اس میں ذرا
 شک نہیں کہ مار کو س الٹیل کا یہ بیان کہ اس نے لارڈ ملکم کے قتل
 کرنے کا اقرار کر لیا تھا بالکل غلط ہے۔ لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ
 واقعات ملزم نے چالاکی کے ساتھ تصنیف کر لیے ہیں تو مار کو س الٹیل
 کی شہادت بالکل کافی ہے۔ اب آپ کو ملزم اور مار کو س الٹیل کی
 حیثیتوں پر غور کرنا چاہیے۔ یہ بھی میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کی
 رائے میں قیدی بے قصور سمجھا جائے تو یہ لازم تھا کہ آپ کا فیصلہ
 مار کو س الٹیل کو ملزم ٹھہرائے گا فقط مار کو س کو نہیں بلکہ ان
 کی جماعت میں سے ایک اور شخص کو بھی یعنی اینگلس وٹن کو جس نے
 بیان کیا ہے کہ میں ہی گتھ کا پیغام مار کو س کے پاس لے گیا تھا
 تاکہ وہ آگے گتھ کا اقرار مجرم سن لیں۔ میں پھر آپ سے کہنا چاہتا ہوں
 کہ میری جو رائے ہے اس پر میں مستقل ہوں۔ اور یہ بھی جانتا ہوں
 کہ آپ کا کیا فیصلہ ہوگا۔ اور اس بات کو معمولی طور پر ظاہر کیے دیتا ہوں
 کہ آپ بھی اسی طرح سوچ سمجھ کے اور اس مقدمے میں جو بیانات ہونے

ہیں اُن پر کال غور کر کے فیصلہ کریں گے۔
 یہ کہہ کے حاکم عدالت نے ایک کاغذ پر ایک لفظ لکھا اور وہ
 کاغذ سررشتہ دار کو دیدیا اب سرولیموس ہارٹ اپنی جگہ سے اُٹھ
 اور بلند آواز میں ارکان جیوری سے دریافت کیا کہ ”آپ حضرات تنہائی
 میں جا کے کچھ دیر غور کرنا چاہتے ہیں یا یہ نہیں اپنا فیصلہ تبادیل کر کے؟“
 اس پر سر ڈوئلڈ کین مور نے آہستہ سے ارکان جیوری کی راہ
 دریافت کی اور کھڑے ہو کے کہا ”بارہ ارکان جیوری میں سے دس
 متفق الہاے ہیں۔“

محکم عدالت ”تو فرمائیے آپ کیا کہتے ہیں؟ ہاں یا نہیں۔ یعنی یہ قیدی
 لارڈ ملر کے قتل کا مجرم ہے یا نہیں؟“
 سر ڈوئلڈ کین مور ”بے شک۔ مجرم ہے۔“

یہ الفاظ سنتے ہی کٹھن نے افسوس کے ساتھ ہاتھ پر ہاتھ مارا
 اور کہا ”خداوند! تیری مرضی سب پر مقدم ہے!“ مگر اب بھی اُس کے
 چہرے سے بُردی یا خوف کے آثار نہین ظاہر ہوتے تھے۔

سررشتہ دار نے کہا ”جیوری کا فیصلہ حاکم عدالت کے فیصلے
 کے مطابق ہے۔“

وکیل عدالت ”اب میری راہ میں دوسرے الزام یعنی لارڈ الڈیل
 کے دو ملازموں کے قتل ہونے کے متعلق راہ سے لینے کی کوئی ضرورت
 نہین ہے۔ لہذا میں عدالت سے درخواست کرتا ہوں کہ اس فیصلے کے
 مطابق فوری احکام صادر فرما دیے جائیں۔“

یہ کہہ کے وکیل سرکار اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور کمرے میں ایک
 خونناک خاموشی ہو گئی۔ سب کی آنکھیں اس وقت کٹھن کی طرف لگی تھیں
 جو تنگ مرم کی صورت کی طرح سفید تھا۔ مگر اس کے سوا اور کسی قسم کا
 خوف و اضطراب اُس کے چہرے سے نہین ظاہر ہوتا تھا۔ مگر اُن کی
 اُس کے سفید چہرے پر اس بات کی ایک خفیف سی جھلک ضرور نمایاں

تھی کہ ”میں بیگناہ شہید ہو رہا ہوں“

اسٹیفن مین اعلیٰ حاکم عدالت نے نہایت متانت کے ساتھ دردناک آواز اور غم کے لہجے میں کہنا شروع کیا۔ ”اب یہ میرا ایک پرالم فریضہ ہے کہ قانون کے مطابق حکم صادر کر دوں۔ اور وہ یہ ہے کہ آج کے تیسرے دن آدمی رات کے وقت یہ قیدی جو کھڑے مین کھڑا ہے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ اور پھانسی مین اُس مقام پر دیا جائے جہاں ناز و ملکہ گلن گائل کا خون پڑا ملا تھا۔ اور سر ولیم وس ہارٹ جو اس ضلع کے شریف ہیں ان کو حکم دیا جاتا ہے کہ دوسری تمام باتوں کو چھوڑ کے اس حکم پر عمل کریں اور اس کا ردوائی کو نہایت متانت کے ساتھ پورا کریں تاکہ اُن لوگوں کے لیے ایک عبرت کی شاہی ہو جو بد نفس ہیں اور خون کے پیاسے رہا کرتے ہیں۔ اس نوجوان شخص سے بھی مین اس قدر ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اس دنیا سے اگر یہ آرام کے ساتھ جانا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ نہایت صفائی کے ساتھ اپنا دینی رانہ ایسے مذہبی مقصد کے سامنے ظاہر کر دے۔ جس کو ہم اس کی زندگی کے آخری گھنٹوں میں اس کے پاس بھیج دیں گے۔ اور خاتے پر مین نہایت رقت قلب کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اس کے حال پر رحم کرے۔“

مقدمہ ختم ہو گیا۔ حاکم عدالت اور اُن کے ہمراہی اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ شریف کے آدمی کتھ کو پھر اُسی کمرے میں لے گئے جس میں سے وہ لایا گیا تھا۔ اور مارکوس الٹریل نے اُن پر دسی سرداروں کو جو جویری مین شریک تھے دعوت کی نیز یہ بلایا لیکن اہل گلن گائل کا دماغ چکر کھارہا تھا اور اُن کے دل پر ایک بہت بڑا بوجھ پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی بیٹی کے کمرے میں گئے۔ تاکہ جہاں تک نرمی کے ساتھ ممکن ہو اس مقدمے کے فیصلے کا سال اُس سے بیان کریں۔

چوتیسواں باب

دونوں زخمی بھائی

کنٹھ کے مقدمے کے دوسرے دن کا واقعہ ہے کہ سہ پہر کے چار بجے
ہیں۔ سرانڈلف۔ اور سرائیچم سیک آلیین اپنے قلعے کے ایک کمرے میں بیٹھے
اپنے اور اپنے پڑوسیوں کے معاملات پر بحث کر رہے ہیں۔ تقریباً
دو ہفتے ہوئے یہ دونوں کنٹھ کے ہاتھ سے نہایت سخت زخمی ہوئے
تھے۔ سرانڈلف کے شانے میں بہت گہرا زخم آیا تھا اور سرائیچم کا داہنا
ہاتھ چند روز کے لیے بیکار ہو گیا تھا۔ چنانچہ ابھی تک وہ اس جوت
اور زخم کی تکلیف برداشت کر رہے ہیں۔ بڑے بھائی کے پورے شانے
میں بٹی بندھی ہے اور چھوٹے بھائی اپنا ہاتھ ایک رومال میں لٹکائے
ہوئے ہیں۔ جو ان کی گردن میں بندھا ہوا۔ اس طویل بیماری کی وجہ
سے دونوں کے چہرے کسی قدر زرد ہو گئے ہیں۔ لیکن اس بیماری کی
حالت میں بھی جو تکہ انھوں نے شراب کا دور کبھی نالہ نہیں کیا تھا اس لیے
ان کی آنکھوں سے غیر معمولی شعلے نکل رہے ہیں۔

آج کل وہ باہر نہیں جاسکتے تھے۔ اور زخموں کی وجہ سے

قلعے کی دیواروں کے اندر ہی رہنا پڑتا تھا۔ یہ امر دونوں کو خواہ
بھائیوں کو نہایت گراں گزرتا تھا۔ اور اس سے قیاس کیا جاسکتا
ہے کہ گزشتہ واقعات نے ان کے مزاج میں کسی قسم کی اصلاح
نہیں کی ہے۔ قصر انڈیل کی ہم میں جو انھیں ناکامی دہی تھی اس
کے بعد چند روز تک بجز طبیب اور دو تین خاص خاص لوگوں کے کوئی
ان کے پاس جانے کی جرأت نہ کرتا تھا جب وہ بولتے تو معلوم ہوتا
کہ یہ انسانی آواز نہیں بلکہ رچھو غرار ہے ہیں۔ اور ان کی ہر حرکت
سے ظاہر ہوتا کہ وہ انسان نہیں وحشی درند۔ یہ ہیں پھر جب وہ اپنے

بچھڑون سے اُٹھنے کے قابل ہو۔ اور برآمدہ میں ان کے ٹھٹھے لگے تو ان کے نظروں سے بھی ویسی ہی تیر کی قاصر ہوئی تھی جیسے کہ وہ تیر و تارہ ازان اور برآمدہ سے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اس وقت تک آلوہ کو جرأت نہ ہوئی تھی کہ جو واقعہ اُس پر اسرار عورت کے ساتھ اُنھیں پیش آیا تھا اُس کو اُن سے بیان کرے۔

ماظرین کو یاد ہو گا کہ آلوہ نے اس عورت اور دوسرے قیدی کو دھکی دی تھی کہ تھیں کل ہی صبح کو پھانسی دی جائے گی۔ لیکن اُسے اس کی کیا خبر تھی کہ میرے دونوں سردار بیہوش اور خون میں تھڑے ہوئے قلعین واپس آئیں گے اور جس گروہ نے قصر اللہیل پر حملہ کیا ہے اُس کو ایسی تباہ کن شکست نصیب ہوگی۔ غرض پہلے چند روز تک آلوہ کو بیان کرنے کا موقع ہی نہ تھا پھر جب وہ اچھے ہونے لگے اور اُن کے زخم بھرنا شروع ہوئے تو اُن پر ایسا وحشیانہ جوش سوار تھا کہ اب اس کو کچھ کہنے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ ان آخری ایام میں کبھی بار اُٹھون نے پوچھا کہ وہ قیدی محفوظ ہے یا نہیں۔ اور اپنی قید کو وہ کس طرح بھیل رہا ہے؟ مگر آلوہ نے ہر بار نہایت مختصر الفاظ میں معمولی جواب دیا۔

گفتہ کے مقدمے کے مفصل واقعات اور اُس کے متعلق جو جو باتیں پیش آئی تھیں وہ سب سیک آلیسین نے نہایت دلچسپی کے ساتھ سُنی تھیں۔ اور ایک نہایت خوفناک خوشی کے ساتھ اُٹھون نے بیخواب کیا تھا کہ وہی نوجوان شخص جن نے ان کو شکست دی تھی۔ زخمی کیا تھا۔ اور دوبارہ ایڈی او می لینا کو اُن کے ہاتھ سے چھین لیا تھا عنقریب نہایت ذلت کے ساتھ جان دینے والا ہے۔ گو کہ مقدمے کی کارروائی دروازے بند کر کے کی گئی تھی لیکن اُس کے مفصل واقعات سیک آلیسین کو بخوبی پہنچ گئے تھے۔ اور اُنھیں معلوم ہو گیا تھا کہ فیصلہ کس بنیاد پر کیا گیا ہے۔ اُن کو یہ بھی خبر تھی کہ گفتہ نے اپنا کیا بیان دیا ہے۔ دونوں ٹھائی ان واقعات کو معلوم کر کے نئی تدبیریں سوچنے لگے اور سازشوں

میں مشغول ہوئے۔ پناغہ اس وقت اس مقدمے کا فیصلہ ہو گا کہ دوسرے دن شام کو ہم انہیں حالات پر اُن کو گفتگو کرتے دیکھتے ہیں۔
چھوٹے بھائی نے کہا۔ ہاں انڈلٹ اور اُس میں تمہاری کیا
راے ہے؟

انڈلٹ نے خدا کی قسم مجھے یہ تجویز نہایت پسند ہے۔ میں نے تم سے بیسیوں دن دفعہ کہا ہے کہ اُس عمر میں کچھ مکان اہم و اہم کی کو میں حقیقت میں بہت چاہتا ہوں۔ دوبارہ ہاتھ آ کے نکل گئی۔ پہلی بار اُس دن جب دن دھاڑے میں اُس کو قصر الزمیل کے میدان سے اُڑا لایا تھا۔ اور دوبارہ اس وقت جب میں اُس کے بچھونے پر سے اُٹھا لایا تھا اور چاندنی میں لا کے اُس کی بیجان سی موہنی صورت دیکھی تھی۔ پھر میں نے اُس وقت بھی اُس ناخن کے خوبصورت چہرے کو دیکھا جب ہوش آتے ہی اُس کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکل گئی تھی اور اس وقت ہی اُس کے سوتے جالو کو دیکھا جب اُس کی آنکھیں بند تھیں اور بیہوشی کی وجہ سے چہرہ سنگ مرمر کی طرح چمک رہا تھا۔ آہ میں نے اُسے اس لباس میں بھی دیکھا جو اُس کے رتبے کے مطابق نہایت نفیس اور خوبصورت تھا۔ پھر میں نے آدھی رات کو اُسے شب خوابی کے دلفریب لباس میں سوتے دیکھا۔ اچھا۔ تم بھی اُسے ان سب حالتوں میں دیکھ چکے ہو۔ اور تم ہی فیصلہ کر سکتے ہو کہ ایک نائٹ کو ایسی ہی کتنی بد قسمت ہم برداشت کرنی چاہیے؟

ایچم۔ غالباً میرا دل بہ نسبت تمہارے دل کے کسی قدر سخت ہو۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں بھی اس لڑکی پر ویسا ہی عاشق ہوں جیسے تم نظر آتے ہو۔ لیکن اس تمام بحث کا حاصل میں یہ کہوں گا کہ مجھے بہت خوشی ہوگی اگر لیڈی اومی لینا تمہاری دوہن بنجائے۔ اس سے فقط اتنا ہی نہیں ہوگا کہ میک آلیسن کا نام زندہ رہنے کی امید ہوگی بلکہ اس کی وجہ سے ہمیں ایک قسم کی عزت بھی حاصل ہو جائے گی۔ جو سچ تو یہ ہے کہ ہماری بعض سخت کارروائیوں کے وجہ سے کم ہو گئی ہے۔

مثلاً ہمیں اس کی زیادہ فکر نہیں ہوتی کہ ہمارے کھانے کی میز پر چارپ
ہی مویشیوں کا گوشت ہے یا چارے پڑوسیوں کے مویشیوں کا گوشت
بھی ملا ہوا ہے۔ علاوہ اس کے یہ بات بھی ہے کہ اگر تھیں ایک ایسی
عالی خاندان دوطن مل جائے گی تو پھر میں بھی کسی شریف لڑکی کو اپنے
ضلع میں سے منتخب کر سکوں گا اور اس کے بعد پھر کسی شخص کو مجھے اپنی لڑکی
دینے سے انکار کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔

انڈلف: بیشک جانی آپ ٹھیک کہتے ہیں بہر حال سب پہلوؤں پر نظر ڈال کے
آپ مجھے ہی مشورہ دیتے ہیں کہ بیڈی اومی لینا کے حاصل کرنے کے
لیے اب میں حکمت عملی سے کام لینا چاہیے۔
ایٹھ: بے شک۔ بے شک۔ اور اس وقت ایک موقع حاصل ہے تو
اس سے ضرور کام لینا چاہیے۔

انڈلف: یہ تجویز نہایت مناسب ہے۔ اور اس پر عمل کرنے میں ہرگز
تاخیر نہ کرنی چاہیے۔ دیکھیے کل رات کو بارہ بجے کے بعد کتنے زندہ
ہو گا۔

اسی حال میں ایک شخص کمرے میں داخل ہوا۔ دونوں بھائیوں
کی نگاہیں نہایت اشتیاق کے ساتھ اس کی طرف اٹھ گئیں۔ اور ایٹھ
نے اس سے پوچھا میان ڈیو کیا تازہ چیزیں لائے ہو؟
ڈیو: معزز سردار چند ایسے واقعات ہیں جو نہایت دلچسپ اور
تعجب خیز ہیں۔ آج قصر النڈل کے گڑھوڑی دیر جگر لگانے کے بعد
مجھے ایک جنگل کا چوکیدار مل گیا۔ جسے میں کئی سال سے جانتا ہوں۔ اس
سے معلوم ہوا کہ کل کے مقدسے میں وہ بھی جو رہی کا ایک رکن تھا۔
اس سے میں نے باتوں باتوں میں بہت سی باتیں دریافت کر لیں۔
اور جو حالات اس سے معلوم ہوئے وہ بالکل اسی کے مطابق
تھے جو میں نے کل آپ کی خدمت میں عرض کر دیے تھے۔
انڈلف: تو کیا یہ بالکل صحیح ہے کہ مارکوس النڈل نے قسم کھا کے

بیان کیا کہ کتھم نے اُن کے سامنے اُن کے دو ملازمین اور دو کتھم کے قتل کا اقرار کیا۔

ڈیوڈ: بے شک۔ مارکوس الڈیل نے یہی بیان کیا۔ اسی قدر نہیں حاکم عدالت نے بھی نہایت زور دے کے ارکان جوری سے کہا کہ اگر آپ کے نزدیک کتھم مجرم نہیں۔ پتہ تو اُس کا اثر یہ ہو گا کہ آپ مارکوس اور اُن کے داروغہ کو جھوٹا الزام لگانے کا مجرم قرار دینا۔
انڈلف: ٹھیک! یہ بات بہت غور کے قابل ہے۔

یہ کہہ کے اُس نے اپنے بھائی کی طرف ایک نہایت معنی خیز نگاہ سے دکھا۔

ڈیوڈ: یہ جنگل کا چوکیدار جس نے مجھ سے یہ واقعات بیان کیے وہی ہے جس نے مری میں سے ملک کا مال اور ٹوٹی نکالی تھی۔
ایچم: (مسکراتے) تو کیا اُس کے نزدیک بھی کتھم مجرم ہے؟

ڈیوڈ: نہیں۔ یہ ان دو شخصوں میں تھا جو ارکان جوری میں سے اس قتل کے خلاف تھے اور سب سے زیادہ عجیب کی یہ بات ہے کہ جنگل کا دوسرا چوکیدار بھی کتھم کے بے قصور ہونے کا قائل ہے۔

انڈلف: تمہیں اس کا کچھ سبب بھی معلوم ہوا؟

ڈیوڈ: معلوم ہوتا ہے دونوں اینگس وٹن کے متعلق ابھی برائے نہیں رکھتے چنانچہ جب انھوں نے دیکھا کہ اُس نے بالکل ایسی شہادت دی جس سے مارکوس الڈیل کے بیان کی تائید ہوتی ہے تو اُن کے دل میں شک پیدا ہوا۔ داروغہ نے بیان کیا کہ میں نے کتھم کو ایک رات قاصر سے پکارتے دیکھا اور وہ آدمی اُس کے تعاقب میں روانہ کیے۔ اور مارکوس نے بیان کیا کہ کتھم نے اُن کے سامنے اُنھیں دونوں آدمیوں کے قتل کا اقرار کیا ہے۔ اینگس نے یہ بھی ظاہر کیا کہ میں ہی کتھم کو پیغام مارکوس کے پاس بے گیا تھا اور مارکوس نے اقرار کیا کہ ایسی درخواست کی بنا پر جو میرے داروغہ کے ذریعہ سے مجھ تک پہنچی

تھی میں گیا اور کتھنہ کو اقرار جرم کرتے سنائے ان باتوں میں جنگل کے چوکیداروں کو شبہ تھا۔ اور انھیں یہ نظر آیا کہ اینگس کے آقا نے یہ سب باتیں اُسے سکھا دی تھیں۔ چنانچہ اسی بنا پر انھیں کتھنہ کے مجرم ہونے میں شک تھا۔ اور انھوں نے اُس کی تائید میں اسے دی۔

ایچم۔ لیکن ڈیوڈ تم نے تو اس بارے میں کچھ اُس سے نہیں کہا؟
ڈیوڈ۔ حضور کہیں۔ سبک آلیں گا کوئی ملازم اپنی رائے ہرگز نہیں ظاہر کرتا۔ وہ اپنے رائے کو خوب محفوظ رکھتا ہے۔ اور جو کچھ ممکن ہو اسے دوسروں سے دریافت کر لیتا ہے۔

انڈلٹ۔ لیکن اس کی کیا وجہ کہ یہ دونوں جنگل کے چوکیدار اینگس وٹسن پر شبہ کرتے ہیں۔ اور اُس کے متعلق اچھی رائے نہیں رکھتے۔ حالانکہ جوہری کے اور سب ارکان بھی اُن کے خلاف تھے۔

ڈیوڈ۔ ان یہ کہنا تو میں بھول گیا یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔ گزشتہ چند سال سے معمول ہے کہ اینگس وٹسن اکثر کئی رات کو جنگل میں تنہا پھر کر آتا ہے اور اکثر گشت کے چوکیدار جو اُس وقت وہاں ہوتے ہیں اُس کو دیکھا کرتے ہیں۔ کئی بار انھوں نے اُسے اس سنگ مرمر کے ستون کے پاس دیکھا جو اُس مقام پر نصب کیا گیا ہے جہاں مرحوم مارکوس نے اپنی بیوی کے مار ڈالے گئے تھے۔ اور چند الفاظ کی بنا پر جن کو وہ اینگس وٹسن کے منہ سے سُن چکے ہیں اُن کا رائے ہے کہ بوڑھے داروغہ کا دل صاف نہیں ہے۔ اور وہ نہایت بیباکی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔

ایچم۔ ڈیوڈ۔ بے شک یہ نہایت عجیب بات ہے۔ لیکن چوکیدار نے تم سے کچھ اور بھی کہا ہے؟

ڈیوڈ۔ ہاں وہ کہتا ہے کہ دو ایک مرتبہ رات کو میں اتفاقاً بوڑھے داروغہ کے قریب سے گزرا تو مجھے اُس کے چہرے پر ایسی عجیب و غریب ظلمت پھیلنے کے علامات نظر آئے کہ میں خوف زدہ ہو کے پیچھے ہٹ گیا۔ پھر اُس کے بعد سے جب کبھی رات کو داروغہ کا سامنا ہوا تو میں اُس سے دور ہی دور رہتا ہوں۔

انڈلٹ "کچھ اور واقعات بھی معلوم ہوئے؟"

ڈپوٹ "جی ہاں اس سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ میری جیب میں شراب کی بوتل تھی جو میں نے اُس کی نذر کی۔ ہم آرمین ایسی جگہ کھڑے تھے جہاں ہمیں قصر کے بروجوں پر سے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہیں اُس نے یہ سب واقعات بیان کیے اور کہا دیکھو کسی کے سامنے ان کی زبان سے نہ نکالنا۔ کیونکہ اننگس وٹمن کو انڈلٹ کے سارے علاقے میں پورا اختیار حاصل ہے۔ اُس سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اننگس وٹمن کی رات کی گشت ان دنوں بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ ہفتے میں چار پانچ بار بھوت کی طرح آدمی رات کو جھکڑ لگاتا نظر آتا ہے۔ اننگس کے متعلق فقط اتنی ہی باتیں مجھے دریافت ہو سکیں۔"

انڈلٹ "کس دوسرے معاملے میں یا اور کوئی نئی بات معلوم ہوئی؟"

ڈپوٹ "معزز سردار۔ اور معاملات تو کچھ ایسے اہم نہیں ہیں جیہ معلوم ہوا کہ خاتم عدالت دیکھیں سرکار اور ان کے نائب ہمارا ہی کل ہی شام کو قصر انڈلٹ سے اڈنبرا کے جانب روانہ ہو گئے۔ اور اُسی وقت وہ سردار بھی رخصت ہو گئے۔ جب جیوری میں شریک تھے فقط مسرولیموس ہارٹ قصر میں موجود ہیں۔ اس لیے کہ وہ اپنے سامنے عدالت کے حکم کی تعمیل کراہیں گے جس کے لیے کل آدھی رات کا وقت مقرر ہے۔ یہ کارارہوائی نہایت خوفناک اور دل برداشتہ کرنے والی ہوگی۔ اور مشعل کی روشنی میں کی جانی گی۔ اُس جنگل کے چوکیدار نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ پھانسی کھڑی کر دی گئی ہے اور بہت سے لکڑہارے لگا دیے ہیں کہ گرہ کے جنگل کو کاٹ کے صاف کر دیں تاکہ اُس کثیر مجمع کے لیے جگہ ہو جائے جو پھانسی دیے جانے کا غنڈہ دیکھنے کے لیے جمع ہو گا۔ یہ خبر صبح بھر میں نہایت تیزی کے ساتھ مشہور ہو گئی ہے۔ اور چاروں طرف میں سیل کے اندر کوئی گاؤں یا قصبہ ایسا نہیں ہے جس میں کاکھالی شخص موجود نہ ہو۔ اور وجہ یہ کہ اُس نوجوان شخص کے ساتھ لوگوں کو بڑی ہمدردی ہے۔"

انڈلف "بس اس کے متعلق کچھ نہ کہو۔ میرے جذبہ دل کا بخار نکلنے کے لیے
 ہی مناسب ہے کہ وہ مارا جائے۔ نہ کوئی اس کی موت پر آہ کرے اور نہ کوئی
 اس کی یکسی پر روئے ڈیوٹم شاید بھول گئے یہ وہی کتھ ہے جس نے تمہارے
 دونوں سرداروں کو زخمی کیا۔ اسی نے تمہاری دوست راٹل کو مار ڈالا
 اور دو موقعوں پر وہ لیڈی اوی لینا کو میرے پنجے سے جھڑائے گیا۔
 ڈیوٹم بے شک اس پر ترس نہ کھانا چاہیے۔ مین بھلا بھول سکتا ہوں؟
 میرا یہ مطلب نہ تھا کہ مجھے اس سے ہمدردی ہے۔ اور ہاں لیڈی اوی لینا
 کا نام آنے سے مجھے یاد آیا کہ آج صبح کو وہ اپنے والد کے ہمراہ قصر النڈیل
 سے روانہ ہوئے سرجمیں لنڈ سے کے مکان پر گئی ہیں جہاں چند روز
 ان کی لڑکیوں کے ساتھ رہیں گی۔ ان کے والد بھی ان کے ہمراہ گئے ہیں
 لیکن وہ کل پھر واپس آئیں گے تاکہ کتھ سے آخری ملاقات کر لیں۔ اور
 پھانسی سے پہلے اس نوجوان شخص کا کہاٹنا معاف کریں۔"
انڈلف "مگر تمہیں کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ لیڈی اوی لینا نے کتھ کو بچاؤ
 کی سزا دیے جانے کا حال کیونکر سنا؟ اور سن کے ان کا کیا حال ہوا؟"
 ڈیوٹم "قصر میں ہر شخص کہتا ہے کہ جیسے ہی اپنے والد کی زبان سے انھوں
 نے یہ ناگوار خبر سنی ثبت بن گئیں۔ نہ روئیں۔ نہ آنسو بہائے۔ اور نہ کوئی لفظ
 زبان سے نکالا۔ بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کا نازک دل برف کی طرح سرد پڑ گیا۔
 ان کی وفادار خادمہ ارسلو لا بھی ان کے ہمراہ سرجمیں لنڈ سے کے محل میں
 گئی ہے۔ اور سنتے ہیں اس خادمہ پر بھی اس واقعے کا بڑا سخت اثر ہوا ہے۔ لیڈی
 اوی لینا کا دل بھلانے کے لیے وہ اپنے دلی رنج کو چھپاتی ہے۔ سرجمیں لنڈ سے
 کی لڑکیوں نے وعدہ کیا ہے کہ جہاں تک بنے گا لیڈی اوی لینا کو تسلی دیں گی۔
 اور انھیں میں سے ایک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ گذشتہ کرسمس کے دن قصر النڈیل
 میں جو دعوت ہوئی تھی اس میں وہ لارڈ ملکم پر عاشق ہو گئی تھی۔"
انڈلف "اور قصر النڈیل میں لوگوں کا عام طور پر کیا خیال ہے؟"
 ڈیوٹم "اگر میں یہ عرض کروں کہ ہر شخص کو کتھ کے ساتھ ہمدردی ہے تو

آپ ناراض ہوں گے لیکن اس کو کیا کر دن کہ اصل واقعہ یہی ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ وہ نوجوان بہت ہر دلعزیز تھا۔

ایتھم "بس۔ بس۔ اُس کی تعریفیں رہنے دو۔ بھائی انڈلٹ ہمارا وفادار مخبر انیس دنوں کے متعلق جو خبر لایا ہے اُس کی بنا پر ہمیں اپنی تجویز میں کچھ تغیر کر دینا پڑے گا۔ اور اب ڈیوڈ تم حقوڑی دیر باہر جا کے ٹھہرو۔"

اس حکم کے مطابق ڈیوڈ چلا گیا۔ اور انڈلٹ نے نہایت ہی غور سے اپنے بھائی کی طرف دیکھا اور کہا اب بیان کرو کیا تغیر کرنا پڑے گا؟

ایتھم "تھیں یاد ہو گا کہ ہماری پہلی تجویز یہ تھی کہ کسی معتبر پیغام بر کے ذریعے سے مارکوس انڈیل کے پاس کچھ کھلا بھیجیں گے۔ لیکن اب کیا مناسب نہ ہو گا کہ ہم اُن کے داروغہ ہی کو اپنا پیغام بر بنالین؟"

انڈلٹ "بے شک۔ بے شک۔ تمہارا خیال میں پیشتر ہی سمجھ گیا تھا۔ مگر خدا کرنا کہ آج کی رات کو بھی وہ گشت کو نکلتا۔"

ایتھم "ہم موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔ اگر انیس کو نہ پکڑ پایا تو پھر کل صبح کو اپنی اُسی پہلی تجویز پر عمل کریں گے۔ ہمارے لیے کافی وقت موجود ہے۔ کیونکہ کتنی کہ کل پورا دن گزرنے کے بعد آدھی رات کو پھانسی دی جائے گی۔"

اب باورچی حاضر ہوا اور اطلاع دی کہ میز پر کھانا تیار ہے۔ یہ اُس کے دونوں بھائی اُٹھے۔ اور آہستہ آہستہ کھانے کے کمرے کی طرف روانہ ہوئے۔ زخمی ہونے کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ اُن دونوں نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ چنانچہ اس موقع کی خوشی میں کثرت سے شراب پینا شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دم بھر میں دونوں بالکل غینے ہو گئے۔ دھنکے کے قریب اُٹھے اُسی کمرے میں واپس آئے جس میں پہلے بیٹھے تھے۔ اور اپنے وفادار جاسوس ڈیوڈ کو بلا بھیجا۔ اس بہادر شخص کو اپنے سردار دن سے جو احکام ملے اُن کی بجا آوری کا اُس نے وعدہ کیا اور اُس کمرے سے نکلنے کے دس ہی منٹ بعد

چھ اور ہمراہیوں کو ساتھ لے کے جو سب گھوڑوں پر سوار تھے قلعے سے نکل کے چلا گیا۔

پنجمی سوان باب

بحرِ شبِ بگڑو

آدھی رات کا وقت ہے۔ اور صاف و شفاف چاندنی جنگل قلعے قصر اور پہاڑیوں کو نمایاں کر کے اس قدر خوش نما بنا رہی ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ درختوں کے بے برگ ٹھونسٹا خاموش کھڑے ہیں اور ان کے اندر سے چھن چھن کے چاند کی کرنیں زمین پر نور کا جالدار فرش بچھا رہی ہیں۔ اس وقت چاندنی ایسی صاف اور تیز ہے کہ گھنے جنگل کے انتہائی تنگ راستے بھی صاف نظر آتے ہیں۔

انھیں میں سے ایک تنگ راستے پر آدھی رات کے وقت ڈیوڑ اور اُس کے ہمراہی گھوڑوں پر سوار چلے جاتے ہیں۔ کبھی چلتے چلتے ٹھہر جاتے ہیں اور گرد کی آوازوں پر کان لگا دیتے ہیں۔ لیکن جس آواز کے منتظر ہیں اُس کا پتہ نہیں۔ مجبوراً پھر چلنے لگے اور آخر کار اُس سنگ مرمر کی یادگار کے قریب پہنچے جس کا بار بار ذکر آچکا ہے۔ یہاں پہونچ کے ڈیوڑ گھوڑے سے اتر پڑا۔ اپنے ہمراہیوں کو فوج کی آڑ میں چھوڑ دیا۔ اور خود نہایت ہی آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا اُس یادگار کے قریب گیا۔ لیکن وہاں بھی کوئی نہ تھا۔ چاندنی اُس یادگار کے اُچلے سنگ مرمر کو خاص آب و تاب کے ساتھ نمایاں کر رہی تھی۔ ڈیوڑ نے اُس کے گرد چکر لگا دیا۔ پھر اپنے ہمراہیوں کے پاس واپس آیا۔ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر سب آہستہ آہستہ دوسری جانب روانہ ہوئے۔ گھوڑی دیر میں اُس مقام پر پہونچے جہاں کے درختوں کو کاٹ کے پھانسی کے لیے جگہ صاف کر لی تھی۔ ٹھہر کے غور سے ادھر ادھر دیکھا۔ اور نظر آیا کہ چاس گز کے فاصلے پر بہت بڑی

کھڑی ہو کر اس میں سے سیاہ شعاعیں نکلتی محسوس ہوتی ہیں۔

میان ہر جگہ درخت جنھیں لکڑ ہارون نے کاٹ کے گرایا تھا اور ان کے تنے اور شاخیں بے ترتیبی کے ساتھ پھیلی ہوئی تھیں۔ کل دن کو وہ لوگ انھیں اٹھا کے میدان صاف کرنے والے ہیں۔ انھیں لکڑ ہارون کے پھیلے ہوئے کے باعث ڈیوڈ اور اس کے ہمراہی گھوڑوں کو آگے نہ بڑھائے۔ اور جہاں تھے وہیں کھڑے چند منٹ تک پھانسی کے مقام کو دیکھتے رہے۔ اب وہ پھر اسی یادگار کی طرف واپس جانے کو تھے کہ ناگمان انسان کی سی ایک شکل نظر آئی۔ اس پھانسی کے قریب کوئی شخص ٹہل رہا ہے۔ ڈیوڈ نے نہایت ہی آہستہ اپنے ہمراہیوں سے کہا: غالباً یہی وہ شخص ہے جسے ہم دھونڈ رہے ہیں۔“

یہ خیال آتے ہی ڈیوڈ گھوڑے سے اتر کر دو ہمراہیوں کو بھی ان کے گھوڑوں پر سے اتار کے ساتھ لیا اور اس کی طرف چلا۔ لیکن اس خیال سے کہ کوئی دیکھ نہ سکے تینوں گھٹنوں پر جھک کے چو پاؤں کی طرح ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل روانہ ہوئے۔ یونہی آہستہ آہستہ جا کے یہ لوگ اس مقام کے قریب پہنچے جہاں پھانسی کھڑی تھی۔ وہاں پوچھنے کے لگا کہ وہ شخص ان کی طرف پیٹھ کیے جھکا کھڑا ہے۔ یہ لوگ یونہی آہستہ آہستہ اس کے قریب ہوتے گئے اس لیے کہ اندیشہ تھا کہ میں وہ دفعہ جو تک نہ پڑے۔ اور یکایک بھاگ نہ کھڑا ہو۔ ڈیوڈ نے اپنے ہمراہیوں کے کان میں کہا تو ہی بڑو ہی۔“ کیونکہ اس نے ایک طرف سے اس کا چہرہ دیکھ لیا تھا۔ اب اس بات کا اطمینان کر کے کہ یہ شخص کسی طرح ہم سے بچ گئے ہیں جا سکتا وہ سیدہ انکھرا ہو گیا اور آئیگنس ڈنٹن کے پاس پہنچا۔ اس لیے کہ یہ وہی قصر اللذیل کا داروہ تھا جو پھانسی کے قریب جھکا کھڑا تھا۔

لیکن بوڑھا داروغہ اب بھی خاموش کھڑا تھا کسی قسم کی حرکت اس سے نہیں ظاہر ہوئی۔ گویا اس نے دیکھا ہی نہیں کہ اس آدمی رات کی مسند پر کھڑا ہے۔ لیکن یہ شخص میرے سامنے آئے کھڑا ہو گیا ہے اور ایسے

خود ان مقام پر جان بوجھ کر لے لیا تیار پا کر ہی ہن۔ ڈیوڈ نے جیسے ہی
دار و نہ کہ جس طرح حرکت کی طرح خاموش کھڑا دکھا اس کی رنگوں میں خون
جھ گیا۔ اعضا میں ایک خوف طاری ہوا۔ اور جب اس نے زیادہ غور کیا تو
اسے نظر آیا کہ اس خمیدہ شخص کے دونوں ہاتھ جڑے ہوئے ہیں اور
سنگ مرمر کی طرح ٹھنڈے اور سخت معلوم ہوتے ہیں پھر یہ محسوس ہوا کہ
اس کے چہرے پر خون کی کوئی چھینٹ بھی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے خط و خال
سے خوف کے جذبات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس کے بوجب یہ بھی معلوم ہوا کہ
اس بوڑھے شخص کی آنکھیں پھرائی ہوئی اور سفید ہیں تو اس کے دل میں
خیال گزرا کہ یا تو یہ بیجان لاش ہے یا کسی دوسرے عالم کا مخلوق ہے جو یہاں
انسانی صورت میں نظر آ رہا ہے۔

اسی اثناء میں ڈیوڈ کے دونوں ہر اہی بھی قریب آ پہنچے اور
ان میں سے ایک نے جو ذرا تیرا اور ذی ہوش تھا دوسرے کے کان
میں کہا "یہ شخص اپنی آنکھیں کھولے ہوئے سو رہا ہے۔ یقیناً یہ سوتے
ہی سوتے خواب میں اٹھ کے یہاں چلا آیا ہے۔"

ڈیوڈ اور دوسرے ہر اہی پر اس کے کہنے کا بہت اثر ہوا۔
اور واقعی اس کا کہنا بالکل ٹھیک تھا۔ کیونکہ بوڑھا دار و نہ سوتے
ہی سوتے ناگمان اٹھ کے یہاں چلا آیا تھا۔ لیکن اس کی صورت سے
ایسی وحشت ظاہر ہوتی تھی کہ ڈیوڈ اس سے زیادہ دیر تک نہ دیکھ سکا۔
اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا۔ اور زور سے ہلا کے کہا "جاگو۔
موشیار ہو۔ اور ہمارے ساتھ چلو۔"

یہ کہتے ہی معلوم ہوا کہ آٹا فنا اس بوڑھے شخص کی جسم
میں جان آگئی۔ اس کی آنکھیں چاندنی کی روشنی میں چمکنے لگیں۔ اور
خوف و اضطراب سے گھبرا گھبرا کے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اور جب
اسے پوری طرح ہوش آیا تو اور زیادہ خوف زدہ ہو گیا۔ کالی
پہاڑی کو چاندنی رات میں اپنے سر کے اوپر کھڑا دیکھ کے اس کے

حوا اس بالکل جاتے رہے۔ سہم کے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور پھر نیچے ڈال لیے۔ اور معلوم ہوا کہ بالکل بیجان ہے۔
 ہائی لینڈ کے تینوں جوان جو قتل و خون کے موقع دیکھنے کے عادی تھے اُن پر بھی اس کا بہت اثر پڑا۔ اُن کے روئین کھڑے ہو گئے۔ اعضا میں اکڑن سی پیدا ہو گئی۔ اور معلوم ہوا جیسے جسم کی ساری رگوں میں خون جم گیا ہے۔ اور یہ نظر آتا تھا کہ ہزاروں شکلیں درخون میں سے نکل رہی ہیں۔ لیکن یہ تمام خیالی منظر فقط چند لمحوں کے لیے تھے۔ اور وہی شخص جس نے سب سے پہلے اس داروغہ کو سوتا ہوا بیجان لیا تھا سب سے پہلے چونک کے بولا "دو دو ہم بیان بہت بنے کھڑے ہیں اور اپنے سائے تک سے ڈرتے ہیں۔"
 یہ کہہ کے اُس نے انگیس وٹسن کو زمین سے اٹھایا اور یہ دیکھ کے اُسے اطمینان ہوا کہ وہ زندہ ہے۔ لیکن بغیر اس کا انتظار کیے کہ اُسے ہوش آئے وہ اُسے زمین سے اٹھائے اُس مقام پر لائے جان اُن کے ہمراہی اور گھوڑے تھے۔ اب ڈیوڈ نے بوڑھے داروغہ کو اپنے گھوڑے پر ڈالا۔ اور یہ سب لوگ فوراً جنگل سے سب سے قریبی راستے سے ہو کے قلعہ میک آلیسن کی طرف چلے۔

انڈلٹ اور ایتھم کھانے کے ساتھ آج نہایت کثرت سے شراب پی گئے تھے۔ اس زیادتی کا حال انھیں زخموں سے معلوم ہوا کیونکہ پیتے پیتے اُن میں ایک قسم کی تکلیف سی محسوس ہونے لگی۔ چنانچہ ایک آخری دور تک بعد اُنھوں نے مسکاشی کا سلسلہ ختم کیا اور اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تاکہ جب تک ڈیوڈ واپس آئے اُنے ایک بچسکی لے لیں۔ آدھی رات کے بعد ایک بچ چکا تھا اور دو کا عل تھا کہ ایک خادم نے آکر انھیں نیند سے جگا یا۔ اور اطلاع دی کہ ڈیوڈ اور اُس کے ساتھ وائے وائیں آگئے۔ اور اس شخص کو بھی لے آئے جس کی تلاش میں گئے تھے۔ سنتے ہی انڈلٹ اور ایتھم دونوں اُٹ بیٹھے۔ اور

اس کمرے میں آئے جس میں اینگلس وٹمن لاکے ٹھہرایا گیا تھا۔ پورے دار و
کے ہوش و حواس ابھی تک پوری طرح بچا نہ تھے۔ اور اُس کی سمجھ میں نہ
آتا تھا کہ مجھ کو کیا واقعہ پیش آیا۔ ہوش آیا تو اُس نے اپنے کو اس درست کے
اور ڈیوڈ سے کچھ پوچھنے کو تھا کہ برادران انڈلٹ اور ایٹھ نال
ہو گئے۔

اینگلس "آخر میرے ساتھ یہ شرارت کیوں کی گئی؟" ڈیوڈ کی طرف مخاطب
ہوئے "تھیں اور تمہارے ہمراہیوں کو کیا حق تھا کہ مجھے اس طرح
کڑلائے؟ کیا تھیں میرے زبردست آقا لارڈ القڈیل کے انتقام کا اندیشہ
نہیں ہے؟"

ڈیوڈ "چپ! چپ! دیکھو یہ ہمارے آقا آگئے۔" اور پھر نہایت آہستہ سی
دار وند کے کان میں کہا "میں قسم کھا کے اطمینان دلاتا ہوں کہ تھیں کسی قسم کا نقصان
نہیں پہنچایا جائے گا۔ بشرطیکہ تم اپنی زبان کو لگام دیے رہو۔ اور ہاں یہ بھی
سنائے دیتا ہوں کہ بہادران میک آپلین بد مزاجی و گستاخی کے عادی نہیں
ہیں۔"

اینگلس وٹمن نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اور سمجھ گیا کہ میرے لیے سب
زیادہ محفوظ طریقہ یہی ہے کہ خاموش رہوں۔ کیونکہ ابھی تک اس نے مجھ کا قصہ
کہ میک آپلین مجھے کس ضرورت سے کڑلائے ہیں؟

انڈلٹ اب ڈیوڈ کو دم درابا ہر جا کے ٹھہرو۔ مگر ابھی سے بچھونے پر
لیٹ نہ رہنا ممکن ہے کہ تھوڑی ہی دیر میں پھر تھاری ضرورت ہو۔ اور ہاں
دو گھوڑوں کو بھی کہا ہوا تیار رکھنا۔ اور آیلور سے اُسی وقت جا کے کہہ دو
کہ قید خانے کی کنبھون کا بچھالے کے فوراً حاضر ہو۔ اور برآمدے میں حکم کا منتظر
کھڑا رہے۔ ہمیں جیسے ہی ضرورت ہوگی اُسے بلا لیں گے۔

ڈیوڈ یہ احکام سن کے بغرض اظہار تعمیل اپنے آقا کے سامنے
چمکا اور چلا گیا۔

انڈلٹ "بیٹھو۔ اینگلس۔ بیٹھ جاؤ۔ بے شک تھیں تعجب ہوگا کہ آدھی رات کو

یہاں کیون پرکھ لائے گئے۔ لیکن اب ہم تھیں زیادہ دیر تک شک و شبہ کی حالت میں نہیں رکھنا چاہتے ہیں۔ اور نہ اپنا سونے اور آرام کرنے کا عزیز وقت بیکار ضائع کرین گے۔ لہذا ہوشیار ہو جاؤ۔ اور مطلب کی بات سنو۔ اصل یہ ہے کہ میں اندھ لطف میک آپلین دل و جان سے آرل گلن گائل کی بیٹی لیڈی اوی لینا پر عاشق ہو گیا ہوں۔ اور اب میں نے یہ تجویز قرار دی ہے کہ اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ تم کو بناؤں۔“

وینٹن۔ ”معزز سردار! حضور تو جانتے ہیں کہ میں لارڈ الٹیل کا ایک اونٹ غلام ہوں۔ اور اُن کے ساتھ لیڈی اوی لینا کی شادی قرار پائی ہے۔ اندھ لطف۔ ”ہاں ہمیں معلوم ہے کہ لیڈی اوی لینا کی شادی لارڈ الٹیل کے ساتھ قرار پائی ہے۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ تمہیں اپنے آقا کے مزاج میں بہت کچھ رسوخ حاصل ہے۔ اسی وجہ سے ہم تمہاری معرفت لارڈ الٹیل کے پاس اپنا ایک پیغام بھیجنا چاہتے ہیں۔ تاکہ خود لارڈ الٹیل میرے لیے آرل گلن گائل کی خدمت میں سفارش کر دیں۔ اور میرے لیے موقع پیدا کریں کہ میں لیڈی اوی لینا کو اپنے ساتھ وطن بنا کے عقد نکاح کے لیے گرے میں لے جاؤں۔“

انگیس۔ ”دعجب سے!“ مگر حضور کچھ صاف صاف فرمائیں۔ یہ بات تو میری سمجھ میں نہیں آتی۔“

اندھ لطف۔ ”انگیس سنو۔ میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اتنا ہی نہیں میں نے قسم کھائی ہے کہ لیڈی اوی لینا کو ضرور بالفرد اپنی دُوطن بناؤں گا۔ اور دو گزشتہ وقتوں سے تم خود بھیج سکتے ہو کہ میں نے اور میرے بہادر بھائی اچھ نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں تھوڑی کوشش نہیں کی۔ لیکن اب ہم اُس جبر و تشدد کے طریقے کو چھوڑ کے حکمت عملی سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اور کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ خوش قسمتی سے ایک بہت اچھا موقع ہمارے ہاتھ آ گیا ہے۔ سنو۔ انگیس برسوں تم نے کنتھ کے مقدمے میں جو رے کے حیثیت سے قسم کھا کے بیان کیا کہ جب کنتھ اپنے کمرے میں بیمار پڑا تھا تو تم

اُس کے پاس گئے اور اُس نے تمہارے سامنے تمہارے قلعے کے دو ملازمین کے قتل کرنے کا اقرار کیا۔ پھر تم نے اس بات کی بھی قسم کھائی کہ تم ہی جاکے مار ڈالو۔ اسٹیل کو کھینچ کے پاس بلا لائے۔ اور کھینچ نے اُن کے سامنے اقرار جرم کیا۔ اور تم نے اُس کو اقرار کرتے سنا۔ دوسری یہ بات کہ تمہارے آقا لارڈ اسٹیل نے یہی یہ قسم کھائی ہے کہ کھینچ نے اُن کے سامنے مار ڈالنے کے قتل کا اقرار کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ اُس نے لارڈ اسٹیل کے دو نوں ملازمین کو بھی جنگل میں دھوکا دیا۔ مار ڈالا۔ اب انکس غور کرو (داروغہ کی جانب نہایت غور سے دیکھ کے) کہ تم اور تمہارے آقا دو نوں کی نسبت یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ تم نے نہایت بیامانی کے ساتھ جھوٹی قسم کھائی ہے اور ایک بے گناہ پر الزام لگایا ہے۔

انکس: ”ابھا! آخر آپ کا مطلب کیا ہے؟ اچھے سردار! مجھے یقین ہے کہ آپ میں اور میرے شریف آقا میں گزشتہ واقعات سے اگر کوئی بد مزگی پیدا ہو گئی ہو تو اُس کا آپ چندان لحاظ نہ فرمائیں گے۔ اور اُس کی وجہ سے میرے آقا کے در پہ آزار نہ ہو جائیں گے۔ یہ بات کہ انباغصہ آپ مجھ پر نکالیں۔ تو بہادر سردار! آپ کی اور میری مثال شیر بہراور چیتوٹی کی سی ہے۔“

انڈلف: ”(حقارت کے لیے مین) ”بے شک شریف انکس تم چ کہتے ہو۔ لیکن افواہ سنا گیا ہے کہ تم بڑے چرب زبان واقع ہوئے ہو۔ اور باتوں باتوں میں لوگوں کو پھسلا لیتے ہو۔ اس میں شک نہیں کہ تمہاری زبان تمہاری حرکتوں سے اچھی ہے۔ لیکن اب تم جانتے ہو کہ تمہاری جان میرے اختیار میں ہے۔ مگر خیر۔ میں اس طویل معاملے کو مختصر الفاظ میں یوں ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا میں ابھی کہ چکا ہوں اگر تمہیں اور تمہارے آقا دو نوں کو پھوٹا الزام لگانے والا ثابت کر دوں تو تم سمجھ سکتے ہو کہ کیا انجام ہو گا؟ کھینچ کو جو بھائی کی سزا تجویز ہوئی ہے روک دی جائے گی! حاکم عدالت پھر قصر اسٹیل میں رہیں آئیں گے! ایک نیا مقدمہ پیش ہو گا۔ اور اُس کا فیصلہ غالباً یہ ہو گا کہ مار کوس اور اُن کا داروغہ دو نوں جھوٹا الزام لگانے اور جھوٹی قسم کھانے کے مجرم قرار پائیں۔ دو نوں ذلیل و بدنام ہوں۔ اور اُن کے لیے ایک طویل قید

کی سزا تجویز ہو! اس پر بھی غور کرو کہ محکمہ نیابت جو پہلے ہی سے مارکوس انڈیل کی نسبت مشتبہ ہے کہ اُنھوں نے لارڈ گلن گائل کا مذہب اختیار کر لیا وہ ہرگز اس موقع کو ہاتھ سے نہ دے گا کہ ایسے زبردست دشمن کو تباہ و برباد کر کے اُس کی اتنی بڑی جائداد پر قبضہ کر لے۔“

اب اینگلس وٹن کے ہوش و حواس بجا نہ تھے۔ اُس کے دل میں ہزاروں قسم کے خوف پیدا ہوئے۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا جواب دونوں کے دیکھ کر دینی ہوئی زبان سے کہا: ”مگر شریف اور بہادر سردار۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ ایسے کڑواؤنا تو ان شخص کو فقط دھمکا رہے ہیں۔“

انڈیلٹ: ”این۔ دھمکی۔ کیا حاکم عدالت نے اپنے فیصلے میں صاف صاف نہیں کہہ دیا ہے کہ اگر جیوری نے کئی گناہ تسلیم کر لیا تو تم اور تمھارے آقا دونوں جھوٹا الزام لگانے اور جھوٹی قسم کھانے کے مجرم ہیں؟ تو اب بتاؤ۔ اگر کئی گناہ کی نسبت یہ ثابت کر دیا جائے کہ وہ بے گناہ ہے؟ اور یہ بھی ثابت کر دیا جائے کہ اُس نے اقرار جرم کی قسم سے کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالا تو؟“

اب بوڑھا داروغہ بالکل بدحواس تھا۔ اُس کی زبان سے کچھ نہ نکل سکا۔ اور وہ گھبرا گھبرا گئے۔ دونوں میک آلیسن بھائیوں کی طرف خوف اور دہشت کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اور انڈیلٹ اور ایتھم اُس کی اس گھبراہٹ کو چند لمحوں تک اطمینان اور سکراہٹ کے ساتھ دیکھتے رہے۔

ایتھم: ”آؤ۔ اب بچا ہے اس کے کہ زیادہ گفتگو کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا بین ثبوت دیدیا جائے۔“

یہ کہہ کے وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور گھر کے دروازے کی طرف چلا۔

انڈیلٹ: ”(اُٹھ کے اور داروغہ کا بازو پکڑ کے) ”بے شک بوڑھے داروغہ یقیناً اسے ساتھ چلنا ہوگا۔“

یہ کہہ کے وہ اینگلس کو گھسیٹا ہوا کمرے کے باہر لایا اور برآمدے میں آکے پورے جو خاموش کھڑا تھا کہا: ”چلو آگے آگے چلو۔ اور وہیں لے چلو۔ تم جانتے ہو کہ ہم کہاں جانا چاہتے ہیں۔“

آیور خوف و اضطراب کی حالت میں خاموش کھڑا رہا۔ انڈلف کے خوفناک چہرے سے اُس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ انڈلف نے یہ سمجھ کے کہ آیور کھڑا سو رہا ہے پھر اُسے زور سے حکم دیا کہ ”آگے چلو“

آیور نے شریف سردارِ اصل یہ ہے کہ میں نے قیدی کو ایک دوسرے نیچے کے کمرے میں بدل دیا ہے۔

انڈلف نے خیر اس سے اس وقت کچھ بحث نہیں۔ میں نے ان دیا کہ تم نے کسی اچھے خیال سے یہ کیا اور اُس کی وجہ تم کل صبح کو اطمینان سے بیان کر دینا۔ مگر اس وقت ہمیں وہاں لے چلو۔ ورنہ مجھے یہ چراغ اور گنجان دیو“

آیور نے (خوف زدہ آواز میں) ”مگر وہاں ایک اور قیدی بھی ہے“

ایتھم ”معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کچھ بیان کرنا چاہتا ہے مگر کتنے بولے ڈرتا ہے“

انڈلف نے آیور سے بیان کرو گناہ مان کیا جائے گا۔ لیکن اگر تم جھوٹ بولے یا ہمیں دھوکا دینا چاہا تو یقین جانو کہ تمہارا گوشت چیلون اور گدوون کی غذا ہوگا“

آیور نے بہادر سردار۔ اس میں میرا اس قدر قصور نہیں ہے جتنا اُس شریعہ و عورت کا جو ایک رات کو بیان آئی تھی۔

انڈلف ”ہاں۔ ہاں۔ اُسکا کیا سال؟“ میں تو بوجھنا بھول ہی گیا تھا کہ وہ کیا ہوئی“

آیور نے اُس نے میرے ساتھ دغا بازی کی۔ لہذا میں نے میں نے اُسے ایک کوٹھری میں بند کر دیا ہے“

ایتھم ”آہ! اگر فقط اسی قدر ہے تو اس میں چنداں مضائقہ نہیں مجھے اُس عورت کی صورت کبھی نہیں اچھی معلوم ہوتی تھی۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے کچھ ہلکا تعجب رہا کہ اُس نے دغا بازی کی۔ اچھا اب آگے چلو“

اب آیور کو قہیل حکم میں کوئی عذر نہ تھا۔ اُس کے دل پر سے ایک بہت بڑا بار ہٹ گیا۔ وہ آگے آگے چلا اور دونوں سپیکر پر لپکین جاتی اس کے

پیچھے پیچھے تھے اور اینگس وٹن جو خوف کی وجہ سے بدحواس تھا بغیر یہ
 سمجھتے ہوئے کہ کمان چار ماہوں خود بخود ہمراہ چلا جاتا تھا۔ چند منٹ میں یہ
 لوگ قلعے کے چھوٹے گرجے میں پہنچے جہاں پر اتوار کو نہایت پابندی کے
 ساتھ نماز ہوا کرتی تھی اور یہ لوگ بھی جو قتل و غارت کے اس قدر عادی تھے
 اپنی مذہبی عبادت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اس گرجے میں سے ہو کے آگولہ
 اُنغین ایک محراب میں لے گیا جہاں ایک بہت بڑا اور بھگداروازہ دیوار میں
 لگا تھا۔ اس دروازہ میں بہت سی لوسہ کی کیلین لگی تھیں۔ وہ ایک
 خفیہ کمائی کے ذریعہ سے کھلا جو دروازے کے دونوں جانب تھی۔ لہذا جب
 یہ سب لوگ اُس میں داخل ہو گئے اور زینے پر اُترنے لگے تو اُنھیں نے جو سبکے
 آخرین تھا اُسے اندر سے بند کر لیا۔

اس پتھر کے زینے سے اُترتے وقت اینگس وٹن کے ہوش و حواس
 اور جاستہ رہے مگر اُسی مناسبت سے اس خوفناک منظر کی خیالی تکلیف
 ناقابل برداشت ہوئی جاتی تھی۔ اُس کے دل میں خیال گذر کہ شاید یہ لوگ
 مجھے قتل کرنے کیلئے بلاتے ہیں۔ یا کسی سخت قید خانے کی کوٹھی میں بند کر دیں
 پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ میرے قتل کرنے یا قید کرنے سے میک آگیس کو کوئی
 زیادہ فائدہ نہیں پہنچ سکتا خصوصاً اس حالت میں کہ وہ اپنا اُس مقصد کے
 حاصل کرنے میں جیسے ابھی بیان کر چکے ہیں مجھے ایک ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔
 زینے پر سے اُترنے کے بعد سب اُس تنگ گلیاں سے میں پہنچے
 جس سے ہمارے ناظرین واقف ہیں اور جو آخرین میں ایک چٹان تھے اُس
 جاکے کھل گیا تھا۔ بیان پوچ کے انڈلف نے چراغ آگولہ کے ہاتھ سے لیا
 اور اینگس کو زیادہ مضبوطی سے پکڑ کے کہا: ”اچھا اب تو یہ دیکھنے کے لیے
 تیار ہو جا کہ“

انڈلف کا یہ جملہ پورا نہیں ہونے پایا تھا کہ پڑھے داروغہ نے
 چراغ کی روشنی میں اُس پر اسرارِ عورت کا چہرہ دیکھا جو دروازے کی سلاخ
 میں سے جھانک رہی تھی۔ اور فوراً اینگس کے ہاتھ سے بے اختیار لکچر

کی آواز نکلی۔

انڈلف: ”کیا تم اس عورت کو جانتے ہو؟ اچھا بتاؤ یہ کون ہے؟“
عورت: ”نہیں۔ یہ مجھے نہیں جانتا۔ لیکن میں اسے خوب جانتی ہوں۔ ایک
طوفان کی رات کو جنگل میں سنگ مرمر کی لاٹ کے پاس میں نے اس کا نام
اس کے کان میں بتا دیا تھا۔“

ایتھم: ”اس پاگل عورت سے اس وقت باتیں کرنے میں وقت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں۔ رات گزری جاتی ہو اور اس شخص کو ابھی قصر النڈیل تک واپس جانا ہو۔“
انڈلف: ”بے شک۔“

یہ کہہ کے وہ آگے بڑھا اور چراغ اُدھاکر کے دوسری قید خانے کی
کوٹھری ۱ - ۲ کے پاس لے گیا۔

وہاں دیکھا تو اس چھوٹی کوٹھری میں سلاخوں کے قریب جھکا ہوا ایک قیدی
پڑا تھا۔ اُس کے بال پریشان تھے۔ آنکھیں چہرے میں گھس گئی تھیں۔ گال چمک گئے
تھے۔ اور صورت اس قدر بدل گئی تھی کہ دفعہ پہلی نظر میں وہ شخص بھی اسے نہیں
پہچان سکتا تھا جو اُسے جانتا ہو۔ غرض کہ یہ شخص تھا جسکی صورت کھلانے کے لیے تیار کیا گیا
انگلیس وٹمن کو بیان کر ڈلائے تھے۔

دستِ قیدی نے داروغہ کو دیکھتے ہی خوفناک آواز میں چلاتا شروع
کیا: ”آہ! انگلیس تو ہے! مجھے بجا کسی طرح ان ظالموں کے ہاتھ سے چھڑائے!“
انگلیس: ”یہ اللہ! یہ تو وہی ہے!“

لیکن اس منظر کا اثر داروغہ پر اس قدر ہوا کہ معلوم ہوا کسی نے زور
سے ایک ہتھوڑا اُس کے سینے پر مار دیا۔ اور وہ بیہوش ہو کے انڈلف
میک آپلین کے قدموں پر گر پڑا۔

اس واقعے کے آدھ گھنٹہ کے بعد انگلیس وٹمن کو گھوڑے پر سوار
کر کے ڈیوڈ قلعہ میک آپلین سے باہر لے گیا۔ چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ اور
اُس کی صاف روشنی میں نظر آتا تھا کہ انگلیس وٹمن کا چہرہ زرد ہو گیا ہے۔

اُس کے خط و خال سے ایک قسم کا خروٹ ظاہر ہوتا تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج ہی کی بات میں وہ دس برس اور نہ زیادہ بوڑھا ہو گیا۔
 ”لو لو“ چلو قصر النڈیل کی طرف جلدی چلو“ اور یہ کہہ کے اُس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی۔ داروغہ نے بھی ایک بے اختیار ہی کے عالم میں ویسا ہی کیا۔

گھوڑی دیکھ دو دنوں خاموش چلے گئے۔ آخر کار اُس مقام پر پہنچے جہاں سڑک جنگل کی جانب مڑتی تھی۔ یہاں پونج کے ڈیوٹو نے کہا ”یہی مقام ہے جہاں کشتہ اور اُس کے دونوں ہزارہیوں ہم سے لڑائی ہوئی تھی۔ اور میرے ہی لڑنے میں ان کا ایک شخص گرا تھا۔ اور دوسرے کو بھی میں نے گرنے دیکھا تھا۔ اور جب لڑائی ختم ہو گئی تو ہم نے اُن کی لاشیں اُس جھاڑی میں ڈال دی تھیں“ اینگس ڈٹن اس کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ اور پھر دونوں خاموش چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں قصر النڈیل کے بالکل قریب پہنچ گئے۔
 ”لو لو“ اب میرے لیے مناسب ہی ہو گا کہ تم سے جدا ہو جاؤں۔ میں نے تم کو یہاں تک حفاظت کے ساتھ پہنچا دیا“

اینگس ”ہاں۔ ہاں۔ ٹھیک ہے“ اور یہ کہہ کے وہ اپنے گھوڑے پر سے اُترا اور اُس کی نگام ڈیوٹو کے ہاتھ میں دے کے کہا ”رخصت“
 ”لو لو“ خدا حافظ۔ اور دیکھو اُن احکام کو ہرگز نہ بھول جانا جو میرے مقدس سرداروں نے رخصت کرتے وقت تمہیں دیے ہیں“

بوڑھے داروغہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر جلد جلد قدم اٹھاتا ہوا قصر کی طرف چلا۔ اور ڈیوٹو اُس کے گھوڑے کی بھی باگ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے قطعہ تیک آپس کی جانب واپس برہمراہ ہوا۔

چھٹی سوال باب

داروغہ کا گھر

اب ہم اپنے قصے کے چند گوشہ واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کرنے

کی ضرورت ہے تاکہ پوری طرح پیچھے ہٹ کر کسی بات سے باز رہے اور کسی امید سے
کٹھن کے خلاف سازش کرنے کی تحریک ہوئی۔

دار کو اس کے دل پر لیڈی اووی لینا کی ادوائوں کا بہت بڑا اثر پڑا تھا۔
اور اگرچہ ان کے دل میں عشق کا پھل اور پاک جذبہ نہ تھا مگر پھر بھی ان کے دل پر
اثر ضرور ہوا تھا۔ اپنی تمام زندگی میں وہ اس بات کے عادی رہے تھے
کہ چاہے کیسی ہی مزاحمتیں پیش آئیں وہ اپنی خواہش کو ضرور پوری کر لیا کرتے تھے۔
لہذا اس معاملے میں بھی انھوں نے اپنی آرزو پوری کرنے کا مقصد ادا کر لیا۔
یعنی صاف الفاظ میں یہ کہنا چاہیے کہ وہ اووی لینا کو اپنی دو ٹوٹ بنا لیا۔
اور اب اس بات کی کوئی حد نہ تھی کہ کچھ نہ کر اس مقصد میں کامیابی حاصل
کی جائے۔

ناظرین کو یاد ہو گا کہ جب سب سے پہلی مرتبہ اوڈنبرگ میں انھوں
نے اُس کے متعلق اشارہ آرل ٹھن گائل سے کیا تھا تو اُس وقت انھیں
بالکل اس کی خبر نہ تھی کہ اس نازنین کے اور کٹھن کے دلوں میں کسی قسم کا
لگاؤ ہے۔ اور اُس کے بعد جب آرل نے انھیں اوڈنبرگ سے قصر میں
مین بلایا ہے تاکہ وہ لیڈی اووی لینا کے ساتھ رہیں تو اُس وقت بھی یہاں
پہنچتے ہی انھیں اُس کے متعلق کچھ نہ معلوم ہو سکا۔ بلکہ تین چار روز کے بعد
آرل ٹھن گائل نے اُن سے کہا تھا۔ اُسی وقت سے معزز اور مغرور لارڈ انڈیل
کو اس بات کا خاص طور پر خیال پیدا ہوا کہ اپنی شادی کے معاملے میں کامیابی
حاصل کی جائے کیونکہ اُن کی اہلیہ شان و شوکت کے لیے جسے اس بات کو نہیں برداشت
کر سکتی تھی کہ میر کوئی قریب ہوا اور قریب بھی کسی اور کی بالکل گناہ۔ غریب اور مجہول النسل شخص ہے۔
ہمارے ناظرین کو یہ بھی یاد ہو گا کہ جب کٹھن نے لیڈی اووی لینا کو
رہا لڈ اور آئور کے ہاتھوں سے بلایا ہے اور اُس نازنین نے قصر میں
دائیں آگے اُس فوجوان کی بہادری ہی کو نہیں زوردار الفاظ میں بیان
کیا بلکہ واپسی میں اُس کے طرز عمل کا بھی تعریف کی ہے تو اُس وقت تا کوئی لڑائی
کو نظر آبا کہ واقعی لیڈی اووی لینا کے دل میں بھی کٹھن کی محبت پوری طرح اثر

کر چکی ہے اور اُس کے دل میں قائم ہے۔ اسی وقت سے تارہ کوس کو کھنچنے سے ایک خاص نفرت پیدا ہو گئی۔ اور اُس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی اُٹھون نے دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ میں ضرور اس نازنین کے ساتھ شادی کروں گا۔ لہذا اُس کے چہرہ ہفتون کے بعد جب وہ واقعات پیش آئے جن کی بنا پر کھنچہ پہ لازمِ قتل کا الزام لگایا جا کے تو اُنھیں بہت خوشی ہوئی۔ پھر اُنھوں نے اومی لینا کی اُس محبت سے بھی جو اُسے کھنچہ کے ساتھ بھی فائدہ اُٹھایا اور اُسی کے ذریعہ سے اس شرط پر کہ اُس نوجوان کو بھاگ جانے کا موقع دیدین گئے اُس نازنین سے اپنے ساتھ شادی کرنے کا وعدہ لے لیا۔ اور پھر بغیر ایک لمحہ بھی ضائع کیے ہوئے اُٹھون نے کھنچہ کو زبردستی بھاگ جانے پر آمادہ کر دیا۔ اُس وقت اُنھیں اس بات کا سطلین خیال نہ تھا کہ اُس رات کو بعض ایسے واقعات پیش آئیں گے کہ کھنچہ قصر میں واپس ہی نہیں آجائے گا۔ بلکہ ایک اور بار لیڈی اومی لینا کا بچانے والا ثابت ہوگا۔

یہ سچ ہے کہ اومی لینا ابھی تک اپنے وعدہ پر قائم تھی۔ اور اُس کا ارادہ تھا کہ اُس کے ساتھ ہی شادی کرے۔ کیونکہ اُس کو اس نے اپنا کام پورا کر دیا تھا اور اُن کا اس میں کوئی قصور نہیں تھا کہ کھنچہ پھر واپس آگیا۔ مگر اب بھی اُس کو اُس کا پوری طرح اطمینان نہیں ہوتا تھا اور وہ جانتے تھے کہ اومی لینا کے دل پر پورا پورا اثر ڈال دینا اُنھیں خیال تھا کہ اگر کھنچہ کو لازمِ قتل کے الزام میں پھانسی دیدی جائے گی مگر اومی لینا اُسے قاتل نہیں بلکہ ایک بے گناہ شہید سمجھتی تھی۔ اور ہمیشہ اُس کی یاد اپنے دل میں قائم رکھتی تھی۔ اور اُس کی شان و شوکت اس بات کو نہیں گوارا کر سکتی تھی کہ ایک ایسی عورت کے ساتھ شادی کرے جس کے دل میں ایک دوسرے شخص کی تصویر مرنے دم تک قائم رہے۔ لہذا اُنھوں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ میرے لیے اب دو ہی طریقہ ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ کھنچہ کو دوسری مرتبہ بھاگ جانے کا موقع

دے کر اوی لینا کی شکر گزاری قائل کر دیں۔ اور دوسرے یہ کہ کتھن کو بدنام کر کے اُس کا ایک ایسا ذلیل طرزِ عمل ظاہر کر دیں کہ اُس نازنین کو یقیناً اُس سے اُسی قدر نفرت ہو جائے جس قدر اُس سے محبت ہے۔ پہلی صورت میں اگرچہ کتھن دنیا میں زندہ باقی رہے گا لیکن چونکہ ہمیشہ کے لیے اسکا ٹینڈ سے جلا وطن ہو جائے گا لہذا اُس کی رہنمائی بیکار ہوگی۔ اور دوسری صورت میں اگر وہ بدنام ہو کے پھانسی پر لٹک جائے گا تو بہت ممکن ہے کہ اوی لینا کو رنج ہو کہ میں نے کیوں ایسے شخص کے ساتھ محبت کی تھی اور بہت جلد اُس کا خیال اپنے دل سے نکال ڈالنے کی کوشش کرے۔

یہی خیالات تھے جن کی بنیاد پر مار کو س دوسری مرتبہ کتھن سے اُس کی بیماری کی حالت میں ملے۔ اور اُسی کے بعد یہ سب واقعات پیش آئے۔ اُس موقع پر مار کو س نے پہلے تو یہ کوشش کی کہ کتھن پھر دوبارہ بھاگ جانے پر آمادہ ہو جائے۔ لیکن اُن کی تمام حکمت عملی - بناوٹ - اور اوی لینا کی سفارش اور آخر میں اُن کی دھمکیاں بھی سب بیکار ثابت ہوئیں۔ لہذا اُنھوں نے اپنا وہ پہلا ارادہ ملتوی کر دیا اور دوسرے اور سخت ارادے پر عمل درآمد کرنے پر آمادہ ہوئے۔ اور اسی وجہ سے اُنھوں نے فرق کے ساتھ صرف اسی پر نہیں اکتفا کی کہ اُسے لارڈ حکم کا قائل قرار دیں۔ بلکہ اُسے اپنے دوا اور طائر مون کا بھی قائل ثابت کر کے زیادہ ذلیل اور بدنام کرنے لگے۔ یہ حالت تھی جب کتھن کا مقدمہ پیش ہوا اور ہم دیکھ چکے ہیں کہ مار کو س نے کیسی کامیابی کے ساتھ جوہری میں ضرر ایسے لوگ منتخب کر لیے جو اُن کے موافق تھے۔ خود جھوٹی شہادت دی۔ اپنے وار دلف سے جھوٹی شہادت دلائی۔ اور کتھن کے بدنام کرنے میں کوئی بات نہیں اٹھا رکھی۔

مار کو س کے خیالات کا ایک مختصر خاکہ بیان کرنے کے بعد ہم اب اپنے قصہ کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔

گشتہ شدہ دو ابواب میں جو واقعات بیان ہو چکے ہیں ان کی صبح کو نو بجے مار کو س اپنے سونے کے کمرے سے نکل کے دوسرے کمرے میں آئے جہاں ناشتہ تیار تھا۔ اُنھیں رات کو اچھی طرح نیند نہیں آئی تھی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس مرتبہ ٹینس برس کے بعد اپنے قصر میں واپس آنے کے بعد وہ کسی رات کو اطمینان اور چین سے نہیں سوتے تھے۔ لیکن یہ گزشتہ رات خاص طور پر بے چینی کے ساتھ گزری تھی۔ اُنھیں بالکل بھوک نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اور بخار کی سی پیاس محسوس ہوتی تھی۔ ناشتہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ میز کے پاس آئے اور شراب کا بڑا جام بڑے بڑے گھونٹ مار کے چڑھا گئے۔

اب اُنھوں نے اس کمرے میں ادھر ادھر ٹھلنا شروع کیا۔ اور اپنے دل میں کہہ رہے تھے: کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا معاملہ ہے۔ میری طبیعت پریشان ہے اور دل میں ایک عجیب قسم کی بے چینی ہے۔ خدا کرنا کہ کل کا دن جلد آتا۔ آج رات کو ٹھیک بارہ بجے کے وقت یعنی اسی وقت جب کہ شیطانی اور بھوت پریت کی شکلیں نکلا کرتی ہیں کتھم کا خاتمہ ہو جائے گا! افوہ! میں کیسا سخت کھیل کھیلا؟ مگر آخر کار میں نے اسے جیت ہی لیا! کتھم دنیا سے رخصت ہو جاتے گا۔ اور او می لینا کی نظروں میں بھی ایک بے گناہ شہید نہیں بلکہ ذلیل اور بزدل قابل قتل حیثیت سے! اب بجائے اس کے کہ او می لینا اس کی تصویر کو اپنے دل میں قائم رکھے بہت جلد اس کے بھلا دینے کی کوشش کرے گی۔ فوری حد سے کم ہوتے ہی اسے نہایت رنج ہو گا کہ کیوں میں نے ایسے شخص کے ساتھ محبت کی تھی؟ اور اس کے ساتھ ہی وہ اسے بالکل بھلا دے گی۔ آہ! وہ کیسی خوشی کی گھڑی ہو گی؟ واقعی کیسی خوشی کا مقام ہو گا کہ اس کا خوبصورت چہرہ مجھے دیکھ دیکھ کے مسکرا رہا ہو؟ بے شک اس کی ایک مسکراہٹ سے میری تمام موجودہ تکلیفوں اور پریشانیوں کا معاوضہ ہو جائے گا! آہ! اگر میں واقعات کو اُنھیں کی روش پر چھوڑ دیتا

اور مقدمے کا فیصلہ اصلی واقعات کی بنا پر کیا جاتا تو یا تو کٹھن کا وہ
 بنا یا ہو چکی سور کا قصہ مان لیا جاتا۔ ورنہ یہ خیال کیا جاتا کہ اُس نے
 لارڈ ملکم کو ایک معزز ڈول کی لڑائی میں مار ڈالا۔ غرض کسی طرح
 اُس کی حیثیت قابل کی نہ ہوئی۔ ماسوا اس کے اومی لینا کی محبت اُس کے لیے
 معافی کا ذریعہ بن جاتی۔ لیکن اب چونکہ میں اُس کے بدنام کرنے میں کامیاب
 ہوں اور اُسے نہایت ہی ذلیل قابل ثابت کر دیا ہے۔ لہذا یقین ہے کہ اب لیڈی
 اومی لینا بھی اُسے نفرت و حقارت سے یاد کرے گی۔ بے شک یہ فیصلہ ہو گیا کہ وہ
 قتل کیا جائے۔ اور اب کوئی قوت اُسے اس دنیا میں زندہ نہیں رکھ سکتی۔ مگر
 ہائے کسی طرح آج کا دن گزر جاتا اور کل آتی! لیکن اس گھڑی بھی میرے دل
 میں ایک قسم کا بیودہ خوف باقی ہے۔ جسے میں زبان پر نہیں لاسکتا۔ مگر اندیشہ
 کس بات کا؟ اور خوف کس کا؟ اپنی زندگی میں میں نے جس بات کی خواہش
 کی وہ پوری ہوئی۔ اور آج کیا کوئی راز نہیں ظاہر ہونے پایا۔ تو موجودہ حالت
 میں مجھے کیوں اور کس بات کی فکر ہے؟ اس بات کو اُسی مخفی راز سے تو تعلق
 نہیں ہے کہ ارل گلن گائل نے جب وہ اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر جس لڑکے
 کے محل کی طرف چلے ہیں تو میری طرف نہایت ہی سہمہری کی نظر سے دیکھا تھا۔
 اور بڑی بے اعتنائی سے رخصت ہوئے تھے؟ مگر انھیں کیا خبر؟ انھیں تو
 اصل واقعہ کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ شیطانی شکیں کبھی نظر آجایا کرتی
 ہیں۔ زبان سے تو کوئی لفظ نہیں نکالتیں۔ اور جب تک وہ خاموش ہیں
 مجھے کسی بات کا اندیشہ نہیں۔ مگر آہ! کسی تدبیر سے اس وقت میں اپنے
 دل پر سے اُس نامعلوم اور ناقابل بیان خوف کے اثر کو دور کر سکتا ہوں
 بساعت مجھ پر غالب آجائے۔

مارکوس کے خیالات کا سلسلہ یہیں تک پہنچا تھا۔ کہ ضلع کے شریف
 سر ولیم وین ہارٹ کمرے میں داخل ہوئے۔ صاحب سلامت اور مزاج بری
 کے بعد مارکوس نے اُن سے پوچھا اُس افورسبنک رسم کے انجام پانے کے
 متعلق کیا کیا کارروائیاں ہو چکی ہیں اور کیا باقی ہیں؟

سرولیم "لارڈ صاحب! جو کچھ ہو چکا ہے اُسے میں کب شام ہی کو خدمت میں عرض کر چکا یعنی جنگل میں ایک بہت ہی وسیع میدان صاف کر لیا گیا ہے۔ اُس کے درمیان میں پھانسی کھڑی کر دی گئی ہے۔ اور اس بات سے فارغ ہوتے ہی میلادہ ہے کہ خود جا کے سینک کتھر برٹ کی خانقاہ سے پادریوں کو اپنے ہمراہ لے آؤں تاکہ مجرم کو قتل گاہ میں لیجاتے وقت وہ ہمارے خوفناک جلوس کے ساتھ ہوں۔"

مارکوس "سرولیم! میں بھی آپ کے ہمراہ چلتا مگر افسوس آج میری طبیعت ذرا ناساز ہے۔"

ساتھ میں آرل گن گائل کا نوجوان خادم جافرے کمرے میں داخل ہوا اور مارکوس انڈیل کے کان میں اُس نے کچھ کہا۔

مارکوس "اھا! میرا وفادار داروغہ اینگلس دہن بیمار ہو گیا! اور وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے؟ میں ابھی چلا۔ اسی وقت اُس کے کمرے میں آتا ہوں۔ نوجوان لڑکے۔ تم جلو۔ اور اُس سے کہو کہ میں ابھی آیا۔"

جافرے قطعاً جھکا اور کمرے سے چلا گیا۔ مگر ہم ذرا قصہ کا سلسلہ روک کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اُس بوڑھے داروغہ کا پیغام مارکوس کے پاس جافرے کیوں لایا۔ واقعہ یہ ہے کہ جافرے جس کمرے میں رہتا تھا وہ اینگلس دہن کے کمرے کے عین محاذی تھا۔ لہذا جب داروغہ نے دیکھا کہ مجھ میں کمرے سے نکلنے کی طاقت نہیں ہے تو اپنے بستر پر ہی پڑے جافرے کو پکارا۔ وہ نوجوان خادم اگرچہ بوڑھے داروغہ کی نسبت کوئی اچھی نہ اسے نہیں رکھتا تھا۔ دل میں جلا ہوا تھا کہ اس نے انھیں کے خلاف گواہی دی۔ یہ تمام ایک ایسے ذرا سے کام کے لیے کہ مارکوس کے پاس اُس کا پیغام ہو چارے انکار نہ کر سکا۔ مگر اینگلس کی صورت دیکھ کے اُسے دفعہ ایک تعجب سا ہوا۔ کیونکہ اُس کے چہرے پر مُردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ پھر جب اُس نے مارکوس کو اس کا پیغام ہو چایا تو اُس فوراً تغیر کو بھی دیکھا جو یکایک مارکوس کے چہرے سے ظاہر ہوا۔

اب جاجرے کے دماغ میں مذکور بالا خیالات چکڑھانے لگے۔ اُسے پہلے ہی تعجب تھا کہ داروغہ نے اپنی شہادت میں جو کچھ بیان کیا وہ فقط مارکوس کے بیان کی تصدیق اور محض اُن کے بیان کے ہوئے واقعات کی توثیق کی ضرورت سے تھا۔ جاجرے چونکہ اب تک کنتیہ کو بیگناہ سمجھ رہا تھا اس وجہ سے اُس کے ذہن میں یہ بات جم کے بٹھ گئی تھی کہ لیڈی او می لینا کی وجہ سے مارکوس اسٹریٹل کنتیہ کی تباہی کے درپے ہیں۔ مگر اپنے یہ تمام خیالات کہاں ازاد رہی سے اُس نے ابھی تک دل ہی دل میں رکھے تھے۔ جب اکیلا بیٹھتا اسی فکر میں پڑ جاتا۔ اور افسوس کرتا کہ کنتیہ کو مفت چھانسی دی جا چکی ہے۔

اس قسم کے خیالات اور شبہات اُس کے دل میں پہلے ہی سے ہو چکے تھے اور ظاہر ہے کہ گورنر اسی بھی نئی بات پیش آئے تو ایسے شبہات اور قوی ہو جاتے ہیں۔ داروغہ کامر دینی بھایا ہوا چہرہ۔ اور اس بات کی کوشش کہ اپنے جذبات کو چھپائے رکھے پھر اُس کے ساتھ پیغام سننے ہی مارکوس کے چہرے پر ایک تغیر کا پیدا ہو جاتا۔ یہ ایسی باتیں تھیں کہ نوجوان خادم کے دل میں کوئی شبہ نہ پیدا کرتی۔ لہذا مارکوس کو پیغام ہونے کے دس آتے ہی اُس کے دل میں خیال گزرا کہ ممکن ہو تو اس گفتگو کو ضرور سننا چاہیے۔ جو اس وقت مارکوس اور داروغہ میں ہونے والی ہے۔

مارکوس کی کیا تدبیر ہو؟ ساتھ ہی اینکس وٹن کے کمرے میں اُس کے بچھونے اور کمرے کے دروازے کی جگہ کا خیال آیا اور فوراً ایک رائے قائم ہو گئی۔ چنانچہ وہ داروغہ کے کمرے میں آیا۔ اُس کا دروازہ کے دونوں پٹ کھلے چھوڑ دیے۔ اور بچھونے کے قریب پہنچ کے کہا "لارڈ صاحب نے فرمایا ہے کہ میں چند منٹ میں آتا ہوں۔ میرے لالچی اور کوئی کام ہو تو وہ بھی کہہ دو میں بخوشی انجام دوں گا۔"

اینکس "نہیں۔ اور کوئی کام نہیں۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج میری طبیعت ذرا ناساز ہے۔ مگر بہت ہی جلد اچھا ہو جائوں گا۔ اب

تم اپنے کمرے میں جا سکتے ہو۔“

یہ جواب پا کے جعفرے دروازے کے پاس آیا۔ اور اُسے بند تو اس طرح کیا کہ جیسے کوئی شخص باہر جا کے بند کرتا ہے مگر خود اندر رہ گیا۔ پھر جوتے اُتار ڈالے اور نہایت ہی آہستہ آہستہ دبے پاؤں بستر کے قریب آیا۔ اور اُس کے نیچے چھپ کے لیٹ رہا۔ یہ دروازہ چونکہ بستر کے سر کے کی طرف تھا اس لیے داروغہ اُس کی یہ کارروائی نہ دیکھ سکا۔ اور سمجھا کہ جعفرے کمرے سے نکل کے چلا گیا۔

ستیسواں باب

اسرار شب گردی کا افشا

جعفرے اُس پرانی وضع کے نمبر سے اور بھد سے بستر کے نیچے چھپا ہوا تھا کہ مارکوس انڈیل کمرے میں داخل ہوئے۔ اُنھوں نے اپنے داروغہ کے بدلے ہوئے چہرے کو نہایت افسوس کے ساتھ دیکھا۔ واقعی اس وقت اُس پر مردنی کی سی نرمدی تھی۔ آنکھیں حلقوں میں گھس گئی تھیں۔ اور اُس کے کٹھن سے ایسی وحشت اور گھبرائٹ ظاہر ہوتی تھی کہ مارکوس انڈیل ہنسنے لگے۔ مارکوس ”اینگلس۔ خدا کے لیے جلد بتاؤ یہ تمہیں کیا ہو گیا؟ اور یہ کیا معاملہ ہے؟“

اینگلس۔ (نا توان آواز میں) ”حضور پہلے دروازے کو اچھی طرح دیکھ کے بند کر لیں۔“

مارکوس خوف و اضطراب کے عالم میں دروازے کے قریب گئے۔ اُسے بند ہی نہیں کر لیا بلکہ سکنی بھی چڑھالی تاکہ اگر کوئی آتا بھی چاہے تو نہ آسکے۔ پھر داروغہ کے بستر کے پاس آئے اور بے صبری کے لہجے میں پوچھا ”آخر کیا معاملہ ہے؟“ انگلس یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اور تم نے مجھے کیوں بلا بھیجا؟“

انیکس: "حضور نہایت ہی سخت اور بڑے خوفناک خطرے پیش آنے والے ہیں۔ لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ ہمیں اُن پر کامیابی حاصل ہوگی۔" یہ کہہ کے داروغہ دروازہ کر کے کسی قدر اُٹھا اور اپنا سر ہاتھ پر رکھ لیا۔

مارکوس: (خون سے کانپ کئے) "این۔ خطرے! تم کیا کہتے ہو؟ بولو جلدی بولو۔" انتھاریتہ: "الین میرا دم گھٹا جاتا ہے۔"

انیکس: "حضور اسی کتھ کے معاملے ہیں۔"

مارکوس: "ہاں تو وہ خطرہ کتھ کے لیے ہے نہ؟ پھر تمھاری صورت دفعہ کیوں بدل گئی؟ اور تمھیں کیا ہوا؟"

انیکس: "لارڈ صاحب۔ مجھے بیان کرتے در معلوم ہوتا ہے حضور اصل حقیقت یہ ہے کہ مین رات کو سوتے مین اُٹھ کے چلنے لگتا ہوں۔"

الندیل: "معلوم ہوتا ہے اُسی حالت مین تم نے کوئی راز ظاہر کر دیا۔"

داروغہ: "جی نہیں۔ جہان تک مجھے علم ہے مین نے ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا۔ یہ مرض تو مجھے سال ہا سال سے ہر سوتے سوتے ایک بیک اُٹھ کے چل پڑا ہوتا ہوں۔ اور بعض اوقات آگھ کھلتی ہے تو اپنے آپ کو بیچ جنگل مین پاتا ہوں اور اکثر اُس سنگ مرمر کی لاٹ کے آگے جھکا ہوا۔"

مارکوس: "بس بس خاموش! اُس کا نام نہ بولو! مگر ان الفاظ کو گویا داروغہ نے سنا ہی نہیں۔"

داروغہ: "بے شک اکثر مین اپنے کو اُس سنگ مرمر کی لاٹ کے آگے جھکا ہوا پاتا ہوں۔ اور کبھی اسی قصر مین اُس پر کے گرجے مین قربان گاہ کے آگے سجدے مین پڑا ہوا۔ اور اپنے آپ کو اس حالت مین پا کے اکثر میری یہ کیفیت ہوتی ہے کہ خون سے بیہوش ہو گیا ہوں۔"

مارکوس: "انیکس وین۔ تم اور ایسے بزدل اور ڈر لوگ مجھے کیا ہی یہ حالت سُن کے شرم آتی ہے۔ تیس برس تک تم ان تمام بدنگوئیوں اور بد خالیوں مین رہ چکے ہو! تم شیطانی شکلیں دیکھ چکے ہو! تم نے

خیر ارجمی آواز میں سنتی ہیں! اور ایڈیٹر میرے پاس آئے تھے
بارہا مجھے یقین دلایا ہے کہ تھین ان باتوں کی بالکل پروا نہیں۔ اور
یہ بُرا ناقص الذلیل تھین ساری دنیا کے مقاموں سے زیادہ عزیز ہے
انگلز۔ حضور۔ جو کچھ حضور نے فرمایا بالکل بجا و درست ہے۔ لیکن میرا
یہ سوتے سوتے رات کو چل کر ہنرِ ان دونوں اس قدر بڑھ گیا ہے اور اُس
کی وجہ سے اس قدر خطرات پیدا ہو گئے ہیں کہ اب میں اس فکر سے گھلا
جاتا ہوں۔“

مارکوس۔ ”خطرات! کیا وہی کرسمس والی شیطانی شکیں۔۔۔“
انگلز۔ ”نہیں۔ نہیں۔ لارڈ صاحب۔ اُن شکلوں سے تو میں اب انوس
ہو گیا ہوں۔ مگر آہ! اُن سے انوس ہونا بھی کس قدر خوفناک ہے! ہر حال
جس دن سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں کچھوں سے اُٹھ کے اور گھر سے نکل کے
سوتے سوتے چلنے لگتا ہوں اُسی روز سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک
نہایت خوفناک شکل بھی رات کو اُس شب گردی میں میرے ہمراہ رہا
کر تی ہے۔“

مارکوس۔ ”اور وہ خوفناک شکل کس کی ہے؟“
انگلز۔ ”آہ! لارڈ صاحب۔ آپ کو تو وہ واقعہ یاد ہی ہو گا۔ جبکی
وجہ سے میں حضور کی ملازمت میں داخل ہوا۔ وہ سایہ نما شکل نہیں
سایہ نہیں بلکہ وہ تو بے گوشت پوست کا فقط ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے
جو اپنے جسم پر ایک بادریوں کی سی عبا لپیٹے ہوتا ہے۔۔۔“
مارکوس۔ ”(خوف سے کانپ کے) بس۔ بس۔ انگلز بس۔ مجھے زیادہ
سننے کی۔ اب نہیں۔ خیر اب یہ تو بتاؤ کہ بارے میں کیا خطرہ ہے؟“

دار و حقہ۔ ”لارڈ صاحب آپ اللہ خاموشی کے ساتھ سنتے رہیں۔ میں
سب عرض کر دوں گا۔ گزشتہ شب کو بھی مجھ پر وہی غیر معمولی حالت طاری
ہوئی جس کی وجہ سے میں اپنا کمر بستر چھوڑ کر بے چین اُن کچھوں
کی مدد سے جو میری حفاظت میں رہا کرتی ہیں قصر کا دروازہ کھول

کے جنس کے سر پر تھی گیس۔ جس لارڈ صاحب باہر مین سے دو کنبیان دربان کے پاس رکھ دیں اور کئی مرتبہ انھیں کہیں کہنے میں چھپا دیا لیکن یہ سب بے سود ثابت ہوا۔ اس لیے کہ اُس فینڈ کی حالت میں بھی مین دربان کی کوٹھڑی میں آہستہ سے گھس گیا اور اُن کنبیوں کو اٹھا لایا۔ یا اگر انھیں اور کہیں چھپایا تھا تو یاد کر کے وہاں سے اٹھا لایا۔

مارکوس : (بے مہربانی کے ساتھ) ”خدا کے لیے انٹیکس ان انفیلون کو کسی اور موقع کے لیے اٹھا رکھو اور اصل واقعہ بیان کرو جس کے انتظار میں میں بیٹھا ہوں۔“

انٹیکس : ”لارڈ صاحب معاف فرمائیے۔ لیکن گزشتہ شب کے واقعات نے میری دلچسپی پر اس قدر اثر کیا ہے کہ اکثر معلوم ہوتا ہے جیسے میں ہوش میں نہیں ہوں۔ ہر حال آج رات کو بھی میں اُسی طرح سوتے سوتے جل نکلا۔ اور جنگل کی طرف چلا۔ لیکن اس مرتبہ میں اُس سنگ مرمر کی لاٹ کے پاس نہیں گیا کہ اُس بھانسی کے پاس جا پہنچا جو گھنٹھ کے لیے کھڑی کی گئی ہے۔ وہاں دفعتاً میری آنکھ کھلی اور ہوش آیا وہاں چند آدمی بھی تھے اُنھوں نے کہا میرے ساتھ چلو۔ اور میں پھر بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد جب ہوش آیا تو میں قلعہ کی گلیاں لین کے اندر تھا۔“

مارکوس : (غیب سے) ”قلعہ میک آلیس کے اندر! وہ لوگ تھیں وہاں کیوں لے گئے؟ اُن دشمنی کو بیرون کی تم سے غرض کیا ہو سکتی ہے؟“

انٹیکس : ”لارڈ صاحب خاموشی کے ساتھ سن لیجیے یہ واقعہ بہت بڑا اور اہم ہے اور چند لفظوں میں نہیں بیان کیا جاسکتا۔ جب میں اُن دو لون بھیا صورت والے بھائیوں کے سامنے لیجا کے کھڑا کیا گیا تو اُنھوں نے فوراً بتا دیا کہ اُن کے آدمی مجھے وہاں کیوں پکڑے گئے۔ اس مقدمے کے ذرا ذرا سے واقعات انھیں معلوم ہیں۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضور والا نے یہ کس قسم کی شہادت دی اور میں نے اُس کی تائید کی کہ گھنٹھ نے آپ کے سامنے اقرار جرم کیا۔ مگر لارڈ صاحب اُن میک آلیس بھائیوں کے پاس ایک ایسا ذریعہ

تو جو دہے جس سے وہ بخوبی ثابت کر سکتے ہیں کہ قلعہ نے ہرگز اس قسم کا اقرار نہ کیا ہو گا۔ جیسا کہ حضور نے اُس کی زبان سے سننا بیان کیا ہے۔ حضور میرے بیان میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ کریں۔ کیونکہ اول تو یہ بالکل سچ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے دونوں خادم میک آپس کے سپاہیوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے وہ مقام دیکھا ہے جہاں وہ لڑائی ہوئی۔ اور ایک شخص جس نے اُن میں سے ایک کو قتل کیا اور دوسرے کو گرنے دیکھا میرے ہمراہ رات کو اس قصر تک آیا تھا۔ اور دوسرے اقرار کی نسبت ”الغٹھیل“ اُن اُس کے متعلق کیا نبوت ہے؟“

انگلش وٹن نے اپنے آقا سے اشارہ کیا کہ ذرا اور قریب آجائیے پھر نہایت بے چینی اور گھبراہٹ کے ساتھ کمرے میں داخلہ دیکھا گیا اس سے اندیشہ تھا کہ کوئی کین چھپا ہوا گھڑا اُس نہ رہا ہو۔ اور پھر اُس نے نہایت آہستہ آہستہ مار کوس کے کان میں وہ سب واقعات بیان کر دیے جو اُس نے قلعہ میک آپس میں دیکھے تھے۔ سنتے ہی لارڈ النڈیل کے مونہ سے اس زور سے ایک چرخ کی آواز نکلی کہ اُس میں جافرے کی وہ چیخ بھی بھنی جاسکی جو تعجب اور خوت کے باعث اس کی زبان سے نکل گئی تھی ”مار کوس“ خدا کی نیاہ! انگلش یہ واقعات تو قابل برداشت نہیں۔ مگر کین الیا تو نہیں ہے کہ تم نے یہ سب واقعات محض خواب میں دیکھے ہوں؟“

انگلش ”نہیں لارڈ صاحب۔ یہ سب واقعات بالکل سچے ہیں“

مار کوس ”مگر وہ عورت کون تھی جسے تم نے وہاں دیکھا؟“

انگلش ”حضور میں اُس عورت کو نہیں پہچانتا۔ لیکن ایک رات کو جب نہایت خوفناک طوفان آیا ہے میں دفعہ جاگا۔ اور اپنے آپ کو خنگل میں پایا۔ اُس وقت میں اُسی سنگ مرمر کی لاٹ کی طرف جا رہا تھا۔ اتفاقاً بجلی چلی۔ اور اُس کی روشنی میں وہاں میں نے اس عورت کو دیکھا تھا۔ جسے دیکھ کے مجھ پر دہشت طاری ہو گئی۔ خصوصاً اس لیے کہ وہ مجھے پہچانتی تھی! اُس

نے مجھے بتایا کہ میں کون ہوں اور میرے کان میں کہا یہ تو مار کو سن اندیل کا دروازہ
انیکس دنگن ہے اُس کے اُس وقت کے کہنے میں کچھ ایسا اثر تھا کہ میں اسے
آپے میں نہ رہا۔ اور فوراً وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ وہی عورت تھی جسے میں
رات کو قلعہ میک آپین میں دیکھا۔ اُس کا ڈبلا اور لمبا قد اُس کے بلے بخورے
ہاں۔ اُس کی خونناک آنکھیں اُس کے پچھے کپڑے —

مار کو سن آہ یہ وہی عورت ہے! بے شک وہی ہے جو دوبار مجھے بھی جنگل میں مل چکی
پہلی مرتبہ جب میں اڈنبرگ سے قصر اندیل میں آ رہا تھا۔ جب اُس کے وقفہ نمایاں ہونے
ہی میں گھوڑے کی پیچھے سے گر پڑا تھا اور دو سر کیا اُس موقع پر جب میک آپین سے
لڑائی ہو رہی تھی اور اُس نے اس کے یہ بتایا تھا کہ اوی لینا کو کھٹھہ چھڑا لایا۔ لیکن اُسے
تو میں ایک مخجون عورت سمجھتا تھا۔ اگرچہ اُس کی آواز اور لب و لہجہ سے یہ ظاہر ہوتا تھا
کہ وہ مجھے نہایت حقارت و نفرت سے یاد کرتی ہے گو یا میرے ہاتھ سے اُس پر کوئی
زیادتی یا ظلم ہوا۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میں اُسے بالکل نہیں پہچانتا۔ خیر اب اس کے
متعلق زیادہ فکر کی ضرورت نہیں۔ انیکس تم اپنا واقعہ بیان کر دو۔
انیکس۔ مار ڈ صاحب۔ حضور غور سے نہیں کہ ہمارے لیے اب کچھ خطرے
درمیش ہیں! ستر اندل میک آپین میرے سامنے قسم کھا چکے ہیں کہ اوی لینا
انھیں کی دوطن بنے گی۔

مار کو سن۔ بد معاش۔ کیا وہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے تمام حقوق سے بہت ہمدرد
ہو جاؤں گا؟

انیکس۔ کاش وہ اسی قدر جانتے تو میں بہت خوشی کے ساتھ اُن کی خواہش
پوری کرنے پر راضی ہو جاتا۔ لیکن نہیں۔ وہ فقط اسی قدر نہیں چاہتے۔ اُن کی
خواہش تو یہ ہے کہ آپ فوراً اس کا اقرار کریں۔ اتنا ہی نہیں خود آپ ہی کوشش
کریں اور ارل گلن گائل پر پلٹو اور ڈال ڈال کے انھیں اس بات پر آمادہ کر دیں
کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اندل میک آپین کے ساتھ کر دیں! —
مار کو سن۔ اور۔ انیکس۔ اگر میں اس سے انکار کر دوں؟ — یہ الفاظ مار کو سن
کے مونہ سے بھڑائی ہوئی آواز میں نکلے اور اُن کا چہرہ بالکل لرز دینا لگا۔

انٹیکس: اگر آپ انکار کر دیں گے تو میک آپلین فوراً اپنا وہ ثبوت پیش کر دیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ آپ نے جھوٹی گواہی دی اور میں نے غلط بیانی میں آپ کی تائید کی۔ رات کو انٹلف میک آپلین نے مجھ سے کہا ہے کہ اپنے آقا لارڈ انڈیل سے کہہ دینا کہ اگر کل غروب آفتاب سے قبل نہ ٹھیکے گا مہری اور دستخطی اقرار نامہ جس میں اُنھوں نے صاف صاف اقرار کیا ہو کہ بیڈی او می لینا گن گائل میری بی بی بن جائے گی نہ مل گیا تو۔۔۔

مار کو س: انٹیکس۔ آخر یہ میک آپلین کو کتر سمجھتے ہیں کہ میں اس معاملے میں آرل گن گائل سے کہہ کے کامیاب ہو سکوں گا؟

انٹیکس: حضور۔ وہ اس پر غور کرنے کی تکلیف ہی کیوں گوارا کرے گا؟ انھیں اس سے غرض ہی نہیں کہ آپ اس معاملے کو کیونکر انجام دیں گے۔ وہ تو فقط یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح ہو آپ کے ذریعہ سے یہ مقصد حاصل ہو جائے۔ اور اگر آپ نے اقرار نامے کے پورے شرائط نہ منے ہوتے تو آپ کی سمجھ میں آ جاتا کہ میک آپلین کا اصل میں مقصد کیا ہے؟

مار کو س: اچھا آگے بیان کرو۔

انٹیکس: حضور۔ سرائٹلف کو اصرار ہے کہ آپ ایک اقرار نامے کے ذریعے سے جس پر خاص آپ کی مہر اور دستخط ہو اقرار کریں کہ آج کی تاریخ سے ایکس دن کے اندر بیڈی او می لینا کو سرائٹلف کے پاس ہو بخاؤ دیں گے۔ غلام اس سے کہ یہ آرل گن گائل کی مرضی سے ہو یا اُن کی مرضی کے خلاف۔ لیکن اگر اُن کو آمادہ کر کے کیا گیا تو وہ دو دن بھائی آپ کے نہایت ممنون ہوں گے۔ اور یہ اقرار نامہ آج آفتاب غروب ہونے سے پہلے اُن کے پاس پہنچ جانا چاہیے۔

مار کو س: اچھا۔ انٹیکس۔ تم یہ تو کہہ چکے کہ میرے انکار کا کیا نتیجہ ہو گا۔ لیکن اگر اُن کے شرائط کو میں منظور کر لوں تو اُس کا کیا اثر پڑے گا؟

انٹیکس: اس بات کے کل ثبوت کہ آپ نے جھوٹی گواہی دی اور جھوٹی قسم

لکھائی ضائع کر دیئے جائیں گے۔ حضور نے خیال فرمایا، اور یہ کہہ کے داروغہ نے ایک منی خیز گاہ سے مارکوس کی صورت دیکھی۔

مارکوس: ”ہاں۔ اینگس۔ مین نے غور کیا۔ یعنی کل کتھ ہی کی موت نہیں واقع ہوگی بلکہ وہ قیدی بھی قتل کر ڈالا جائے گا جو قلعہ میک آلیس میں مقید ہے۔“

اینگس: ”جی حضور۔ بالکل بجا۔ اور اب غالباً آپ پوری طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ سترانڈ لٹن کے شرائط منظور کر لینے کی کیسی سخت ضرورت ہے۔ اقرار نامہ تو آج ہی سہ پہر تک بھیج دیا جائے گا۔ لیکن آئندہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ اکیس دن کے اندر کیا ہو اور کیا نہ ہو۔ اور یہ بھی خدا ہی کو معلوم ہے کہ اُس اقرار نامہ پر آپ کو قائم رہنا پڑے یا نہیں۔“

مارکوس: ”بے شک۔ اپنے فوری بچاؤ کی غرض سے ہمیں ہر چیز سے ہاتھ دھونا چاہیے۔ اوی لینا سے دست بردار ہو جانا بڑا مشکل کام ہے۔ مگر بہ نسبت اس کے کہ مین ایک جھوٹی قسم کھانے والا ثابت ہوں اُس کو چھوڑ دینا مجھے گوارا ہے۔ خداوند اکیازمین و آسمان سب میرے خلاف ہو گئے ہیں ان میک آلیس بد معاشوں کو خدا غارت کرے۔ آہ جب خیال آتا ہے کہ اوی لینا ایک ایسے جاہل اور بد تمیز وحشی کے پالے پڑے گی تو میرے دل کی عجیب حالت ہو جاتی ہے۔ مگر اس کے سوا چارہ کار ہی کیا ہے؟ مگر اینگس۔ یہ تو بتاؤ کہ مین قلعہ میک آلیس میں کسے بھیجوں؟ اور وہ اقرار نامہ لے کے کون جائے گا؟ کیا تم اس قدر ناتوان اور کمزور ہو گئے کہ اتنا کام بھی تم سے نہ ہو سکے گا؟“

اینگس: ”حضور مین تو مجھونے سے اٹھ بھی نہیں سکتا۔ لیکن اگر مین اس قابل ہوتا تو بھی مجھے وہاں تک جانے کی ضرورت نہ پڑتی۔“

مارکوس: ”ہاں۔ ہاں۔ مین سمجھا غالباً میک آلیس نے اس اقرار نامے کے لے جانے کا کچھ بندوبست کر لیا ہو گا۔ سیانے کتے جانتے تھے کہ مین انکار کی جرات نہ کر سکون گا۔“

انہیں "اُن کا ایک نہایت ہی وفادار خادم جس کا نام ڈو لوڈ ہے
غروب آفتاب سے ٹھیک ایک گھنٹہ قبل اس قصر میں آئے گا۔ اُس کے ہمراہ کچھ
اور لوگ بھی ہوں گے۔ وہ حضور سے تہائی مین ملنے کی خواہش کرے گا۔
اور ظاہر یہ کیا جائے گا کہ گزشتہ لڑائی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے اور نیکو لین
اور آئندہ میں صلح کرنے کی غرض سے وہ لوگ آئے ہیں۔"

مارک کوس "موجودہ حالات کے لحاظ سے یہ بہانہ نہایت مناسب ہو گا۔ یہ
ظاہر کر کے اگر وہ لوگ قصر میں آئے تو لوگوں میں کسی قسم کے بُرے خیالات
نہ پیدا ہونے پائیں گے۔ اور میں بجائے خود سمجھ لوں گا کہ اُن کا منشا مجھ سے
اقتدار نامہ لکھوانا ہے جس پر میری مہر اور سرور و دستخط ثبت ہوں گے۔
انہیں کسی "اس حضور ہی مطلب ہے۔ اور اب حضور سے میری عرض ڈو لوڈ
اور اُس کے ہمراہیوں کے آنے سے پہلے ہی وہ دستاویزہ مکمل کر رکھیں
میں حضور کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دونوں بھائی امد لطف اور ایچہ ایسے
نہیں ہیں کہ انہیں کسی سے کم سمجھا جائے۔"

الٹریڈ "ہرگز نہیں۔ اسی سبب سے میں اُن کی سب شرطوں کو قبول کیے
لیتا ہوں۔ لیکن باز رکھو کہ یہ باتیں نہایت مجبوری اور لاچار ہی سے مجھے
منظور کرنا پڑی ہیں۔"

یہ کہہ کر مارک کوس کمرے سے چلے گئے۔ اور اُن کے جانے کے
خبر منٹ بعد چائے پیئے۔ انہیں انہیں کے لینک کے نیچے سے نکلا۔ اور بغیر اس
کہ داروغہ کو کسی قسم کا شبہ ہونے پائے کمرے سے نکل کے چلا گیا۔

دنگلدار

مولنا شرر کا مشہور ادبی و تاریخی رسالہ جس نے زبان اردو کے علمی خزانے کو اعلیٰ لٹریچر سے بھر دیا خریارون کو ایک سال خریار بہن تو مولنا ممدوح کا ایک نیا ناول مفت نذر کیا جاتا ہے اور وہی سال مابعد کے چندے اور محصول ڈاک پرنوسی۔ بی روانہ کر دیا جاتا ہے۔ قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ۷ روپے ۱۰ آنے کا دی گئی ہے۔ اور ناول کا دی گئی ہے۔ اس کا محصول بڑھانے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ ناول کی قیمت اور صفحہ استی ہوئی ہے کہ رسالہ خریارون کو قریب قریب مفت پڑھتا ہو۔

مینجر دنگلدار۔

مولنا شرر

مولون کے شائق خصوصاً مولنا شرر کے مولون کے شیدا اس رسالے کو ضرور خرید فرمائیں گے جن میں ہمیشہ دو نئے مولون کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مجموعی صفحہ ۱۰۰ کے علاوہ بیس ہوتے ہیں۔ اور ہر ناول مولنا کا طبع زاد ہوتا ہے اور دوسرا انگریزی کے کسی ناول کا ترجمہ۔ سالانہ چندہ مع محصول ڈاک دو روپے ہر سال اپریل سے جولائی کا سال شروع ہوتا ہے اور اپریل کا پرچہ دو روپے ایک آنہ (۱/۴) پر دئی جاتی ہے سالانہ چندہ و ناول کر دیا جاتا ہے نونے کے لیے صرف ۳ روپے مینجر دنگلدار و مول افروز۔

مورخ

اعلیٰ لٹریچر اور خاص تاریخ کا ایک ماہانہ رسالہ جس میں مختلف مضامین ہندین مکمل تاریخی سلسلہ وراثت شائع ہوتی ہیں اور ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ چند روز کے اندر آپ کی زبان میں تمام قوموں اور ملکوں کی مبسوط اور ضخیم اور مفصل و واضح تاریخیں پیدا ہو جائیں گی۔

فی الحال مورخ میں مولنا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر کی مشہور تاریخ "ارض مقدس" کے ۸۴ صفحے ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد ۳۲ صفحوں پر کانڈی کی مشہور تاریخ "دولت ہسپانیہ عرب" کا ترجمہ۔ پورا سالہ تاریخ جز یعنی ۸۰ صفحوں پر ہوتا ہے۔ مورخ کا سالانہ چندہ پانچ روپے رکھا گیا ہے۔ اور محصول ڈاک ۱۰ آنے کا ہے۔ سالانہ پر مورخ جاری کر دیا جائے گا۔ نمونے کے لیے ۸ روپے قیمت ہوں۔ ہمیں حاصل زبان اردو اور مولنا شرر کے لٹریچر کے قدر دانوں سے امید ہے کہ اس رسالے کی ضرورت مزی گری کریں گے۔ اس کا خریدنا زبان اردو کی سچی خدمت ہے۔ توجہ فرمائیے۔ قدر دانی کیجیے اور خود اپنی اور اپنی زبان کی خدمت کیجیے۔

محمد صدیق حسن بایڈیٹر دنگلدار و ایڈیٹر مورخ کٹر زبان بیگان لکھنؤ

تصانیف مولانا محمد عبد الحکیم صاحب شہرہ

تاریخ و سوانح عمریان

- (۱) جنب بغدادی - حضرت جنید کے حالات - ۱۲
- (۲) ابو جریب شیبی - حضرت شبلی کے حالات - ۱۲
- (۳) تاریخ شہدہ - عرب کے فتوحات سندھ کی حقیقت - تاریخ جلد اول - ۱۲
- (۴) عصہ قدیم - اقوام سلف کی نمائندگی و تاریخ - ۱۲
- (۵) تاریخ ہندو - ۱۲
- (۶) حروریت میلینیہ - انگریزی سے اردو کی ترجمانی - ۱۲
- (۷) افسانہ قیس - مجنون عامری کے حالات - ۱۲
- (۸) قرۃ العین - ۱۲
- (۹) حسن بن صباح - باطنیہ اسماعیلیہ کا بانی اور پیغمبر کی مہلت (لائسنس بری ایڈیشن بمبئی) - ۱۲
- (۱۰) سیکندریہ نہت جمیع - چاندی کے حالات - ۱۲
- (۱۱) خواجہ عین الدین ہشتی - ۱۲
- (۱۲) ملکہ نو بیہ سلف کی ایک عربی شہرہ - ۱۲

ناول

- (۱۳) فلورافلوئرا - انڈس میں سلطنت عرب (لائسنس بری ایڈیشن بمبئی) - ۱۲
- (۱۴) فلیانہ عمریہ - ایک سجادہ - ۱۲
- (۱۵) آنکھ صادق کی شادی - ۱۲
- (۱۶) رومہ الکبریٰ - روم پر گتہ لوگوں کا حلقہ - ۱۲
- (۱۷) نروال بغدادی - دولت جانیہ استیصال - ۱۲
- (۱۸) ماسک غور و کاعوج - ۱۲
- (۱۹) یوسف بحکم کل - جگہ جگہ بینش - ۱۲
- (۲۰) فتح اندلس - سپین پر عربوں کا حلقہ - ۱۲
- (۲۱) فردوس برین - جیتے جی جنت کی سیر - ۱۲
- (۲۲) غیب الہ و دھن - بانی کی حیرت انگیز غیب دانی - ۱۲

- (۲۳) حسن کا واکو - حرام پور کے نواب کی سرگزشت - ۱۲
- (۲۴) افسانہ ہندو - ۱۲
- (۲۵) خوشحال - ۱۲
- (۲۶) افسانہ ہندو - ۱۲
- (۲۷) افسانہ ہندو - ۱۲
- (۲۸) بابک خرمی - ۱۲
- (۲۹) جوایے حق - ۱۲
- (۳۰) افسانہ ہندو - ۱۲
- (۳۱) سر سید کی دینی برکتیں - ۱۲

مستفرد

دکن کی مکمل جلدین

جلد ۱	جلد ۲	جلد ۳	جلد ۴	جلد ۵	جلد ۶	جلد ۷	جلد ۸	جلد ۹	جلد ۱۰	جلد ۱۱	جلد ۱۲	جلد ۱۳	جلد ۱۴	جلد ۱۵	جلد ۱۶	جلد ۱۷	جلد ۱۸	جلد ۱۹	جلد ۲۰	جلد ۲۱	جلد ۲۲	جلد ۲۳	جلد ۲۴	جلد ۲۵	جلد ۲۶	جلد ۲۷	جلد ۲۸	جلد ۲۹	جلد ۳۰	جلد ۳۱	جلد ۳۲	جلد ۳۳	جلد ۳۴	جلد ۳۵	جلد ۳۶	جلد ۳۷	جلد ۳۸	جلد ۳۹	جلد ۴۰	جلد ۴۱	جلد ۴۲	جلد ۴۳	جلد ۴۴	جلد ۴۵	جلد ۴۶	جلد ۴۷	جلد ۴۸	جلد ۴۹	جلد ۵۰	جلد ۵۱	جلد ۵۲	جلد ۵۳	جلد ۵۴	جلد ۵۵	جلد ۵۶	جلد ۵۷	جلد ۵۸	جلد ۵۹	جلد ۶۰	جلد ۶۱	جلد ۶۲	جلد ۶۳	جلد ۶۴	جلد ۶۵	جلد ۶۶	جلد ۶۷	جلد ۶۸	جلد ۶۹	جلد ۷۰	جلد ۷۱	جلد ۷۲	جلد ۷۳	جلد ۷۴	جلد ۷۵	جلد ۷۶	جلد ۷۷	جلد ۷۸	جلد ۷۹	جلد ۸۰	جلد ۸۱	جلد ۸۲	جلد ۸۳	جلد ۸۴	جلد ۸۵	جلد ۸۶	جلد ۸۷	جلد ۸۸	جلد ۸۹	جلد ۹۰	جلد ۹۱	جلد ۹۲	جلد ۹۳	جلد ۹۴	جلد ۹۵	جلد ۹۶	جلد ۹۷	جلد ۹۸	جلد ۹۹	جلد ۱۰۰
-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	-------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	--------	---------

مستفرد مطبوعات دکن کی مکمل جلدین

- (۱) معاشرت - انگریزی کی داستان سر جان یک - ۱۲
- (۲) کتاب - ۱۲
- (۳) پادشاه - ۱۲
- (۴) جودال - ۱۲
- (۵) آتالیق - ۱۲
- (۶) رفیع النقباب - ۱۲
- (۷) ایک بدل رسالہ - ۱۲

المشتر حکیم محمد سراج الحق منیجر دکن گڑھ بزن بیگ خان لکھنؤ

